THE BOOK WAS DRENCHED

TEXT FLY WITHIN THE BOOK ONLY

TEXT CUT WITHIN THE BOOK ONLY

UNIVERSAL
LIBRARY
OU_222708
UNIVERSAL
LIBRARY

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. Accession No.

Author

Title

This book should be returned on or before the date last marked below.

Docked 1978

P. G.

تقریظ از جانب مطبع

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY HYDERABAD

P. G.

ت کا مشہور نام ـ **کلیات نظام** ـ اور تاریخی نام ـ

یات دیوان نواب نظام الدولہ بہادر ہے یہ کلیات

ب نظام الدولہ منتظم الملک نواب **محمد مروان علیخان** بہادر تخت

م جنگ سابق دیوان و وزیر اعظم ملک مارواڑ کا ہے ـ

پ کے اور تالیف و تصنیف کا نام بھی تاریخی ہے مثلاً ـ

ـ تاریخ البلاد ـ ـ ـ ـ ـ تاریخ ہین

ـ تواریخ راج مارواڑ ـ تاریخ ملک مارواڑ جسکا دارالامارۃ جودہ پور ہے

ـ ظل ناصری ـ ـ ـ ـ ـ علم جفر ہین جو بنام شاہ ایران موسوم ہے

راگ ـ ـ ـ ـ ـ علم موسیقی ہین

نظر ـ ـ ـ ـ ـ علم مسمریزم ہین

ـ ـ ـ واسوخت مشمولہ کلیات ہذا

زیر تالیف ہین ـ ابتدا مین آپ کا تخلص مضطر تھا

نظام ہے جو آپ کی رباعی سے ظاہر ہے

تھا شاعری کے ہنگام

اور تخلص **نظام**

تلمذ آپ کو نواب میرزا اسد اللہ خان - غالب مرحوم دہلوی سے تھا
اور بعد ترتیب کلام کے دبیر الدولہ منشی مظفر علیخان صاحب اسیر
لکھنوی نے اصلاح دی - کچھ حصہ آپ کے کلام کا دستیاب ہوا اور
مدت سے بسبب کثرت اشتغال منصبی وغیرہ کے کہنا ترک کر
نظم آپ نے اپنے نام سے مشہور نہیں کی جسقدر ہم پہونچ
ترتیب دیکر طبع کیا ہے +

جلد اول غزلیات — جلد دوم متفرقات

شمار میں کل شعر ہمارے سے شعر ہیں اگر ایک دو بیت نظم
تو اوسکے ساڑھے تین ہزار شعر ملاکر کل شعر تخمیناً قریب
ہوتے مگر آپ نے اوسکو مستثنےٰ رکھا - کلام عارفانہ اور شاعرانہ دو
ہر قسم کا ہے اکثر مضمون بھی عالی اور نئے - زبان شستہ طبیعت میں
چوچلا - اور واسوخت کا نیا طرز سب سے نرالا ہے جسکے سالہ عد
ہمعدد رعنا ہیں اور اوسمیں پانچ سراپا اور سب نئی صورت کے
اور وہ باعتبار حالات شاعرانہ و عاشقانہ کے محض قال ہے قال
نہ کہ حال - بقول حضرت (آخر مصرعہ واسوخت ہے
حال اس قال کو سمجھیں نہ مگر دانشمند + فارسی قصیدہ
و مناقب وغیرہ بنام مہر نبوت بھی اسی میں شامل
نعت کے حصہ میں (اوسی شب کو آپ نے زیارت
سے بعالم رویا مشرف ہوئے
اسلیے وہ تبرکاً یہاں لکھا جاتا -

بجسیم خلق ازان دم رسد جان دمید

ت تو نگارے نہ آفرید خدا | ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

رئیس مراد آباد کے ہین یہ شہر ملک روہیلکھنڈ مین نطافت آب و ہوا
روم خیزی مین مشہور ہے - قوم سے آپ افغان یوسف زئی ہین مگر جدہ
سعید و تحسین تا سن تمیز آپنے عربی فارسی گھر مین پڑھی زان بعد اکثر
تب کا شغل اور شوق رہتا ہے مزاج مین تحقیق ہے چنانچہ پنجاب مین
ملازمت گورنمنٹ آپ نے چند مفید چیزین نکالین +

طاب صری - - - - کوہ مری مین یہ پہاڑ قریب اور حد کشمیر پر
ع ہے جہان لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب گرما مین تشریف رکھتے ہین +
- روغن داد - - - - جو داد اور اکثر جلدی وغیرہ امراض کیواسطے
سیر ہے آبزوے دریاے اٹک سے +

۳ - بنفشہ عمدہ - - - - ایضاً ایضاً P.O.

۴ - خشک چوب شب چراغ - ایضاً ایضاً

۵ - مومیائی - قریب برسانی ندی رشتی نام واقع علاقہ پنڈی کھیپ ضلع
اول پنڈی سے +

۶ - مومیائی سنگی - - - - کنارہ ندی متصل کھوٹہ +

یضاً - اندرون کوہ سے - (وہ اشیا جو مارڈوار مین تحقیق کیے) +

نگ غربال - - - جسکے ظرف مین پانی از خود چھن جاتا ہے
سے +

- - جسپر کاغذ چپک جاتا ہے خاص جودہ پوری +
سرب - مس - آہن - نقرہ - خاص
سے +

عیان لکھی ہین وہ یہ ہین +

رباعی

آنجیوان بظلمت اسکندر یافت
از کندن کوه که بر آید لیکن

جمشید بدور سلطنت ساغر یافت
اقبال نظام بین که کان زر یافت

دیگر

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY HYDERABAD

ہر [illegible] گوہر یافت
تحقیق بہ ماژدواژ چون کرد نظام

چون کند زمین و کوہ و صحرا زر یافت
سیم و مس و آہن و سرب را در یافت

حسن مطلع قصیدہ ناتمام

سیم آہن و مس و سرب آورد م از جبال
ہم سنگ پارس آمدہ کہسار ماژواژ

۱۸۵۷ء عیسوی مین حسب الطلب آپ پنجاب گئے اور سر انجام خدمات مالی و ملکی و سرحدی وغیرہ مین آپ نام آور و مورد تحسین حکام و اسناد و انعام رہے جسطرح گورنمنٹ مین آپکا اعزاز و اعتبار تھا اوسیطرح ملک مین بلکہ سرحدی ممالک باغی امرذی وصولات وستہانہ وغیرہ مین رعب داب تھا اور حسن خلق اور راستبازی کے باعث سے آپ ہر دل [illegible] آپکا کام انتظام نظیر اور دستور العمل ہوتا تھا جفاکشی اور محنت حد سے متجاوز تھی - غدر ۱۸۵۷ء عیسوی کے نازک اور [illegible] آپ نے ہی کارنمایان اور انتظام کمال خیر خواہی [illegible] ملک مین کیا جہان قریب کی چھاونیون مین [illegible] اگر ذرا بھی دیر اور سوء تدبیری ہوتی [illegible] طول فساد عظیم کا ہو جاتا اور بغا اور اندرونی انتظام کی تدا

یہان کل کام اور انتظام کی تفصیل طول سے ہے ۱۸۵۸ عیسوی مین آپ نے
استعفا دیا اور بعدہ متہ وستانی ریاستون مین کار فرما رہے اور اوسمین بھی
مشکل کام آپ کے استقلال اور حسن تدبیر اور رسائی سے بآسانی انجام پذیر ہوے
۱۸۶۷ عیسوی سے آپ باصرار ملک مارواڑ مین طلب ہوکر اول نائب دیوان
اور بعدہ دیوان کل یعنے وزیر اعظم مقرر ہوے جہان کا حسن انتظام اور
ترقی آمدنی ہر صیغہ اور نیز دیانت اور خلق اور سلوک آپکا ضرب المثل ہے
جو بیشکل کام اور انتظام اور انسداد فساد قبایح ملکی وغیرہ آپ نے استقلال
فکر و ہمت سے کیے جب کہ ملک ابتر اور والی ملک مضطر تھے اونکی تفصیل طول ہے
جملہ خدمات مین آپ کو ایک عمدہ جاگیر اور طلائی کمتہ اور خطاب نوابی مع نقارہ
و نشان و نوبت و گھڑیال اور قرب و تعظیم اول درجہ کے سرداران ملک کی
دربار مملکت مارواڑ سے عطا ہوی آپ کو انتظام مالی و ملکی اور افزونی پیداوار
علی الخصوص معاملات پولیٹکل مین ایک ملکہ اور تجربہ ہے اور دیانت اور محنت
اور استقلال سے آپ کو کامیابی ہوتی ہے اگرچہ تمام اوقات عزیز آپ کی
انجام امور منصبی مین صرف ہوتے ہین مگر جو وقت بچتا ہے وہ سیر کتب و
ن و تصنیف مین گذرتا ہے آپ کا قول ہے کہ وقت اور تندرستی ہی مین
ہ خداداد ہین دونون جہان کے کام انجام ہو سکتے ہین طبیعت
عادت رائے متین جفاکش پاک طینت بے طمع مستقل
آزادمنش تجرد پسند ہین مروت اور سخاوت کی سوا
نہ اتفاقات سے کئی بار فیل مست اور شیر اور
سر میدان مقابلہ ہوا اور آگ اور دریا مین
قدم اور غالب رہے۔ واقعی جوانمردی
ان چنین کنند + یارون کے
اعلے درجہ کے ہین

آپکا بیان ہے کہ اسمین مذہب اور اکل و شرب اور جن اور شیطان ا
کچھ بھی علاقہ نہین ہے موحد اور اہل کتاب ہونے کی شرط سے ثابہ
کہ اگر آدمی عمل کرے تو انسان کے واسطے یہ ایک بہتر طریقہ ہے یہ
حضرت سلیمان علیہ السلام سے جاری ہے افشاے راز نا جاز
بات نہین ہے اوسکا انکار کر سکتا ہے ورنہ آدمی اوسکے افشا پر
یہ محض غلط مشہور ہے کہ سحر یا جن کے تسلط سے آدمی اظہار سے مج
سمریزم مین بھی آپ کو دستگاہ ہے ابتدا سے آپ کو ورد و وظائف سے
ذوق رہا اکثر چلہ کشی اور زکات بھی دی اور اوراد بھی معمول ہین چنانچہ اونکی
برکت سے ماہ رمضان مین ۲۴ تاریخ کو رات کے دو بجے شب قدر دیکھی اور ایکبار
خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو خواب مین نقش عطا فرمایا
اوسکی صبح کو ایک کتب فروش آپ کے پاس نکلا دیوان خواجہ صاحب فروخت
کر گیا جو کتب اکبر شاہی کتب خانہ کا تھا جسپر مہر فیضی و ابو الفضل ثبت تھین
یہ گویا اول تعبیر تھی مگر در اصل وہ دیوان بشارت عہدہ و نوان تھا جسکے بعد
آپ دیوان مارڈوا ڑ ہوے ۔ ایکبار حضرت خالد بن الولید صحابی کو چاشت
کے وقت خواب مین ایک سفر مین اپنا رفیق طریق دیکھا ۔ ایکبار جناب
امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کو مع حضرت امام حسن علیہ السلام ا
امام حسین علیہ السلام کے نور کی صورت مین دیکھا ایکبار قبل مغرب
مین جناب علی علیہ السلام کو اسپ عربی پر مسلح سوار جا گر
آپ کو تردد لاحقہ مین تسلی فرمائی خواب مین کئی بار
ایکبار کربلاء معلے اور ضریح مبارک کی زیارت
زیارت جناب رسالت مآب محمد رسول
ایکبار آپ سے آنحضرت صلعم نے
بلایا دو بار آن حضرت صلعم

دیکھا ایکبار امامت جناب رسالت مآب صلعم مین ان ہر دو صحابہ کرام کی جماعت
مین خود بھی نماز صبح کے آپ شریک جماعت ہوے اور اوسوقت آپ نے
جو دعا مانگی جسکی امید منقطع تھی مگر اعجاز نبوی سے اوسی دن غیب سے اوسکا
ظہور ہوگیا ایکبار آپ نے جناب باری تعالے شانہ کو بہت بڑی قوی اور جسم
انسان کے خوب صورت مین بعالم رویا دیکھا اور تعظیم بجا لائے۔ ان اللہ
خلق آدم علی صورتہ اس خواب کے حسب حال ہے اگرچہ آپ کو ابھی کسی سے
بیعت نہین مگر تمنا ہے اور بعض فقرا رسالک ومجذوب کی عنایت بھی آپکے
حال پر رہی ہے یہ سب شرف خداداد صرف افضال ایزدی سے حاصل ہوا
جو نتیجہ حسن عمل اور صفائی قلب کا ہے امسال آپکا عزم بالجزم حج بیت اللہ
وزیارت مدینہ منورہ اور بعدہ زیارات عتبات عالیات کا ہے خدا پورا کرے
اکثر اعلے حکام اور والیان ملک عالیمقام سے بھی آپکا رسم اور مراسلت ہے
اور سب باعزاز واطاف تمام آپ سے پیش آتے ہین یہ نتیجہ بے طمعی
اور صداقت کا ہے آپ نے اکثر مدرسون اور سوسائٹی اور ہر قسم کے کار خیر مین
ہزارہا روپیہ دیا چنانچہ میو کالج اجمیر مین جو واسطے تعلیم اولاد مہاراجگان
راجستان کے بنایا گیا ہے ایک نہایت عمدہ گھنٹہ آپ کے نام سے ہی
کروا سطے آپنے ساڑھے تین ہزار روپیہ دیا ہے۔ اکثر شعراے ہند
وفارسی آپ کی شان مین کہے اور آپ سے صلہ پایا وہ مجموعہ
گلبانگ ہے۔ آزاد منشی آپ کا شعار ہے اور باہمہ
ست بکار۔ بیان سیرت کے ساتھ مناسب جانکر
یہ بھی زیب کتاب کی ہے۔ جسطرح
طرح یہ کلیات بھی آپ کی تصنیف

آمین

فہرست دیوان اول کلیات نظام

ردیف غزل	تعداد غزل	تعداد شعر کل	نمبر صفحہ
الف	۳۱	۲۵۹	۲ تا ۱۳
	۱	۱۶	۱۳ و ۱۴
	۱	۱۰	۱۴ و ۱۵
	۱	۳۸	۱۵ و ۱۶
ب	۵	۵۱	۱۶ تا ۱۹
س	۱	۱۴	۱۹ و ۲۰
	۲	۲۲	۲۰ و ۲۱
	۱	۱۸	۲۱ و ۲۲
ے	۱	۱۲	۲۲
ل	۳	۴۷	۲۲ تا ۲۴
م	۳	۲۱	۲۴ و ۲۵
ن	۲۱	۲۲۳	۲۶ تا ۳۶
	۵	۶۲	۳۶ تا ۳۹
	۱	۱۰	۳۹ و ۴۰
	۶۳	۶۲۹	۴۰ تا ۷۰
	۱۱۳	۱۴۳۲	

فہرست دیوان دوم کلیات نظام

قسم نظم	تعداد نظم	تعداد شعر	نمبر صفحہ
افراد شعر	۶۹	۶۹	۱ تا ۷۴
مخمس	۳۵	۶۰۴ شعر ۳۰ بند	۷۵ تا
قصائد تاریخی وغیرہ	۲۱	۷۹۶	
سہرا	۳	۳۹	
راکھی	۱	۱۴	
مباوکباد	۱	۲۴	۵۶ و ۵۷
مثنوی	۳	۲۵۴	۱۵۸ تا ۱۶۹
ہجو ملیح	۳	۱۸۳	۱۶۹ تا ۱۷۷
قطعات	۱۶	۸۲	۱۷۸ تا ۱۸۲
رباعی	۲۷	۵۴	۱۸۳ تا ۱۸۷
قطعات بصنعت اشتقاق	۱۰	۱۵	۱۸۷ تا ۱۹۲
تاریخ وفات	۱۱۲	۵۹۶	۱۹۲ تا
سکہ	۲	۲	۲۲۸
سجع	۴	۴	
چیستان	۱	۲	
مہر نبوت	۱	۵۷۶	
واسوخت ضبط عشق	۱	۹۷۲	
میزان جلد دوم	۳۱۰		
میزان کل دیوان اول و دوم	۴۲۳		



بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف

۱۰

کرے تعریف حق ہر گز نہین مقدور انسان کا
پتا بتلا سکے خفاش کب مہر درخشان کا

لکھون اک در مطلع نعت احمد مین وہ دیوان کا
ملک بھیجین درود اور ہو وظیفہ ہر مسلمان کا

سلیمان سے نہین کچھ مرتبہ کم اونکے دربان کا
در دولت کو حاصل پایہ ہے تخت سلیمان کا

صحابہ نور فروغ اوس مہر چرخ دین سے پایا ہے
قمر زہرہ عطارد مشتری مریخ کیوان کا

علی مرتضے وہ عالم علم لدنی ہے
کہ جبریل امین اک طفل ہے اوسکے دبستان کا

عجب رعب شجاعت ہے جناب شاہ مردان کا
کہ زہرہ آب ہوتا ہے بیان شیر نیستان کا

زبان پر میرے نام پنجتن ہر وقت رہتا ہے
مجھے ہے شغل حافظ پنجسورہ حفظ قرآن کا

ضیاے حب سبطین محمد سے ہے دل روشن
یہی داغ محبت ہے چراغ اپنے شبستان کا

الٰہی خاتمہ بالخیر ہو ریاض
دعا یہ ہے محمد شافع عصیان ہو مردان علیخان کا

نظام اک عاشقانہ بھی غزل اس بحر مین لکھو
کہ لکھنے کا ہو حوصلہ طرفدار کا

یہ خطِ کہکشاں ہی تارِ کرتہ موش کے دامان کا
الٰہی عقدِ پروین تکمہ ہو کسکے گریبان کا

گہر سے کم نہین ہر ایک قطرہ چشمِ گریان کا
بعینہ دیدۂ تر مین ہو عالم ابر نیسان کا

نظر آئی اگر موسی کو جلوہ روئے تابان کا
تو چھوڑی طور نے آنکھون سے رستہ کوہِ جانان کا

نظر آئی جو جلوہ خواب مین بھی چشمِ جانان کا
خطا ہو پھر جو نظارہ کرون چشمِ غزالان کا

پڑا ہی عکس کس سیف لقا کے روئے تابان کا
نظر آتا ہی آئینے مین عالم چاہِ کنعان کا

نکلنا چاہ کنعان سے ہی روشن ماہ کنعان کا
اوبھرتا ہی نہین ڈوبا ہوا چاہِ زنخدان کا

اگر چشمِ عنایت اوسکی مجہ وحشی کی جانب ہو
مرفوتا رِ نظر سے چاک ہو دل کی گریبان کا

براتِ عاشقان بر شاخِ آہو دل پکارا ٹھو
تصور مین جو ہو منظور بوسہ چشمِ جانان کا

غزالون نے خطا یا رشک ہی کی مجسے ہمچشمی
تصورِ دشت وحشت مین بندھا جب چشمِ جانان کا

جو دیکھو اسکی کوئی بات حکمت سے نہین خالی
مقرر عشق کو رتبہ دیا ہو حق نے لقمان کا

کیا قت عشق کہوتا ہی کیسا کس نہین چلتا
عیان ہو الفِ بلقیس مین قصہ سلیمان کا

مرے دل کو ہی گلرویون کی الفت عہدِ طفلی سے
سبق برسون پڑہا ہی مین نے مکتب مین گلستان کا

نہ لیتا تیرِ السمل خونبہا قصہ ہی طے ہوتا
تمام اس جسم کے ہمراہ ہوتا کام اگر جان کا

گنہگارون کو تیری غم نہین خورشید محشر کا
نہ ہوگا شامیانہ کیا وہان دامانِ عصیان کا

نکالا ہی ہمین آخر بہشتِ بزم جانان سے
دراندازی ہی غیرون نے کیا ہی کام شیطان کا

بچالی نوح کی طوفان ہی کشتی یہ سہی لیکن
جو ہو کشتی مین طوفان کون پھر بانع ہو طوفان کا

شبِ فرقت ہی آخر وصل کی شب ہوگئی رعنا
تصوریان تا کب مجکو بندھا تصویرِ جانان کا

لکھا نصیب کا کیا نامہ بر شتاب آیا
جواب نامہ مرے بعد یہ جواب آیا

گئی جو طفلی تو پہر عالم شباب آیا
گیا شباب تو اب موسم خضاب آیا

نہین شوق وصل مین کیا ریل پر شتاب آیا
کہ صبح ہند مین تھا شام پنج آب آیا

ہوا جب اہل زمانہ کی طینتون مین فرق
سمجھ گیا کہ اب وقت انقلاب آیا (یعنی پنجاب)

نہین وہ کعبہ کہ ہو دید حشر پر موقوف
جو کوئی یار مین پہونچا وہ کامیاب آیا

چلے براق پہ احمد تو سدرہ تک جبریل
کمال شوق سے تھامی ہوی رکاب آیا

کٹا تھا روز مصیبت خدا خدا کر کے
یہ رات آئی کہ سر پر مری عذاب آیا

اتار دو جوڑا کھلے بندون شوق سے سوئے
شب وصال مین کیون آپ کو حجاب آیا

جمال یار لڑکپن مین آفت جان ہے
کنعون جھکائے گا یوسف اگر شباب آیا

جواب صاف نکیرین کو مین کیا دونگا
نہ اونکے پاس سی گر نامہ بر جواب آیا

کہان ہی دل کو عبث ڈھونڈھتی ہو پہلو مین
تمہاری کوچ مین مدت سی اوسکو داب آیا

کسیکی تیغ تغافل کا مین وہ کشتہ ہون
نہ جاگا نیزے پہ سو بار آفتاب آیا

نظر پڑی نہ مری عرض حسن سے رخ پر
اگرچہ سامنے میرے وہ بی نقاب آیا

گیا بہشت مین عصیان بحساب سہی مین
خدا نہ حشر کے دن بر سر حساب آیا

ہمیشہ صورت انجم کھلی رہین آنکھین
فراق یار مین کس رات مجکو خواب آیا

ہوا یقین کہ زمین پر ہے آج چاند گہن
وہ ماہ چہری پہ جب ڈال کر نقاب آیا

ہوی جو دیدۂ گریان سے اپنے اشک روان
گمان ہوا کہ برستا ہوا سحاب آیا

بنا تصور لیلے بصورت تصویر
کبھی جو قیس کی آنکھون مین شب کو خواب آیا

وہ زود رنج ہی اوسکو نہ چھیڑنا رعنا
ملوگے ہاتہ اگر بر سر عتاب آیا

گر دم قتل بھی دیدار میسر ہوتا
آب حیوان مجھے آب دم خنجر ہوتا

لاکھ معراج سے حق مین مری بہتر ہوتا
کوی قاتل مین جو نیزے پہ مرا سر ہوتا

عام اگر سلسلۂ زلف معنبر ہوتا
پھر نہ خالی کبھی سودی سے کوئی سر ہوتا

کوئی عاشق بھی نہ اس عشق سی جانبر ہوتا
تجھسا بیرحم زمانہ مین جو دلبر ہوتا

دم گریہ تری دانتون کا جو کرتا مین خیال
اشک گر کر صدف چشم سے گوہر ہوتا

ای بت پردہ نشین شہرۂ آفاق ہی تو
کیون ترے حسن کا مذکور نہ گھر گھر ہوتا

ہجر محبوب مین کیا کیا نہ اذیت کھینچی
موت آجاتی تو اس زیست سی بہتر ہوتا

دیکھتا صورت آئینہ جو اوسکا نہ جمال
شش جہت مین نہ کبھی آکے مین شیشہ گر ہوتا

رحم آیا نہ اوسے ورنہ مری نالون سے
پانی ہو جاتا وہین کیسا ہی پتھر ہوتا

کافر عشق ہوا ہون جو بت بیدین کا
قول واعظ کا اسی سے نہین باور ہوتا

چھوڑ کر وصل ترا لون نہ کبھی باغ بہشت
نقد سے وام بدلنا نہین بہتر ہوتا

سنگ اسود کو کبھی منہ نہ لگاتے مومن
بوسۂ خال رخ اوسکا جو میسر ہوتا

دیکھہ لے زلف پریرو کو تو قائل ہو جاے
جو یہ سمجھا ہے پری کی نہین شہپر ہوتا

کوچہ اوس شوخ کا ہر چند ہے کاکل بردوش
نامہ بر اوڑ کے پہونچتا جو کبوتر ہوتا

مر گیا ہون شکم صاف پہ یہ تھی یہ بات
سنگ مرمر مری قبر کا تختہ ہوتا

قامت یار کہان اور کہان سرو چمن
کہین ہمسر نہین طوبے ہی صنوبر ہوتا

مثل گل پھولے نہ جامے مین سمائی بلبل
صحن گلشن مین جو پھولون کا بستر ہوتا

بوسہ اوسکے لب شیرین کا اگر مل جاتا
تلخ کامون کو وہی قند مکرر ہوتا

تو گر فتار غم ہجر نے دی جان آخر
کیون یہ مرتا جو غم و درد کا خوگر ہوتا

میرے مرنے کی خبر سنکے کہا جانان نے
مرض عشق سے کوئی نہین جانبر ہوتا

کوہکن کو بھی نہ جا کے نکرتا ہرگز
عش مین اوسکی دل شیرین جو نہ پتھر ہوتا

کے سے مہمات رہ نجد نہ لیتا زنہار
قیس نادان کا جو مجھسا کوئی رہبر ہوتا

موتیون کا ہی جبین پر تری چھپکا ہوتا
جسطرح ماہ ہی پروین کے برابر ہوتا

کچھ کسر اور بھی ارمانون مین کر لیتے نظام
عمر بھر مین بھی اگر وصل میسر ہوتا

وہ مسیحا قبر پر آتا رہا
مین موے پر روز جی جاتا رہا

زندگی کی ہمنے مر مر کے بسر
وہ بت ترسا جو ترساتا رہا

واہ بخت نارسا دیکھا تجھے
نامہ بر بے خط کہین جاتا رہا

وصل کی شب بھی شب فرقت ہوئی
رات بھر وہ شوخ شرماتا رہا

چھوڑ کر چاہ ذقن نکلا نہ دل
لاکھ سیوا اوسنے لہرایا رہا

راہ تکتے تکتے آخر جان گئی
وہ تغافل کیش نہ آتا رہا

دل تو دینے کو دیا پر ہمنشین
ہاتھ مین مل مل کے پچھتاتا رہا

دیکھہ اوسکو ہوگیا مین بیخبر
دل یکایک ہاتھ سے جاتا رہا

کیا کہون کس طرح فرقت مین جیا
خونِ دل پیتا تو غم کھاتا رہا

عمر بھر اوس برق وش کی یاد مین
سیلِ اشک آنکھون سے برساتا رہا

ڈھونڈھتا پھرتا ہون اوسکو جا بجا
دل خدا جانے کدھر جاتا رہا

اوس مسیحا کی امید وصل مین
شام جیتا صبح مر جاتا رہا

عشق کا رعنا مرض ہے لادوا
کب سنا تونے کہ وہ جاتا رہا

یار شبِ وصل خفا ہوگیا
غم سے یہان حشر بپا ہوگیا

وا جو ترا بندِ قبا ہوگیا
عقدہ مرے دل کا بھی وا ہوگیا

کس سے کہون گرمیِ داغِ فراق
سینہ جہنم سے سوا ہوگیا

شکوہ صیاد نکر عندلیب
دام سے یان کون رہا ہوگیا

کوچۂ محبوب کا پایا نشان
نقشِ قدم قبلہ نما ہوگیا

کون کرے دردِ جگر کی دوا
حیف مسیحا ہی خفا ہوگیا

رنگِ شفق روے فلک پر نہین
عکسِ فگن رنگِ حنا ہوگیا

جان خیالِ رخِ جانان مین دی
خاتمہ بالخیر مرا ہوگیا

کم مجھے برزخ سے نہین زندگی
موت سے آگے ہی فنا ہوگیا

وصل کو تب سمجھے ہو اجب وصال
عقدہ یہ حل بعد فنا ہوگیا

یادِ خدا نے جو کیا دل مین گھر
خانۂ دل بیت خدا ہوگیا

صید ہین سب ماہی سے ماہی تلک
تیر ترا تیرِ قضا ہوگیا

کام کیا اوسکی نگہ نے تمام
مین ہدفِ تیرِ قضا ہوگیا

موے کمر بھی ہے کہین اے عدو
کیا تمھین لاحول ولا ہوگیا

سنتے ہی یارب کی جھنکار کو
قبر مین اک حشر بپا ہوگیا

وصل کی حسرت مین ہوا ہے وصال | درد مرے حق مین دوا ہو گیا

تمنے نہ مرعنا کی کبھی لی خبر
وہ اسی حسرت مین فنا ہو گیا

حسرتِ نظارۂ موے کمر داریم ما | بہتر از غنقا شکاری در نظر داریم ما
وقت گریہ جسم صافش در نظر داریم ما | وہ چہ در تار نظر یکتا گہر داریم ما
نیست پروایم بجنگ آمد اگر ترک سپہر | ہمچو آہ دل خدنگ کارگر داریم ما
باعث رسوائے قاتل بعالم میشتیم | کشتۂ عشقیم و زخم اندر جگر داریم ما

نیست مارا احتیاج شمع بر مرقد نظام
در دل خود داغ آن رشک قمر داریم ما

داغون سے باغ دل مین ہے عالم بہار کا | کیا عشق گل کھلاتا ہے اوس گلعذار کا
حیرت مین آکے مانی و بہزاد رہ گئے | نقشہ کسی سے کھینچ نسکا اوس نگار کا
سیماب ہے خیال رخ آتشین مین یہ | ممکن نہین قرار دل بیقرار کا
غیر رنگے جہان سے ہے گہ وصل گہ فراق | کیا رنگ ہے ذرا رنگیے لیل و نہار کا
عاشق یہ عشق سر بقدم یار مین ہے محو | سیدھا لیا ہے راستہ مجرم نے دار کا
شیرین کے در کو چھوڑ کی کیا دل مین آگئی | رستہ جو کوہکن نے لیا کوہسار کا
ہاتھون مین نازکی سے سنبھلتی نہین جو تیغ | ہے اسمین کیا گناہ ترے جان نثار کا
دنیا سے غیر عشق گیا کون میری ساتھ | ممنون ہون مزار مین اس یار غار کا
پھولا نہین سماتا ہون شادی سے اسلیے | بوسہ ملا ہے آج کسی گلعذار کا
آئینہ سان خدا نے بنایا ہے دلکو صاف | دل مین ہمارے نام نہین ہے غبار کا
تخت روان سے مجکو سلیمان کی کام کیا | ساکن ہون جا کسار ہون مین کوے یار کا

پھر مرغ دل نے اپنے کیے بالی پرورش
مرعنا قریب آیا ہے موسم بہار کا

خاک ہو رندون کی بعد مرگ میخانہ بنا | کاسۂ سر بادۂ گلگون کا پیمانہ بنا

رونے جانان پر تہ گیسوئین خال سیہ
مرغ دل کے واسطے وہ دام یہ دانہ بنا

کیا اثر ہے عشق مین معشوق عاشق ہو گیا
وہ بھی دیوانہ ہوا مین جسکا دیوانہ بنا

زندگانی مین نہ سلجھانی ہوئی کاکل نصیب
مر گئے تب استخوان شانہ سے شانہ بنا

کل تلک رعنا سے شرما کر ملاتا تھا نہ آنکھ
آج بہر قتل کیا سفاک جانانہ بنا

چھوٹ کر دام سے گلزار مین ناشاد رہا
روز بلبل کو خیال رخ صیاد رہا

کیا کہون ہجر مین بیپر مری کیا کیا گذری
رات بھر مشغلۂ نالہ و فریاد رہا

راست بازی سے گرفتار علائق نہوا
سرو ساں مین چمن دہر مین آزاد رہا

جور بھی تو نے کیے وعدہ خلافی کی سوا
اک نیا رفتہ ستم اور ستم ایجاد رہا

کاٹ ابرو کا کہان تیغ صفاہانی مین
برق کے سامنے کیا رتبۂ قولاد رہا

لب معشوق ہوے کب تری شیریں نظر
صورت تودہ مشبک دل ناشاد رہا

زندگانی مین تو اغیار تلک تھے سب یار
پر لحد مین مری ہمراہ نہ ہمزاد رہا

فصل گل ختم ہوئی آئی خزان اے رعنا
اب نہ گلزار مین گلچین ہے نہ صیاد رہا

صبح محفل مین جو ذکر گیسوی جانانہ تھا
پنجۂ خورشید تابان پر گمان شانہ تھا

سحر تھا رقص پری رو نغمہ تھا جادو نما
ہر شہ دیوانخانہ مین غرض دیوانہ تھا

خواب مین نیرنگیے عالم نظر آئی مجھے
شہر دیکھا اک عجائب جس جگہ ویرانہ تھا

ایک سو سبزہ مصفا اک طرف آب روان
میکدہ مسجد کہین کعبہ کہین بتخانہ تھا

جاتے جاتے اک طرف دیکھی عجب بزم طرب
جو مہیا اوس جگہ سامان بھا شاہانہ تھا

درخت زر کا تھا کہین جلوہ کہین ساغر کا دور
جو شر تھا محو ذوق بادۂ مستانہ تھا

مجکو بھی جام صبوحی بھر کے ساقی نے دیا
کیا کہون کیا ذائقہ تھا جسنے دل دیوانہ تھا

جوش مستی سے گرا جسدم زمین پر یک بیک
ہو گئے نشہ ہرن دیکھا وہی ویرانہ تھا

ہمدمو کیا پوچھتے ہو تم بقول اوستاد
خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

جان پر کھیلا نہ سنت کش ہوا اغیار کا
شمع ہمت پر نظام اک عمر سی پروانہ تھا

دل کو میرے خم خمخانہ بنایا ہوتا
کاسۂ سر کو بھی پیمانہ بنایا ہوتا

ہوں فقط عقل کی افراط سی شش دریاب
اس سے بہتر تھا کہ دیوانہ بنایا ہوتا

کاش ہوتین صدف دُر مری چشم گریان
دانۂ اشک کو دُر دانہ بنایا ہوتا

گر سلیمان کا خشم مجکو دیا تھا تونے
خانۂ دل کو پریخانہ بنایا ہوتا

آتش غم سے جلانا ہی اگر تھا منظور
تو مجھے شوق سے پروانہ بنایا ہوتا

تیرہ بختی کا جو قسمت مین لکھا تھا سودا
کاش خال رخ جانانہ بنایا ہوتا

خاکساری مجھے ملتی تو بڑی نعمت تھی
خاک کاشانۂ جانانہ بنایا ہوتا

اس غم آباد سے بہتر تھا کہ اے رب جہان
دل کی اقلیم کو ویرانہ بنایا ہوتا

غم دوری سے ہے انگشت بدندان رعنا
غم نتھا حال جو مستانہ بنایا ہوتا

ہو جڑاؤ وہ تری ہاتھ مین جانی چھلا
حور کے پاس بھی جسکا نہین ثانی چھلا

کچھ تو تسکین ہو مجھے تم نہین آتی ہو اگر
بھیجدو بہر خدا جلد نشانی چھلا

یاد جانان مین شب ہجر گذر جاتی ہے
جی کے بہلانے کو ہے ایسو کہانی چھلا

حرز جان اوسکو کرون تا نہون انگشت نما
یہ وہ چھلا ہے کہ جسکا نہین ثانی چھلا

یاد دلوا کے تمھین روز رولا دیتا ہے
چشم رعنا سے بہا دیتا ہے پانی چھلا

ای اجل ہجر کی شب ہے تجھے آنا ہوگا
ایک دم کے لیے تکلیف اوٹھانا ہوگا

کس ستمگر سے پڑے دیکھیو دل کو پالا
طائر جان کسی ناوک کا نشانا ہوگا

دیکھنا مصر کی بازار مین پڑ جائیگی دھوم
گھر سے وہ یوسف ثانی جو روانا ہوگا

سرخروئی ہے جو اغیار سے منظور دلا
پہ بکف کوچۂ جانان مین جانا ہوگا

پھر کبھی عیش کے دن وصل کی راتین ہونگی
یا الٰہی کبھی ایسا بھی زمانا ہوگا

نہ رہیگی یہ پریشانی خاطر جس دن
زلف اک ہاتھ مین ک تہ مین شانا ہوگا

وعدۂ وصل کیا ہے وہ نہ آئین گے مگر
کچھ نہ کچھ موت کے آنیکا بہانا ہوگا

ترک عصیان کرو رعنا کہ تمہین روز جزا
دیکھنا نامۂ اعمال دکھانا ہوگا

گھر گھر ہے اب جہان مین فسانا بسنت کا
آیا بہت قریب زمانا بسنت کا

تیری ہنسی ہی بزم ہوئی کشت زعفران
یاد آگیا جہان کو فسانا بسنت کا

ہون سر سے پاؤن تک مین تمہارے بغیر ردو
رنج فراق مین ہی بہانا بسنت کا

سیر چمن کو آؤ تو ہم عندلیب سے
سہرا تمہین سنائین شہانا بسنت کا

گلدو مواہون موسم گل مین تری بغیر
گلدستہ میری قبر پہ لانا بسنت کا

آجاؤ اب بھی ہے کوئی دن موسم بہار
شکوہ اگر ہے تمکو مٹانا بسنت کا

جوبن کی کیسی چینکی محرم سی ہی بہار
معمور حسن سے ہے خزانا بسنت کا

باد خزان چلی نہ رہی اب بہار گل
پھر دیکھیے کب آئے زمانا بسنت کا

بزم چمن مین وعدہ ہی غنچون کو گل کو حال
بلبل سنا رہی ہی ترانا بسنت کا

ملک چمن مین فصل بہاری کا ہی عروج
ہی گلشن جہان مین زمانا بسنت کا

شبنم شراب ناب ہی ساقی نسیم ہے
بلبل کا قہقہہ ہے ترانا بسنت کا

دلکش ہی سنبل اور ہی شبنم بھی دلربا
وہ مرغ دل کو دام یہ دانا بسنت کا

طوبے شجر ہین روح قدس مرغ بوستان
ہی فصل گل کا دور زمانا بسنت کا

گلگشت نوبہار ہو ساتھ اوسکے گر نصیب
رعنا کو کیون نہ بھائے پھرانا بسنت کا

نام مشہور خاص و عام ہوا
عشق مین خوب میرا نام ہوا

دل مین اب درد کا مقام ہوا
ہجر مین کام ہی تمام ہوا

شور محشر بپا ہین قاتل
لاش پر میرے ازدحام ہوا

بختہ مغزون چہ نسبت زیرک
آپکو کیا خیال خام ہوا

سے لبے رویا مین بوسۂ رخ و زلف — دیکھنا وصل صبح و شام ہوا
خط غلامی کا سے لیجیے صاحب — بوسۂ خط پہ مین غلام ہوا
نر ہی آرزوے خلد برین — جب سے در پر ترے مقام ہوا
ہے فصاحت پہ آپ کی صلوات — گالیان آپ کا کلام ہوا
چونک اوٹھے تھے تشنگان خواب عدم — جب خرامان وہ خوشخرام ہوا
آئے خط سیہ مین موے سفید — عاقبت موت کا پیام ہوا
وختر رز کا حکم حرمت ہے — مے کا پینا نہین حرام ہوا

ہجر مین دم نکل گیا رعنا
لو یہ قصہ ہی اب تمام ہوا

ترک اسلام کیا مذہب و ایمان چھوڑا — حیف اک بت کو نہ مردان علیخان چھوڑا
گردش چرخ نے اک ایک کو برباد کیا — نہ تو کافر کوئی چھوڑا نہ مسلمان چھوڑا
لاکھ وہ دست و گریبان ہوا لیکن مین نے — مرتے مرتے بھی نہ اوس شوخ کا دامان چھوڑا
وحشت عشق کی کچھ خانہ خرابی کو نہ پوچھ — قیس نے ایک نہین دشت و بیابان چھوڑا
بند آنکھین ہوئین پر اوسکا تصور نگیا — خواب مین بھی نہ خیال رخ جانان چھوڑا
زندگی خواب ہی غافل یہ زمانہ ہی خیال — تو نے اس پر بھی نہ اب تک ہوس ناداں چھوڑا
دست گستاخ نے کیا کام کیا ہی شب وصل — کہ کسیطرح نہ اوس شوخ کا دامان چھوڑا
نذر مین پہلے ہی دیتا تھا تجھے طائر جان — تو نے کیون میری طرف ناوک مژگان چھوڑا
خام تھا عشق زلیخا کا کہ خلوت تھی نصیب — اوسنے یوسف سر بازار کا دامان چھوڑا
اوٹھ گیا محفل عشاق سے وہ آفت جان — کوئی نالان کوئی حیران کوئی ہیجان چھوڑا

ترک دنیا کو کیا ایک بقول رعنا
تجکو دنیا نے نہ مردان علیخان چھوڑا

جلوہ ہر رنگ مین دیکھا ترا اگکر پیدا — ہر گل باغ جہان سے تری بو پیدا
جب ہوا زلف کو اوٹھنے سے وہ ابرو پیدا — مین یہ سمجھا کہ ہوا مارسے بچھو پیدا

غارت ملک دل و دین پہ کمر باندھی ہے
کیا ہوئی میرے لیے تم بھی بلا کو پیدا

تمکو دیوانے اگر ہمسے ہزارون ہین تو غیر
ہم بھی کرلین گے کوئی تمسا پریرو پیدا

شاید اوس پردہ نشین تک بھی رسائی ہو جاے
پہلے دربان سے دلا ربط تو کر تو پیدا

تمنے آئینے کو گلزار بنایا دم زیب
عکس عارض سے ہے گل نافہ سے شبو پیدا

صورت معنی و لفظ اوسکی عجب شان ہے واہ
آپ پنہان ہے مگر جلوہ ہے ہر سو پیدا

دام مین مرغ دل اپنا کبھی آتا نہ اگر
دانۂ خال نہ ہوتا تہ گیسو پیدا

جلوۂ برق کی ہمراہ برستا ہے سحاب
درد دل ہی سے ہوا کرتے ہین آنسو پیدا

بال باندھا کمر یار کا لکھون مضمون
تا نہ اشعار مین ہو فرق سر مو پیدا

سنو احشر مین بھی بار گران تھا اتنا
میرے عصیان کے لیے کوئی ترازو پیدا

قطع کب تک نکرون دل سے امید وصلت
حیلہ کرتا ہے نیا روز جفا جو پیدا

ماہ اوس مہر لقا سے تجھے کیا نسبت ہے
منہ بنا کر ابھی خال و خط و ابرو پیدا

الفت چشم کا باقی ہے موی پر بھی اثر
ہین مری قبر پہ نقش سم آہو پیدا

حق و باطل مین دلا ارض و سما کا ہے فرق
کیا کرے مرتبہ اعجاز کا جادو پیدا

طرفہ تاثیر ہے مجنون کی سیہ بختی مین
قبر لیلی سے ہوی ہین گل شبو پیدا

کتنی ابرو کے تلے شوخ ہین آنکھین تیری
واہ کیا حق نے حرم مین کیے آہو پیدا

بات کچھ ہوگی شگفتہ کرو اے غنچہ دہن
گل کے کھلنے سے ہوا کرتی ہے خوشبو پیدا

پھینکدی مے وہین ساقی نے سمجھکر کف یار
جام مے مین جو ہوا سایۂ گیسو پیدا

ای خدا تنگ ہے جینے سے نہایت رعنا
اس سے بہتر تھا کہ کرتا نہ اسے تو پیدا

آزمانا ہے اونکو خنجر کا
درد جاتا رہے کا اب سر کا

آئینہ داری اونکی معجزہ ہے
دیکھنا سنہ ذرا سکندر کا

رہگیار راہ کوے جانان مین
دل نہ گھر کا ہوا نہ باہر کا

نکہت گل منعنبر سے
درد کافور ہوگیا سر کا

چاہیے مجکو شہ بت دیدار — کون پیاسا ہے آب کوثر کا
تھا وہ بچپن سے سخت سنگین دل — سینہ نکلا اسی سے پتھر کا
دل بھر آتا ہے یاد ساقی مین — دیکھتا ہون جو دور ساغر کا
اونکے رخسار پر دم گلگشت — صاف دھوکا ہوا گل تر کا
عاشقون کے حضور وہ دم ذبح — کھول دیتے ہین پر کبوتر کا
غیر کیا ہو گئے رقیب اپنے — سایہ تک ہے عدو برابر کا
زلف سے زلف بل کی لیتی ہے — کب گوارا ہے کبہ ہمسر کا
صبحدم اونکو دیکھکر لب بام — تھا گمان آفتاب محشر کا
نقد جان تک جہان نہ ہو سودا — کام کیا خاک ہے دہان زر کا
جسکو کہتے ہین نوح کا طوفان — شور ہے میرے دیدہ تر کا
جیسے دریا سمائے کوزہ مین — اب یہ عالم ہے دیدہ تر کا
خواب مین شب کو یار آیا تھا — رنگ بدلا ہوا ہے بستر کا
مر کے پایا جواب نامہ یار — خیر لکھا مرے مقدر کا
نظر آؤن گا اونکو مشکل سے — ضعف سے تن ہے تار بستر کا
شاہ خوبان کو لکھون نامہ شوق — ہو قلم گر ہما کے شہپر کا

نقش رعنا تک آ سجا دم
کام یان ہے بس ایک ٹھوکر کا

مہربان مجھپہ وہ عیسی جو کسی دم ہوتا — لاش پر میری نہ زنہار یہ ماتم ہوتا
نہ تو وحشت مجھی ہوتی نہ پہنتا زنجیر — میرے ہاتھون مین جو وہ گیسوے پرخم ہوتا
دھوم عالم مین بس مرگ مری ہو جاتی — آپ آتے تو عجب لاش کا عالم ہوتا
گو نہ آتے وہ مگر غیر کا فرماتے نہ غدر — درد ہوتا تو مرے دل مین مگر کم ہوتا
لطف اوسوقت وصال گل و بلبل کا تھا — جسم پر گل کے نہ پیراہن شبنم ہوتا
آبرو ابر کی سب خاک مین ہی مل جاتی — مائل گریہ اگر دیدہ پرنم ہوتا

زہر مار آہ رقیبون نے کیا اونکا اوگال
کھانا زعنا کو میسر جو کہین نم ہوتا۔

دیر سے مین حرم مین جا نکلا
بتکدہ خانۂ خدا نکلا

سنکے بیمار آملا وہ مسیح
در وحق مین مرے دوا نکلا

دیکھا کثرت مین جلوۂ وحدت
جسکو سمجھے تھے بت خدا نکلا

دل کا عقدہ نہ ایک بھی کھولا
نارسا گیسوے رسا نکلا

عندلیبو فروغ رنگ چمن
اثر معجز صبا نکلا

جادہ گر رات بھر رہا محبوب
بدر کامل وہ منہ لقا نکلا

ہم گئے تھے سمجھ کے اوسکو چمن
کوچہ قاتل کا کربلا نکلا

خضر رہ ہوگیا دل وحشی
راہ گم کردہ رہنما نکلا

جام کو جسم بنا کے پچتایا
دل جو جام جہان نما نکلا

شام سے صبح تک نہین سلجھا
گیسوے یار اک بلا نکلا

مہر لا یا غریق رحمت ہو
بحر الفت کا آشنا نکلا

واہ کیا پاکباز تھا فرہاد
یار سی شخص یار سا نکلا

حسن دلکش مین دلربا کی نظام
اثر جذب کہربا نکلا

ردیف جیم معجمہ

کس پیر و کا انتظار ہے آج
دل مرا سخت بیقرار ہے آج

جلوہ گر میرے گلعذار ہے آج
بلبلو باغ مین بہار ہے آج

آہ کی برق کوند جاتی ہے
ابر تر چشم اشکبار ہے آج

شوق سے آ ادھر کمان ابرو
مرغ روح روان شکار ہے آج

تیر سے آتے ہو دیکھ رحمت جان
جسم سے صدقے وار ہے آج

وصل گلرو سے عیش باغ مین ہے
باغبیون کو کمال خار ہے آج

فخر تھا کل تو مجھسے ملنے کا
کیلیے تمکو ننگ و عار ہے آج

دھیان ہے کاکل پریشان کا
اسلیے دل کو انتشار ہے آج

قتل گہ مین جو خاک اوڑتی ہے
گرم رو کوئی شہسوار ہے آج

کب معشوق دیکھ تیر نظر
تو وہ دل سے صاف پار ہے آج

کینا قاصد کو اوسکے جینے کا
وعدۂ وصل پر مدار ہے آج

درد ہو کیون نہ اسنے پہلو مین
غیر سے یار ہمکنار ہے آج

ہجر گلرو مین سیر باغ کہان
نکہت گل بھی ناگوار ہے آج

عندلیبو مقام نار ہے یہ
غیرت گل گلے کا ہار ہے آج

مین نہین ہجر یار مین تنہا
غم دلدار غمگسار ہے آج

دھیان مین کس کے چشم میگون کی
کہور عنا تمہین خمار ہے آج

ردیف حا مہملہ

پیدا ہے یون جہان مین وہ جان جہان روح
پنہان ہے جس طرح سے بدن مین نشان روح

فرقا نہین جب قلیل ہے راز نہان روح
کیا خاک پھر بتاؤن تجھے داستان روح

کثرت مین یون ہے جلوۂ وحدت کہ جسطرح
بو بوستان مین جسم مین جیسے نشان روح

اس مظہر اتم مین بھی ارض و سما ہے دیکھ
دل ہے اگر زمین تو دماغ آسمان روح

گر بدن مین روح کا رتبہ گھٹا نہین
روح القدس سے بھی ہے کہین بڑھکر شان روح

تھا حس علم روح نہ ہم مین تو اسلیے
ڈھونڈا جہان مین لیکن نہ پایا نشان روح

جسم بشر جو پوست ہے تو مغز روح جسم
گیہون جسم علم ہے تو علم جان روح

ہے جسم مین کہ عالم ارواح مین مکین
رہتا نہین جہان مین راز نہان روح

ہے روح کی حدوث و قدم کا یہ ماجرا
گر ہے مکان وجود عدم لامکان روح

اوراک وعلم خاصہ روح ہے نظام
حس عشر کے ہاتہ مین ہے پر عنان روح

ردیف دال مہملہ

ہے آج کل در گلشن پہ پاسبان صیاد — صبث ہوا ہے ہمارا عدو جان صیاد
ابھی سے توڑ رہا ہے پر عنادل کو — ستم دکھائیگا ہوگا اگر جوان صیاد
نکل کے جا نہ سکے گی قفس سے اور بلبل — در قفس پہ ہے ہر دم نگاہبان صیاد
دکھادے چل کے اسیرون کو سیر پھولونکی — بہار باغ نکر مفت رایگان صیاد
اثر سے ہوگئی بیخود تمام بزم چمن — بند ہا ترانہ بلبل سنے وہ سمان صیاد
نہ آئی تھی ابھی سیر چمن کی بھی نوبت — کہ آپڑا سر بلبل پہ ناگہان صیاد
فسانہ گل و بلبل ہے یادگار چمن — رہیگی فصل خزان تک یہ داستان صیاد
نہ ہو نہین طوطے شہد اور نہ بلبل شیراز — مین وہ ہون جسکا ہی جنت مین آشیان صیاد
مین ہون اوسی چمن لازوال کا بلبل — کہ جس چمن مین نہ آئی کبھی خزان صیاد
بلا سے گو ترے دل مین نہین ہی کچھ تاثیر — خدا تو سنتا ہی آخر ہری فغان صیاد
نہ آئی چاک قفس سے بھی تا ہوای چمن — قفس مین اور رگاتا ہی تیلیان صیاد
خدا کی شان ہی دو دن مین ہوگیا مانوس — قفس پہ رکھتا ہی پھولونکی بدھیان صیاد
نہ اب وہ ذوق چمن ہی نہ شوق غنچہ و گل — ہوئی ہی نکہت گل بھی مجھ گران صیاد
نہ دل پہ جبر کا قابو کہ ترک باغ کرون — نہ اختیار مین ہی صبر کی عنان صیاد
نہ ہو وہ نغمہ بلبل نہ آج خندہ گل — مگر سیان چمن آگئی خزان صیاد
نہ ہمصفیرون کی صحبت نہ گل کا نظارہ — نہ وہ بہار نہ گلشن نہ باغبان صیاد
قفس مین کرتی ہی بلبل عیش کا مذکور — یہ وہ زمین ہی نہین جسکا آسمان صیاد
رہا کر اسکو قفس سے کہ لیے پھرین — ہی عندلیب کی صحبت اگر گران صیاد
بہار قید قفس مین کٹی عنادل کو — پڑے گا تجھپہ مقرر وبال جان صیاد

بچون مین دام سی کسطرح سانہ سانہ مری
پھری ہی گھات مین ہر وقت سایہ سان صیاد

کر شمۂ اثرِ صحبتِ عنا دل ہے
وگرنہ ماتم بلبل کہان کہان صیاد

جو بند دام سے چھوٹون تو پھر یہ آفت ہے
لگائے تیر مجھے کھینچکر کمان صیاد

تمام صحنِ گلستان مین خندۂ گل سے
ہے تختہ تختہ گل کشتِ زعفران صیاد

رہائی دے مجھے اسکو کر خدا ترسی
قفس کی قید مین ہون سخت ناتوان صیاد

دکھا دے چہرۂ گل اب تو اک نظر اسکو
اخیر وقت ہی بلبل ہے بیجان صیاد

یہ جذبِ الفتِ گل ہی ہوا ہی بلبل کو
ق نصیب بعد فنا گل کا سائبان صیاد

کفن ملا ہی عنا دل کو دامنِ گل کا
چمن مین دفن ہی وہ زیرِ آشیان صیاد

قیامت آئیگی شاید کہ جان بلبل پر
چمن مین ہو گئی گلچین و باغبان صیاد

تری ستم سے چمن کربلا ہی اے گلچین
غول دیکھکے کے ہی خال کشتگان صیاد

الٰہی ہو نہ نذرِ گل نصیب گلچین کو
پھرے ذلیل بھٹکتا دکان دکان صیاد

تماشا دیکھنا گل کی عوض بروزِ جزا
مین کیسی لیتا ہون گلچین کی ہچیان صیاد

چمن ہی چرخِ ثوابت تو گل ستاری ہین
ضرور ہی روشِ باغ کہکشان صیاد

اب آشیان مین بھی بچنا محال ہی بلبل
کہ ہر شجر پہ لگاتا ہے نردبان صیاد

جو پر بندھے ہین تو کچھ ڈر نہین ہی اے بیرحم
نہ بانده پائے عنا دل مین ریسمان صیاد

خدا کا خوف نہ کچھ باغبان کا کھٹکا ہی
چمن مین پھرتا ہی کیا مطلق العنان صیاد

چمن مین یوسفِ گل کی اب آمد آمد ہی
چلا ہی بادِ بہاری کا کاروان صیاد

ہزار مرتبہ مر مر کے مین جیا لیکن
نہ غم سے باغ جہان مین ملی امان صیاد

لکھی ہے تازہ قوافی مین وہ غزل رعنا
کہ رند کا تجھے کہتا ہے ہمزبان صیاد

ردیف را مہملہ

شاخ گل پر کب چہکتی ہین پریخان بہار
شکر کرتے ہین گلستان مین غزلخوان بہار

گل کھلے ہین موسم گل مین ہو سامان بہار
عندلیبون کو ہی لازم شکر احسان بہار

چاہیے غنچے بلائین لین تصدق ہو نسیم
طشت گل مین دھوکر شبنم بائے مہمان بہار

گل ہو ساغر بادہ ہو شبنم تو ساقی ہے صبا
میکدہ ہی صحن گلشن نہر ستان بہار

جوش مستی سی ہوا جوش جنون کیونکر نہون
نشتر فصاد کا ہے بہر مرغان بہار

رقص کبک و نغمۂ بلبل سی جنت ہی چمن
نرگس و گل کا لقب ہی حور و غلمان بہار

ہر روش گلہائے گل اس سے ہین آراستہ
تختۂ گلزار ہے اورنگ سلطان بہار

برگ و بر کا ذکر کیا ہین خار تک زرنگین
کشور گلزار مین جاری ہے فرمان بہار

عندلیبون کو گلون سے ہی ہمآغوشی نصیب
وصل اب ہوا بسطہ ہی بہر مرغان بہار

فصل گل مین توبۂ مل سے ہے رعنا قوام
بے مے و ساقی ہے سب برباد سامان بہار

ہے خال یہ رخسارۂ جانان کے برابر
تارا ہی کوئی یا مہ تابان کے برابر

روتا ہون کھڑا مین در جانان کی برابر
ہے نہر روان روضۂ رضوان کے برابر

افشان ہے ادھر زلف مین سینے مین ادھر داغ
اک اور چراغان ہے چراغان کی برابر

پیراہن یوسف کا ہو یعقوب کو مژدہ
آ پہونچا ہی اب قافلہ کنعان کے برابر

کاکل کا تصور نہین زنجیر سے کچھ کم
خلوت ہے یہین خانۂ زندان کے برابر

رعنا کوئی تدبیر کرو جوش جنون کی
آ پہونچا ہے اب ہاتھ گریبان کے برابر

بلبلو آ گئی چمن مین بہار
لائی باد صبا وطن مین بہار

پھول اونکی ہنسی مین جھڑتے ہین
نظر آتی ہے کیا سخن مین بہار

یہ تو گلشن ہے یاد رکھہ گلچین
جاے وہ گل تو آئی بن مین بہار

بنگیا صاف مخبر صادق
ہی مسی سے عجب دہن مین بہار

چشم بد دور سبزۂ خط سے
تازہ تر ہے چہ ذقن مین بہار

رخ حکیمانہ سے نکل آئی
ہے عجب زلف پرشکن مین بہار

شجرِ شمع سے گرے یہ گل
شب کو رعنا ہی لگن مین بہار

ندیا شربتِ وصلت بت نرسا ہو کر
خوب بیمار کو اچھا کیا عیسا ہو کر

کھوکے ناموس ہوا وصل صنم کا کو نصیب
پہونچے ہم منزلِ مقصود کو رسوا ہو کر

قہر ہے عشق پہ اشوب کا طوفان دیکھو
دل اب آنکھون سے بہا جاتا ہے دریا ہو کر

عشقِ صادق مین نہین نام کو ننگ و نام
چھوڑ دے دامنِ یوسف کو زلیخا ہو کر

ڈھونڈھ لا نالۂ شبگیر کو شاید بیدل
لامکان پہونچا ہے وہ گنبد مینا ہو کر

شعلۂ آہ مرا درد جگر کی ہمراہ
اب تو سینے سے نکلتا ہے غبار اہو کر

رات کو اوس دُرِ دندان کا تصور جو بندھا
چرخ پر مجکو نظر آگیا تارا ہو کر

اوسکے بکھرانے مین جو منہ سے نکلتا ہے سخن
چیرتا ہے دلِ عشاق کو آرا ہو کر

بعد گیسو کے بندھا ہے مجھے ابرو کا خیال
خانہ کعبہ مین پہونچا ہون کلیسا ہو کر

شوخ چشمی تری اللہ رے چشمِ بددور
پتلیان بھی نظر آتی ہین تماشا ہو کر

خیر ہو بزم سے وہ آفتِ جان اوٹھتا ہے
فتنہ کردے نہ قیامت کہین برپا ہو کر

قتل کرتے ہو کر و شوق سے ہان بسم اللہ
پر کہی دیتے ہین بچتا ہُوا کے رسوا ہو کر

وعدۂ وصل کو ایفا کر و ترسا ؤ نہین
دم مذبوحِ خدا ہمکو مسیحا ہو کر

دین بھی نذر بتان کرتے ہو اے حضرتِ دل
کیسے نادان بنے جاتے ہو دانا ہو کر

ہے تعجب کہ مری باؤن کو لغزش ہو نہا
دستگیری نکرے آپ سا مولا ہو کر

یہ دل آزار تو ہین نام کے دلدار فقط
دل حسینون کو دیے دیتے ہو رعنا ہو کر

دامنِ صحرا لیا دامانِ دربان چھوڑ کر
جیسے آیا قیسِ ناحق کی جان چھوڑ کر

رنج و غم درد و قلق حرمان و حسرت پاس تھے
جان عاشق کیون نکلتی یہ مہمان چھوڑ کر

کر دیا عالم تہ و بالا سمند ناز نے
خاک اڑاتا پیچھے پیچھے گرد عنان چھوڑ کر

جذبِ الفت لیگیا یوسف کو ورنہ مصر مین
بادشاہی کے لیے جاتا کہ کنعان چھوڑ کر

کہتے کہا عشق کیسو عشق ابرو کرے کہ ترک
دیر کب جاتے ہین کعبے کو مسلمان چھوڑکر

لیگئی قسمت بیابان مجکو کوے یار سے
ورنہ بلبل بھی کہین جاتی گلستان چھوڑکر

بزم جانان مین مجھے لایا مرا بخت رسا
جائیگی بلبل کہان اب گل کا دامان چھوڑکر

پاکی فرصت خانۂ محبوب مین جاؤن ابھی
جای دم بھر بھی در جانان جو دربان چھوڑکر

در دو غم تشریف لائے آپ جلت کر چلے
حضرت دل کوئی بھی جاتا ہی مہمان چھوڑکر

ہی بیابان کوچۂ محبوب کی آگے بہشت
کون جاتا ہی بیابان کو گلستان چھوڑکر

واسطہ بس روح کا ہی ورنہ دیکھو بعد مرگ
جاتی ہین کیون قبر مین انسان کو انسان چھوڑکر

کارخانہ تھا جو دنیا کا نہایت بے ثبات
چل دیے نواب مردان علیخان چھوڑکر

ردیف شین معجمہ

اودنسے آباد اب ہے خانۂ عیش
مین ہون اور وہ ہین اور زمانۂ عیش

خندۂ گل ہی شادیانۂ عیش
قلقل شیشہ ہے ترانۂ عیش

دھوم سے آئی ہے بہار چمن
شور گلبانگ ہے ترانۂ عیش

ہے رقیبون کی جان پر نوبت
یان جو بجتا ہے شادیانۂ عیش

شب فرقت کہین سحر بھی ہو
پھر سناؤن دلا ترانۂ عیش

عید زاہد ہے حیلۂ شرعی
چاہیے کچھ نہ کچھ بہانۂ عیش

دولت حسن خوب لوٹی رات
ہاتھ آیا مرے خزانۂ عیش

در میخانہ کھول دے ساقی
رہے آباد تیرا خانۂ عیش

میلے سے عیش باغ کی ہر سال
لکھنؤ ہے نگار خانۂ عیش

یار ہے مے ہے فرش گل بھی ہے
ابر اوپر ہے شامیانۂ عیش

وصل ہے میکشی ہے عین اونس
چاہیے اب پڑھون دوگانۂ عیش

آنکھ جبکی کہ کٹ گئی شب ہجر
عالم خواب تھا زمانۂ عیش

بس کرو اے نظام دنیا آنی
چل کے آباد کیجے خانۂ عیش

لکھنؤ سے چلو اب اے رعنا
اوٹھ گیا پانسے آب و دانۂ عیش

ردیف طاء مہملہ

نہ بھول عیش پہ ہے مورِ زوال فقط — زمانہ خواب ہی اور عمر ہے خیال فقط
کمال کہتے ہین جسکو وہ ہے زوال فقط — شرف کا ماہ کی انجام ہے وبال فقط
ہے یون تو حسن خداداد ہر پیرہن مین — پر انتخاب جہان ہے ترا جمال فقط
طمع سے دانے کے آتا ہی دام مین طائر — پھنسائیگا ہمین آفت مین عشق خال فقط
وہ چشم مست وہ گردن ہی دید کی قابل — یہی ہے جام و صراحی مین قیل و قال فقط

لبون پہ جان ہے رعنا کی در فرقت سے
دوا ہے اسکی ترا شربت وصال فقط

جا کے قاصد نے جو کی یار سے تقریر غلط — ہوگئی وصل کی تقدیر سے تدبیر غلط
خود غلط ہی جو کبھی ہوتی ہے تقدیر غلط — کہین قسمت کی بھی ہوسکتی ہی تحریر غلط
زلزلہ عرش کو آتا تھا مری نالون سے — اب ہوا کیا کہ ہوئی آہ کی تاثیر غلط
روبرو اوسکے یہ مصحف کا کیا رتبہ ہے — سامنے مہر کے ہی ماہ کی تنویر غلط
لب معشوق نہین تیر نظر کیون اونکا — قادر انداز کہ ہوتے ہین کہین تیر غلط
رہبری خاک نشینون کی ہو ممکن اوس سے — کجروی سے جو رہ راست کرے سیر غلط
ماہ و انجم کی عوض مصر کا زندان دیکھا — خواب یوسف کی مگر ہوگئی تعبیر غلط
وصل اغیار کا ممکن نہین اونکی گھر مین — ہون رقیبون سے کبھی وہ شکر و شیر غلط
حاشیہ مصحف رخ سے قلم انداز کرو — دیکھو قرآن کی نہین چاہی تفسیر غلط
رہنما خضر ہو ہمدم ہو مسیحا اپنا — پھر ہو کس راہ ہی راہ و روش پذیر غلط
جذب الفت کا تماشا اوسے دکھلا دیتا — کر گیا راہ گم نالۂ شبگیر غلط
چھوڑ کر سنجد کو حجے تک وہ پھرا آوارہ — ہوئی مجنون سے یہ جادۂ زنجیر غلط
پیر میخانہ سے ہی رندونکو بیعت زاہد — افترا ہی جو ہو نہین کہتے ہین ابلیس غلط

قہر مین بات بھی مجھسے نہ نکیرین نے کی
دھیان مین یار کی کی مین نے جو تقریر غلط
سحر ہے یا کوئی اسرار کہ ہو جاتی ہے
یار کے سامنے تاثیر مزامیر غلط

محفل یار مین موقع نہ ہا اب رعنا
آپ کو ہے ہوس عزت و توقیر غلط

ردیف غین معجمہ

ہے مراد وصل حاصل کیجئے روشن چراغ
جا ہیے امشب سر ہر کوچہ و برزن چراغ
ہے برائے کشتن پروانہ کیا پرفن چراغ
دل جلے عاشق کو دکھلاتا ہی کیا جوبن چراغ
زلف کے آگے فروغ روی روشن کیونکہ ہو
سامنے کالی کے ہوتا ہی نہین روشن چراغ
تل بھلا وجہ فروغ روی روشن کیون نہو
بزم عالم مین کہین جلتا ہی بے روغن چراغ
سوزش داغ فراق شمعرو مین ہمدمو
آہ دود شمع ہی دل شمع ہی اور تن چراغ
مشعل رہتی ہی آہ آتشین مثل گیاہ
سینہ عشاق مین جلتا ہی بے روغن چراغ
مثل پروانہ ہی بزم دہر مین گرعندلیب
صورت گلگیر گلچین ہی گل گلشن چراغ
جلوہ گاہ شمعرو مین عاجت مشعل نہین
کب ہوا ہے بزم گہ طور مین روشن چراغ
مثل پروانہ جلایا شمعرویون نے مجھے
چاہیے تربت پہ بھی میری سر دامن چراغ
پاکدامانی پہ مرتے ہین یہ پروانی عبث
بزم عالم مین رہا کرتا ہی تر دامن چراغ
ہی ترے گھر کا اوجالا دخت رز پیر مغان
شمع محفل کی طرح گھر کے لیے ہی زن چراغ
اختلاط شعلہ رویون سے ضرر ہی جان کا
سوز پروانہ سے رہتا ہی کہین امین چراغ
ہے فقط لپکا جلانی ہی جو پروانہ کو شمع
رات بھر محفل مین رکھتا ہی یہی قدغن چراغ
ڈالتے ہین شمعرو کیون روے روشن پر نقاب
چھپ نہین سکتا کسی صورت پس جامن چراغ
اشتعال اک حسن ذاتی ہے فقط بہر جفا
ہے فروغ نور سے پروانہ کا دشمن چراغ
ہے بجا زلف سیہ پہلوے روی شمعرو
ہے مثل نیچے اندھیرا ہو جو ہو روشن چراغ
ہے بجا گر تنگ شمع بزم عالم ہم کہین
جعد رو و شمع ہے گر ہے فروغ روشن چراغ

ہے چراغِ صبح رعنا آہ پیری مین زلیت
واقعی رہتا نہین ہے صبحدم روشن چراغ

ردیف کاف فارسی

بہ رنگ غنچہ ہون اس باغ دہر مین دلتنگ
نہ نکلی نکہت گل کی روش سی دل کی آہنگ

ہو آخرت کا سفر سر بہ اور یہ اوسپہ در نگ
نفس ہی بانگ جرس کر چکا ہی اب آہنگ

حیا کا پاس ہی جب تک تو عشق ہی بیسود خام
مقام عشق مین رہتا نہین ہی نام کو ننگ

نگاہ دابروی قاتل کے اک اشارہ سے
اوڑے سر و تن و جان جگر کی ہین چو رنگ

تپاک آپکا مجھسے نقط لفافہ ہے
کہ پیڈ غیر کو آئے مجھے خط بیرنگ

ثمر اہی طالع منحوس نہین مرے مرہنج
مین اوس سے صلح کا خواہان وہ مجسی بر سر جنگ

قضا کی طرح سے کیا جلد آتی ہے شب ہجر
شب وصال مین اللہ اکبر ایسی در نگ

ادا ہی ناز ہی شوخی ہے حسن و دلکش ہے
تمام اوسمین ہی عاشق کی مار رکھنی کی مدھنگ

نپایہ ہے مری جان جہان کا ای قاصد
کشادہ سینہ ہے پتلی کمر دہن ہی تنگ

وہ سنگ دل نہو عاشق مزاج کیا معنے
نہان ہی رہتی ہی آتش درون سینہ سنگ

نہ چھوٹا زلف چلیپا سے یہ دل وحشی
ہوئی محبت گیسوے یار قید فرنگ

بڑھے گا رشتہ الفت کہین گر شک سی غیر
نظام روز لڑاتا ہے اوس پری سی تینگ

ردیف لام

کیونکر نہ بار عشق کو تنہا اوٹھائے دل
غمخوار غم کا کون ہے آخر سوائے دل

دلبر اگر جدا ہو تو اوسکو ملائے دل
ہور رہنما جو عشق تو ہو شوق پائے دل

ناچار اب تو جبر کیا ہمنے اختیار
اپنی بھی ہی رضا وہی جو ہے رضای دل

پوچھہ اے عزیز جاکے زلیخا سے دل کی قدر
نذر ہو بہا نے یوسف گم گشتہ بہای دل

رنج فراق و درد و قلق فرط شوق و عشق
طاقت ہے تجھ کو تنہا اوٹھانے کو دل

ہی خواب مین جو زینت آغوش وہ قمر
مہمان کستان ہے ہمارے تمنای دل

وصل اس بہار مین ہو جو اوس گل سے باغ مین
بھولا خوشی سے بر مین نہ میری سمای دل

بیجا نہین ہے اسکو جو عرش خدا کہون
کرسی ہی بھی بلند ہے الحق بنای دل

شورش تھی اور اوسپہ تماشا ہی بعد مرگ
ڈھونڈا تو کچھ غبار سا نکلا بجای دل

ہے مظہر جمال الٰہی یہ بالیقین
سینہ ہی طور شمع تجلی ضیای دل

منظور دل لگی ہے تو دل کو لگا کے دیکھ
ارمان دل نکال لے کر دل مین جای دل

تصویر کھینچ لی ہے تصور سے یار کی
اوتری پری ہے شیشہ مین یہ ہی صفای دل

اوس دلربا کے کوچے مین ہنگامہ ہی بپا
دل باختہ پکارتے ہین ہای ہای دل

یہ عشق دلربا ؤن کا ہر دل عزیز ہے
دل دادہ اوسکو رکھتی ہین بر مین بجای دل

دل باختہ ہے پوچھ نہ عاشق کا ماجرا
دل کھو گیا ہے اسلیے کہتا ہے ہای دل

مین دل سے بے نیاز ہون دل مجھسے بے نیاز
دل میرا آشنا ہے نہ مین آشنای دل

رعنا لگا نہ سینے سے دست نگار دیکھ
دزد حنا نہ آنکھہ بچا کر چرای دل

ہو گیا وصل کی حسرت مین زوال بلبل
خلد جا پہونچی ہے اللہ رے کمال بلبل

موسم گل ہے اگر عہد کمال بلبل
باغبان فصل خزان مین ہی زوال بلبل

گل ہی ساغر تو سبو غنچہ ہے مے شبنم
آج کیا گل سے ہے سامان وصال بلبل

وصل ہوتا ہی میسر جو کبھی اوس گل سے
ہمصفیر و مجھے آتا ہے خیال بلبل

گفتگو آج ہے کچھ وصل کی شاید گلچین
کان مین گل کے صبا کہتی ہے حال بلبل

باغبان ہی نہین صیاد ہو یا گلچین ہو
سب پہ پڑ جائیگا گلشن مین وبال بلبل

پھول پھولون نے کیے باد صبا نے ماتم
نہوا کسکو پس مرگ ملال بلبل

مانع وصل رہا گل کو مگر حسن و غرور
مر گئے پر نہوا گل سے وصال بلبل

دخل صیاد ہو جنت مین نہ گلچین گا گذر
ہوگا محشر مین یہ عنوان سے سوال بلبل

نکلا پھر ابکی برس قرعہ بنام صیاد
دیکھی گلچین نے گلستان مین جو فال بلبل

باغ مین رہنے سے مزاحم ہو گلچین سے کہو
دخل بے حکم کرے تھی یہ مجال بلبل

کیسے ناکام گئے باغ جہان سے یہ ہیہات
محجوره ره کے یہ آتا ہے خیال بلبل

چتر گل سر پہ ہے اور تختہ گلشن پہ بچھونا
چشم بد دور سے ہے کیا جاہ و جلال بلبل

داغ لالہ کو عبث سمجھی ہے سنگ اسود
کعبہ گلشن ہے یہ ہے خام خیال بلبل

در بدر خاک بسر دونون ہین گلچین صیاد
باغبان پڑتا ہے یون دیکھ وبال بلبل

گلشن دہر مین رعنا شعرا دیتے ہین
گل کو معشوق سے عاشق سے مثال بلبل

داغون سے باغ باغ ہے بستان سراے دل
کیا بیخزان بہار ہے گلچین فضاے دل

مرجانے بھول کر نہ کسی سے لگاے دل
یارب کسی شبہ کا کسی پر نہ آے دل

قسمت سے نقش پاے صنم کو جو پاے دل
سو جان سے فدا ہو وہین لوٹ جاے دل

لوٹا جو کرے یار سے ہونگا فداے دل
لونگا قدم مین آنکھون سے جو مونگا پاے دل

سکھلے گا آپ مجھسے اگر ماجراے دل
جائے کہین نہ ہاتھون سے بیٹھے بٹھاے دل

بر مین وہ گل جو آئے تو گل ہو قباے دل
گل کی طرح خوشی سے نہ پھولا سماے دل

بوسہ دہان یار کا ہے منہ کی کھاے دل
اور فرط شوق سے نہ کہین منہ کو آے دل

دیکھی نظر دل آئے ہے عین خطاے دل
پامال عشق مین ہو یہی ہے سزاے دل

ناصح خطا معاف کسی پر نہ آے دل
جی چھوٹ جاے تا نہ سہے صعوبت جاے دل

وسعت یہ ہے کہ کون و مکان تک سماے دل
حسرت ہے تنگ بلبل تر آشیانہ اے دل

درمان ہے درد ہے غم جانان دواے دل
عاشق کو عشق کا ہے مرض ہے شفاے دل

دل مین ندا ے غم ہے تو غم مین صداے دل
دل غم پکارتا ہے تو غم ہاے ہاے دل

دلدار کام کرتی ہے آہ رساے دل
ناداں نہ دل شکستون کی لے بد دعاے دل

آنکھین بھی رو کے پھوٹ گئین کچھ علاج
شامل رہا نہ درد مین کوئی مسواے دل

ردیف میم

طرفہ شوریست کہ در دور فلک مے بینم
خشت خورشید سماتا بسمک مے بینم

حال حجاج بد و نیک باخر پیدا ست
سنگ اسود بخدا سنگ محک می بینم

شور و شر نیست چو در ذات نمک پرورده
هر نمک خوار چرا کور نمک مے بینم

گشت برگشته و فاسد به عقائد دین
قلب ارباب یقین قالب شک می بینم

گردش چرخ نظر کن که سلیمان بر مور
روی آورده و محتاج کمک می بینم

بیخود مست مئے عیش و خردمندان را
باده خون جگر و دل چو گزک می بینم

تخمهٔ باغ شد از لشکر صرصر تاراج
عوض سنبل و گل خار و خسک می بینم

سبب برهمی عالم و آدم رعنا
همه از شعبده بازی فلک می بینم

یاد آن روز که در کوے تو گریان رفتم
به گلستان صفت ابر بهاران رفتم

ساختم سجده بمحراب در میخانه
از خرابات جهان صاحب ایمان رفتم

قشقهٔ ناصیه گردید نشان سجده
آمدم کافر و صد شکر مسلمان رفتم

سر بکف آه بدل بار ندامت بر دوش
بر در جان جهان وه چه بسامان رفتم

واد از رنج و غم و غصه که دیدم در عمر
یاد آن روز که در بزم تو خندان رفتم

وحشتم بر دو سوے دشت نگردیش رعنا
یار در خانه و من سوے بیابان رفتم

کھو چکے پہلے ہی ناموس کو اور نام کو ہم
پہونچے آغاز محبت مین ہی انجام کو ہم

سن ترانی تری موسیٰ کی زبانی سن کر
دیکھتے روز ہین آ آ کے تری بام کو ہم

بیخود الفت عارض تھی اور اب بندۂ زلف
صبح کی بھولے ہوے آئے مگر شام کو ہم

خوب انصاف ہی سرکار مین ماشاء اللہ
مہربانی کے لیے غیر ہین دشنام کو ہم

مرغ جان کے لیے دانۂ قفس جرخ نہین
توڑ کر صاف نکل جائینگے اس دام کو ہم

جلوۂ کثرت و وحدت ہی حقیقت مین ایک
خاص کو عام کہین خاص کہین عام کو ہم

دیر و کعبہ مین ہے کثرت ہوا دین رعنا
کہیں اسلام کہیں کفر کہیں کعبۂ اسلام کو ہم

835

ردیف نون

کھینچا ہو عکس قلب کی فوٹو گراف مین — شیشہ مین ہو شبیہ پری کوہ قاف مین
وہ سرد مہر رات کو سویا لپٹ کے غیر — دونا مذاق وصل کا اوٹھا لحاف مین
گھونگھٹ مین مجکو ابروی قاتل نظر پڑا — شمشیر برہنہ نظر آئی غلاف مین
ای بحر حسن کچھ مرے دل کی خبر بھی ہے — ڈوبا چہ ذقن مین کہ گرداب ناف مین
بنتی نہین ہو آج جب اوس شوخ و شنگ سے — عاشق سے کیا عجب ہو جو بگڑی زفاف مین

رعنا دلی کو چھوڑ دے اور محو ذات ہو
پھر کفر اور دین مین کے نہ تو اختلاف مین

مجکو فقط شکایت سوز نہان نہین — ہے کون رنگ عشق جو رخ سے عیان نہین
خانہ خراب عشق نے کیا کیا کیا ذلیل — رسوا کہان کہان دل بیخانمان نہین
آہون کا قافلہ نظر آیا تو کیا کرین — یوسف ہمارا جسمین ہو وہ کاروان نہین
وصلت بھی ہو نصیب تو باتون کا ذکر کیا — اونکے دہان نہین مرے منہ مین زبان نہین
حسرت مین نکلی سامنے اونکے نہ منہ سے بات — جیسے دہان زخم مین گویا زبان نہین
جو ہم پیالہ تھے وہی ہمسے نفور ہین — جسدن سے لطف حضرت پیر مغان نہین

رعنا نہ پوچھ وسعت دشت جنون کا عشق
یہ وہ زمین ہو جسکا کہین آسمان نہین

نہین جسدن سے یار پہلو مین — دل کو ہے اضطرار پہلو مین
نخل امید یہ ثمر لایا — ہے وہ رشک بہار پہلو مین
کسنے پھینکا ادھر خدنگ نظر — دل ہوا ہے شکار پہلو مین
دل شبنم ہے تیر مژگان سے — زخم ہے بیشمار پہلو مین
نہین ممکن کہ اب پتا بھی ملے — ڈھونڈتے دل ہزار پہلو مین
دل و جان و جگر شب وصلت — ہوئے تھے نثار پہلو مین

دل کو وارون مین جان نثار کرون | آؤ گر اب کی بار پہلو مین
سوے جنت نہ پھیر کے لون کروٹ | ہو جو وہ گلعذار پہلو مین
ہمام جسم دیدۂ جہان بین ہے | دل ہے آئینہ زار پہلو مین

قبر بلبل پہ گل چڑھاؤن نظام
آئے گر گلعذار پہلو مین

وہ پری رو ہے بشر سے حور نہین | پر ذرا حور سے قصور نہین
بال اوسکی کمر کو کہتے ہین | شاعرون کو مگر شعور نہین
تیری تیغ نظر ہے آفت جان | قتل عشاق تجھسے دور نہین
جلوۂ حق بتون مین ہے الحق | نار مین کیا ظہور نور نہین
مجھکو واعظ عذاب سے نڈرا | نام خالق کا کیا غفور نہین
پہ یہان قدسیون کے جلتے ہین | قصر جانان ہے کوہ طور نہین
نہ اوٹھو خفتگان خواب عدم | میرا نالہ ہے نفخ صور نہین
عشق گیسو کا ہون مین سودائی | سر مین سر سام ہے سرور نہین
جلوہ گر ہین وہ ماہتابی پر | ماہ مین اس سے آج نور نہین
اوسکا کوچہ ہے گلشن جنت | کون کہتا ہے اوسکو حور نہین
غم نہین یار ہو نظر سے نہان | دل سے جو پاس ہے وہ دور نہین
یار پر ہے شباب کا عالم | نشے مین چشم مست چور نہین
باڑہ پر رکھ لیا ہے غیرون نے | قتل مین آپ کا قصور نہین
ارنی کیون نہ بھول جائین کلیم | روے جانان ہے شمع طور نہین

ترک نخوت ضرور ہے رعنا
شیخ گر مین سرور نہین

آو دنیا سے اب تمکو لیکر جاتا ہون | کر کے ارمانون مین اک عمر بسر جاتا ہون
وعدہ ہر روز نیا کل ہی سے مین کرجاتا ہون | لیکن آتا ہون اوس شوخ کے گھر جاتا ہون

شوق دیدار مین جو حد سے گذر جاتا ہون
یار آنے نہین پاتا ہی کہ مر جاتا ہون

حال دل کرتا ہون اوروں کی فسانون مین بیان
نام جب پوچھتے ہین صاف مکر جاتا ہون

روح آتی ہے شہیدون کی پئے استقبال
سر بکف کوچۂ قاتل مین اگر جاتا ہون

موت آجائے تو جانون کہ ہوا آج وصال
کیا شب ہجر کے آنے سے مین ڈر جاتا ہون

کربلا کوچۂ سفاک ہے قاصد نہ پھرا
سر بکف آپ مین لینے کو خبر جاتا ہون

نلا محکو کہین عالم امکان مین پتا
اب عدم ڈھونڈ نے کو اونکی کدھر جاتا ہون

ہین وہ عیار تو مین بھی نہین اونسے کچھ کم
بوسہ لیلیتا ہون اور صاف مکر جاتا ہون

بزم اغیار مین جب وہ نہین ہوتے دو چار
خود مین ہمچشمون کی نظرون سے اوتر جاتا ہون

زلف کا مشتاق ہون اور زلف کا سودائی ہون
کوچۂ یار مین ہر شام و سحر جاتا ہون

قیس و فرہاد مرا ساتھ بھلا کیا دینگے
منزل عشق مین مین اونسے گذر جاتا ہون

جا کے کرتا ہون کبھی پیر مغان سے بیعت
توبہ واعظ کے کبھی سامنے کر جاتا ہون

شب معراج مجھے ہوتی ہی روشن عنا شب ہجر
روے جانان کے تصور مین جو مر جاتا ہون

کاکل و رخ کو ترے یاد کیا کرتے ہین
رات دن ہجر مین فریاد کیا کرتے ہین

دل تصور سے ترے شاد کیا کرتے ہین
اپنے ویرانہ کو آباد کیا کرتے ہین

تیغ ابرو کی ہے جانباز کو جنبش کافی
قتل بے رحمی سے جلاد کیا کرتے ہین

وہ تو انسان ہین پر انسان یہ دیوانے ہین
اونکو مشہور پریزاد کیا کرتے ہین

مشق کرتے ہین نئی سیکھتے ہین جور نئے
روز طرز ستم ایجاد کیا کرتے ہین

یکے دل ہجر مین تڑپا تے ہین ترساتے ہین
جور کیا کیا ستم ایجاد کیا کرتے ہین

اونکی آنکھون کے جو منظور نظر ہین نرگس
اپنے اشعار پہ خود داد کیا کرتے ہین

سنگدل سحر بیانی سے کیے ہین تسخیر
موم ہم بات مین فولاد کیا کرتے ہین

کوہ و صحرا مین مرے نالون کا سن کر شور
قیس و فرہاد بھی فریاد کیا کرتے ہین

غنچۂ گل کو گلستان مین اگر دیکھتے ہین
دہن یار کو ہم یاد کیا کرتے ہین

اونکا سن آتے ہین ہم دیر و حرم مین کور
شاد یون خاطر ناشاد کیا کرتے ہین

ناتوان قید جدائی سے کبھی تو ہون رہا
وہ کرو کام جو صیاد کیا کرتے ہین

شاہباز نگہ ناز پری پیکر رعنا
طائر سدرہ کو آزاد کیا کرتے ہین

خیال و خواب یہ لیل و نہار جانتے ہین
ہم اپنی زیست فقط مستعار جانتے ہین

بدن مین زخم نہین بدھیان ہین پھولونکی
ہم اپنے دل مین اسی کو بہار جانتے ہین

خطا سو جائین ختن کو تو تم ہو چین بجبین
تمہاری زلف کو مشک تتار جانتے ہین

جو شاہباز ہی اے ترک چشم تیری نظر
تو ہم بھی طائر دل کو شکار جانتے ہین

اور مرے گی خاک سر قبر میری بعد فنا
تمہاری شوخیان ہے شہسوار جانتی ہین

رضا قضا پہ ہی رعنا قدر پہ ہے تسلیم
ہم اپنے واسطے معراج دار جانتے ہین

خزان چمن سے گئی فصل گل کی آئے دن
خدا نے پھر یہ ہمین باغبان دکھائے دن

خزان چمن مین ہی بلبل قفس مین نالان ہے
خدا کسیکے نہ دشمن کو یہ دکھائے دن

فراق یار مین دن ہوگیا ہی روز قیام
بلا سے عمر گھٹی پر خدا گھٹائے دن

دعا سے بھی نہین ہوتی شب وصال نصیب
فراق یار کے آتے ہین بن بلائے دن

جمال یار نہین خواب مین بھی اتو نصیب
فلک نے کیسے الٰہی ہمین دکھائے دن

نہ پوچھ حال شب و روز ہجر رعنا کا
بلا کا سا سنا رہتا ہے مجھکو آئے دن

بوسہ ہونٹون کا شب وصل وہ کیا دیتے ہین
ذائقہ قند مکرر کا چکھا دیتے ہین

ملک الموت ہین عشاق کی حق مین یہ حسین
جیتے جی خاک مین زندون کو ملا دیتے ہین

کام کرتے ہین وہ رقص مسیحائی کا
ایک ٹھوکر سے وہ کشتہ کو جلا دیتے ہین

کشتہ تیغ نگہہ تک نہ تکین پھر کر نگاہ
خون بہا مانگین تو وہ خون بہا دیتے ہین

نہ رسائی ہوئی گو زلف رسا تک رعنا

شام جب ہوتی ہے ہم اونکو دعا دیتے ہین

ہون وہ وامانده نشان ہمرہان ملتا نہین
کارواں کیسا غبار کاروان ملتا نہین

ڈھونڈھتے ہین پر نشان بے نشان ملتا نہین
جان جسپر دی ہے وہ جان جہان ملتا نہین

عشق لاتا ہے جو شبخون غارت دل کو یہ
جز شکیب و صبر کوئی پاسبان ملتا نہین

آپ میرے گھر قدم رنجہ کیا کرتے ہین ہان
عذر ہے معقول مین اے مہربان ملتا نہین

باہمہ رفعت تصدق روز ہی ہر صبح و شام
کون کہتا ہے زمین سے آسمان ملتا نہین

جان شیرین کا مجھے دینا بہت آسان تھا
ڈوب مرنے کو زنخدان ساکنوان ملتا نہین

جوش گل سے دل مین کیا گلشن مین جاتی نہین
عندلیبون کو مقام آشیان ملتا نہین

روز مجھہ ہی بیگانہ پر تیز ہوتی ہے چھری
بوالہوس کیا تمکو بہر امتحان ملتا نہین

ڈھیر پر آتا ہے ناحق خاکسارون کی ہما
خاک کھائیگا کہ نام استخوان ملتا نہین

دختر رز پر جو فصل گل مین ہو رنگ شباب
اب مزاج حضرت پیر مغان ملتا نہین

دشت وحشت مین ہون اک مدت سے سرگرم تلاش
جسمین یوسف ہو مراده کاروان ملتا نہین

واہ ری قسمت کہ قاتل کر رہا ہے قتل پر
کیکے بچاتی ہین رعنا جوان ملتا نہین

نزاکت پردہ میری قتل کا بیڑا اوٹھاتی ہین
نصیب اللہ اکبر زیر خنجر آزماتے ہین

مکر جاتے ہین اور اوسپر بھی وعدہ ہم سے آتی ہین
سوال بوسہ پر سر بار دشنہ منہ کی کھاتے ہین

بہت روئے مگر دیکھی نہ کوئی صورت فضیلت
اب آخر لے تجھے اے طالع خفتہ جگاتی ہین

خیال یار آئے بے تکلف خانۂ دل مین
بجائے فرش آنکھین راستی مین ہم بچھاتی ہین

جو عالی ظرف دریا دل ہین پی جاتی ہین غصے کو
نہ آتے ہین انہین کو زونمین اور دریا سماتی ہین

حباب آسا ہے ثابت بے ثباتی بحر عالم کی
یہ غافل بے محل آب رواں پر گھر بناتی ہین

کیا ہے ذبح مرغ نامہ بر کو اوسنے کہتے ہین
رقیبون سے خدا سمجھے جو یہ پیر کی اوڑاتی ہین

مریض عشق پر رد سر اعجاز کیا معنے
بھلا اے چارہ گر کہین ہم دم مین آتی ہین

لبھانے کو دل عاشق کو کیا کیا پیچ کرتی ہین
یہ گیسوں کی نہین ہین سیدھی بانکی چڑھاتی ہین

کسیکے طائر دل کو مقرر وہ پھنسائینگے
جو دام زلف مشکین تل کو دانہ پر بچھاتی ہین

خوشامد سے نہ رہ شیرین زبانوں کی کبھی غافل
یہ شیرینی ہین گویا زہر قاتل کو ملاتے ہین

بہانے سے چلے جاتی ہین اور تھکر میرے پہلو سے
رقیبون پر عنایت ہی قیامت مجھ پہ ڈھاتی ہین

نہین دیتے جواب صاف تک پیغام وصلت کا
کبھی خاموش رہجاتی ہین گاہی مسکراتے ہین

بچے سفاک سیر خون سے کیونکر جان بسمل کی
جو آنگین غور نہاتا تو دم مین پھر وہ خون بہاتی ہین

گلون کی شاخ گویا اونکے حق مین تار برقی ہی
کہ پیغام عنادل آشیان سے گل کو جاتے ہین

چمن مین دھوم ہی اب آمد فصل بہاری کی
عنادل آشیانی آج کل گلشن مین چھاتی ہین

بگولے یہ نہین بہر فنا گور غریبان پر
مگر یان قافلے اروح کے دنیا سے جاتی ہین

مسی ہو لب پہ ہاتھون مین حنا رخسار پر غازہ
خدارا کیسی نیرنگی سی رنگ اپنا جماتے ہین

خدارا بہر استقبال جلد اے جان جہان باہر آ
عیادت کو مری جان جہان شریف لاتی ہین

زر گل کی ہی بازار جہان مین گرم بازاری
جوانان چمن اب خوب گلچھرے اوڑاتی ہین

گلستان آج کشت زعفران ہی کہ نہین گلچین
جو گل کھل کھل کی ہنستے ہین تو غنچے مسکراتی ہین

نظر پھر جاتی ہی جسوقت اوس خورشید چشم کی رعنا
تو پھر مجھسے مرے ہم چشم بھی آنکھین چراتی ہین

تو نہائے اگر اے رشک چمن پانی مین
لوٹ کے مرغان چمن آئین معانی مین

آپڑی زلف دم غسل جو اوسکے رخ پر
مین یہ سمجھا کہ ہوا چاند گہن پانی مین

دم رقت جو بندھا گوہر دندان کا خیال
آگیا صاف نظر درّ عدن پانی مین

فرط گریہ سے ہون اسطرح غریق حیرت
مردم چشم کا ہے جیسے وطن پانی مین

موج ہو موجہ بوے گل تر آب گلاب
ہو جو وہ غیرت گل عکس فگن پانی مین

چاہیے لوث سے یونس کیطرح دامن پاک
گور ہے نام کو اک عمر وطن پانی مین

پوچھ دریاے تحیر مین ہی کسکے بیتاب
آبلے موج کے پاہین ہین شکن پانی مین

بلبلہ پانی مین اوٹھتی ہے جو بجا ہے لیکن
پھنکا دیتا ہے جو وہ غنچہ دہن پانی مین

خون فرہاد نگر گردن خسرو پہ رہا
اشک شیرین سے ہی جو ئے لبن پانی مین

خود دہن ہو ہی عجب قدرت خالق ظاہر
اک جہان کا نظر آتا ہے وطن پانی مین

گل پہ شبنم نہیں آغوش میں بلبل کی مگر
عرق شرم میں ڈوبی ہے دلہن پانی میں

ضبط گریہ سے ہے نمود اسکی ہے رعنا ورنہ
غرق ہو جائے ابھی چرخ کہن پانی میں

اُمڈے ہیں اشک مردمک چشم حور میں
دیکھو پری نہاتی ہے دریائے نور میں

شرم و حجاب دور ہو وصلت کا لطف ہے
ایسے مزے کہاں ہیں شراب طہور میں

یہ سرد مہریاں شب تنہائی کی ہیں آہ
کاٹی ہیں کانپ کانپ کے راتیں سمور میں

بھڑکی ہے آگ دل میں رواں چشم سے ہیں اشک
پیدا ہوا ہے نوح کا طوفان تنور میں

غیبت میں حال دل نہیں ممکن کہ کہہ سکوں
سُن لیجے بلا کے سب اپنے حضور میں

میں نے کیا وہ کام جو مشاطہ سے نہو
سویا لپٹ وہ نشۂ مے کے سرور میں

رویا میں بھی جمال سے محروم ہی رکھا
یہ لن ترانیاں نہیں فقط بزم طور میں

پاس اونکو میرا صحبت اغیار میں کہاں
ارض و سما کا فرق ہے نزدیک و دور میں

ہے گرم ناز گور غریباں پہ وہ حسین
باقی رہا ہے حشر کے اب کیا ظہور میں

آمد بنفوس ہیں کسطرح چین آئے
ہر دم صدائے حشر ہے اس نفخ صور میں

سچ پوچھیے تو زندہ ہے در گور اب نظام
جان ہے حریم کعبہ میں تن جو دہ پور میں

غم سوا عشق کا مآل نہیں
کون دل ہے جو پائمال نہیں

حسن پر آپ ہیں عبث مغرور
کون شے ہے جسے زوال نہیں

حسن میں بال کا نہیں ہے فرق
کمر یار دیکھیے بھال نہیں

خواب میں بھی نظر نہیں آتے
اونکو مطلق مرا خیال نہیں

زخم کے منہ سے بات کیا نکلے
لال ہے طاقت مقال نہیں

غم سے افسردہ ہو گیا یا تک
آرزوئے شب وصال نہیں

رشک سے غیر کو جلاتا ہے
بسمل کا آپ سے سوال نہیں

ہے یہ ہوس گفتگوئے وصال نظام

ہجر کیونکر کہون وصال نہین

اس دور مین بچا ہی رنج والم سی کون
افلاک کے زہا ہے خالی ستم سی کون

آکر ہزار سودا سے دل ویکی جان
اوجھائے دل کو اپنے گیسو کی خم سی کون

دھم گجر آپ کی گھر رہتا نہین تو شب
کودا تھا گھر مین صاحب آخر یہ دھم سے کون

تو ہی بتا صنم گر انصاف سے ذرا
بہتر ہے بعبتون مین میرے صنم سی کون

ابرو کے یہ اشارے کشتہ کرین نہ کیون
جان بر ہوے ہین قاتل تیغ دو دم سی کون

مٹ جائین خاک ہوکر معراج ہی یہی
سر یار کے اوٹھاتے نقش قدم سے کون

شمشیر کا ہوا ہے سرسبز کھیت کب
پھولا پھلا ہے ظالم جور و ستم سے کون

ہی چار دن غنیمت رعنا جہان مین زیست
جاکر پھر آہے ورنہ ملک عدم سے کون

حضور آج تو تمسے دو چار ہم بھی ہین
تمہارے تیر نظر کی شکار ہم بھی ہین

کبھی ہمین بھی ہو مثل رقیب وصل نصیب
تری خدائی مین پروردگار ہم بھی ہین

جو ذرہ خاک در بو تراب کا ہے مہر
تو مرتضے کی گلی کے غبار ہم بھی ہین

سمند ناز کو کرا سقدر نہ گرم عنان
تری رکاب مین ہی شہسوار ہم بھی ہین

صفات چشم مین جادو نگاریان کی ہین
جو سحر ہی وہ نظر سحر کار ہم بھی ہین

چمن مین آمد فصل بہار ہے بلبلین
صبا سے کہدو ذرا ہوشیار ہم بھی ہین

تمہارے گیسوے مشکین و روی روشن پر
نثار صورت لیل و نہار ہم بھی ہین

وصال ہجر مین رعنا کا ہو گیا آخر
لبون پہ جان ہے اور بے قرار ہم بھی ہین

دل کو پسند سیر ریاض جہان نہین
جسکی سوا ہوس مین یہ وہ بوستان نہین

وہ دل نہین ہے جسمین خیال بتان نہین
ہو جس جگہ نہ کوئی نگین وہ مکان نہین

آئے ہین ایک روز کو دنیا مین مثل
کچھ بے سبب ورود ہمارا یہان نہین

شبنم و سحر فراق مین ہے زلف و روی یار
کسوقت ذکر خیر یہ ورد زبان نہین

کاکل کا قصہ ہجر کی شب سنکے آئی نیند
کیا کہیے قصہ گو کو کہ جادو بیان نہین

تازہ رہین گے داغ جگر اپنے عمر بھر
یہ وہ سدا بہار ہے جسکو خزان نہین

دل ہم بھی کر چکے اوسی سفاک پر فدا
عالم کو جسکے تیز نگہ سے امان نہین

صدمے اوٹھائین صبر کرین راہ عشق مین
لازم یہ آہ و نالہ و شور و فغان نہین

وصل صنم تو جان کے بدلے بھی مفت ہے
ہے سود ایسے سودے مین ہرگز زیان نہین

اوس گلبدن کے ہجر مین داغ ملال ہین
پھولون کی میرے سینے پہ یہ بدھیان نہین

جاؤن گا ساتھ ناقۂ لیلی کے حے تلک
کچھ قیس کی طرح سے تو مین ناتوان نہین

اول مین کرد کھاتے ہم الفت کی انتہا
خوبون مین کیا کرین کہ کوئی قدردان نہین

جو نامور تھے صفحۂ ہستی مین اے نظام
افسوس اونکا نام کو باقی نشان نہین

سمایا ہے خیال روی جانان یون مری آنکھون مین
جہان چشم جہان بین کو در آئے جیسے کل من مین

ہمین پروا نہین ہے گو بلائین وہ نہ محفل مین
خیال اونکا تو رہتا ہی ہمارے خانۂ دل مین

کھلی ہے وجہ خال روی انور بعد مدت کے
کہ نسبت ہے مقرر دیکھ لو کافور و فلفل مین

گرا گر دل مرا چاہ ذقن مین کیا تعجب ہے
فرشتے آج تک ہین قید دیکھو چاہ بابل مین

مزا روح روان نے جسم سے کچھ بڑھ کے پایا ہے
نئے انداز کے جوہر تھے رعنا تیغ قاتل مین

پھری ہوئی جو نہان سے نظر کو دیکھتے ہین
ہم آج طبع مبارک مین شر کو دیکھتے ہین

دکھا کل و رخ رشک قمر کو دیکھتے ہین
ہم وہ جلوۂ شام و سحر کو دیکھتے ہین

کمال تنگ ہین وہ میری سخت جانی سے
کبھی کلائی کو گاہے تبر کو دیکھتے ہین

کہان ہین خضر نشان کاروان کا ہے کس جا
طریق عشق مین ہم راہبر کو دیکھتے ہین

عجیب صبح شب وصل یار کا ہے سمان
ہم اپنے گھر کو وہ روئے سحر کو دیکھتے ہین

حریم دل مین ہین بین بت خدا کی قدرت سے
کبھی صنم کبھی خالق کے گھر کو دیکھتے ہین

مکان غیر کے دھوکے سے شب جو آ نکلے
کبھی وہ مجھکو کبھی میرے گھر کو دیکھتے ہین

شیدا ہان

شب وصال مین ہے آج نور کا عالم
زیادہ طور سے ہم اپنے گھر کو دیکھتے ہین

بہار مین ہین عنادل سے بدگمان صیاد
قفس کو تاڑتے ہین بال و پر کو دیکھتے ہین

مجھے یہ ڈر ہے کلائی مین غم نہ ہو پیدا
حضور کیون مرے چاک جگر کو دیکھتے ہین

نسیم لاتی ہے کب گیسوے معنبر کی
مدام راہ نسیم سحر کو دیکھتے ہین

مقابلہ لب و دندان کا آئینہ مین ہے
ملا ملا کے وہ لعل و گہر کو دیکھتے ہین

سوال وصل نہ دل مین یہ ہی دھڑکا ہے
کبھی وہ خط کو کبھی نامہ بر کو دیکھتے ہین

فلک ستم نہین کرتا ہے جو تجھے کرے
خدنگ آہ کے ہم بھی اثر کو دیکھتے ہین

شبیہ یار مین فرق اصل سے نہین سر مو
وہ بدگمان ہین جو موے کمر کو دیکھتے ہین

جو عیب بین ہین ہنر پر نظر نہین کرتے
ہنر پسند بشر کے ہنر کو دیکھتے ہین

نہین ہے اسلیے غم خشک و تر کا اے رعنا
شفیع اپنا شہ بحر و بر کو دیکھتے ہین

یاد آئینہ رو مین حیران ہین
دھیان مین زلف کے پریشان ہین

اپنے مطلب کے کیسے ہین دانا
میرے مطلب کے وقت نادان ہین

چشم مخمور و زلف و عارض یار
دشمن جان و دین و ایمان ہین

وجہ گلبانگ ہے یہ اے گلچین
حال بلبل پہ پھول خندان ہین

عشقبازی ہمارا مشرب ہے
ہم نہ ہندو ہین نے مسلمان ہین

بارہ پر رکھہ لیا ہے غیرون نے
قتل عاشق کے آج سامان ہین

وصل حاصل ہے اوس پری رو سے
آج رعنا غرض سلیمان ہین

بہار آلو پہ آتی ہے شام روح بستے ہین
ہوا بہ جلتی ہے بجلی کوندتی ہے مینہ برستے ہین

وہ جنگل ہین کہ گوجہ گیسو مے برخم سے
جو آلو آسمان ہے کہکشان آلو کے رستے ہین

پڑی گا بلبلون کے قافلہ پر کیا کہین جون
کمر بندی مین کیون اے باغبان پھولون کی دستے ہین

گل خندان سے کب آرستہ رعنائی ہے
تبسم مین ہین غنچے کھلا کر پھول ہنستے ہین

نقاب ابر ہٹتی ہی نہین خورشید کے رخ سے
اوڑا کرتے ہین شبہا دن کو زرتشتی ترستی ہین

نکل سکتے نہین زنجیر موج ابر رحمت سے
فرشتے بھی جب آکر سلسلہ مین منہ کو پیتے ہین

تفاوت اسقدر ہی کوہ آبو اور جنت مین
وہ آدم کا ہی مسکن اور یہان غلمان بستے ہین

ہوا چلنے مین آندھی ہی تو مینہ بارش مین طوفان ہے
الٰہی پھٹ پڑا ہی آسمان یا مینہ برستے ہین

سبب یہ کثرت برسات کا ہی کوہ آبو پر
کہ بادل کوہ سے ٹکراتی ہین جنگل مین پھنستی ہین

مگر رونا اونہین فرہاد کی ہے جان شیرین پر
بہانہ سے جو دل کو کھولکر بادل برستے ہین

بھلا فصل بہاری کس روش پھولی سمائیگی
بدن مین جامہ گل تک بہار گل مین پھنستے ہین

چلی ہی نکہت گل آج استقبال کو کسکے
کمر کو موجۂ باد صبا سے پھول کستے ہین

ہجوم و کثرت فصل بہاری کی قوافل سے
کہان جاتا ہے یک فکر مند آبو کی رستی ہین

مجلکہ لکھدیا اوراق گل پر عندلیبون نے
اسی باعث ارم سی آکے وہ آبو پہ بستی ہین

قلم ہین شاخ گل اور ہین دواتین فیض کی چشمے
بیاضین پوٹ ہین پھولونکی یا پھولون ہی بستی ہین

بہار باغ رضوان لوٹتے ہین مفت دنیا مین
یہ گلچین ارم ہین جو یہان آآکے بستی ہین

حباب بخت سنگہ آئے ہین جنکے رعب عظمت سے
ابل آئی ہین دریا ہو زمین مین کوہ دھستی ہین

بہار باغ جنت سبزہ بیگانہ ہے رعنا
مشام جان قدسی نکہت آبو سے بستی ہین

ردیف واو

کر دیا زار غم عشق نے ایسا مجکو
موت آئی بھی تو بستر پہ نپایا مجکو

یاد آجاتی ہے جب زلف چلیپا مجکو
صاف ہوتا ہے شب ہجر کا دھوکا مجکو

کبھی جنگل کبھی بستی مین پھرایا مجکو
آہ کیا کیا نہ کیا عشق نے رسوا مجکو

دشمن جان ہوا در پردہ مراجذبہ عشق
منہ چھپانے لگے وہ جان کر شیدا مجکو

کون ہے گرم رو وادی وحشت مجنا
آہوون نے کبھی صحرا مین نپایا مجکو

روز روشن ہو نہ کیونکر مری آنکھون مین سیاہ
ہی شب گیسوئے شب رنگ کا سودا مجکو

دانۂ خال نے تسخیر کیا طائر جان
دام نے کاکل جانان کے پھنسایا مجکو

چین اسلام مین بھی کفر سے چھٹ کر نہ ملا
کوئی کہتا ہے بُرا اور کوئی اچھا مجکو

اک پری رو کی محبت کا مین ہون دیوانہ
نہ پری کا نہ کسی جن کا ہے سایا مجکو

لیلۃ القدر مجھے ہو گئی آخر شب ہجر
دھیان اوس روے منور کا جو آیا مجکو

مرض مہلک ہجران سے ابھی صحت ہو
رخ دکھا جاے جو وہ رشک مسیحا مجکو

بخت بیدار ہوے وصل کی شب تھی شب ہجر
سبب وصل ہوا عالم رویا مجکو

واعظا دوزخ و جنت کی نہین ہیم و رجا
عشق اور حسن کا بس بھاتا ہی چرچا مجکو

روبرو تمکو خدا کی بھی کرون گا قائل
لے لیا دل نہ دیا آپنے بوسا مجکو

وادیے دل ہوا اندیشۂ غم سے ایمن
خواب مین جب نظر آیا رخ زیبا مجکو

روز و شب شوخ نے کیا کیا نہ دکھائی نیرنگ
رخ دکھایا کبھی گیسو سے چھپایا مجکو

دن بسے آئے تو اعدا سبب خیر ہوے
بد دعا نے کیا اغیار کے اچھا مجکو

فخر سے بزم بتان مین وہ کہا کرتے ہین
پیار کہ روز سے اب کرتے ہین رعنا مجکو

شکوہ یہ پیر مغان تجھسے ہے میخوارون کو
آنے دینا تھا نہ میخانے مین ہشیارون کو

خیرت عشق نے کانٹون مین گھسیٹا مجکو
لگگئے غیر گلی سے جو تری ہارون کو

نا امید اہل خرابات نہین رحمت سے
بخشدے گا وہ کریم اپنے گنہگارون کو

تمکو غیرون سے ہی صحبت جو شب و روز تو خیر
پیار کر لین گے کہین ہم بھی طرحدارون کو

نخل قامت ہی ترا نخ پھل ہی تو گیسو شاخین
منہ کو غنچہ کہین اور گل تری رخسارون کو

دھیان مین رخ کے نظر رکھتی ہین ن بھر سوے مہ
یاد دندان مین گنا کرتے ہین ہم تارون کو

گھر ترا گلشن فردوس ہی اے رشک چمن
حور و غلمان کہین کیونکر نہ پرستارون کو

کیجے صیاد کی بیرحمی کا شکوہ کس سے
موسم گل ہی مین بے پر کیا پرداروں کو

بیقرار دل لیکے ہو جائین نہ کیون بیپروا
کبر مفلس سے ہوا کرتا ہے زرداروں کو

قصد کرتی یوسف ثانی کا ہی اب جانب مصر
دو جزیر یوسف کنعان کی خریداروں کو

ابرو آنکھون پہ دوڑ کے چھپانا ہے بجا
ترک کیا میان مین رکھتی نہین تلوارون کو

سدرہ ہوتا ہے دربان جو در جانان پر
پھاند جانا ہمیں آسان ہے دیواروں کو

تم بازنی مرے حق میں ہو صدائے جان بخش
سنکے جی اوٹھتا ہوں پازیب کی جھنکاروں کو

شب فرقت میں کسی رشک قمر کے رعنا
شام سے تا بسحر گنتے رہے تاروں کو

سچ کہتے ہیں اب باس تمہارا نہیں ہمکو
تنگ آئے ہیں بس جور گوارا نہیں ہمکو

ہم آئے تو اب صاف مکرنے لگے صاحب
تم کرتے تھے چتون سے اشارہ نہیں ہمکو

چھڑیاں تو لگائیں ہیں بہت یار نے افسوس
پر ناز سے اک پھول بھی مارا نہیں ہمکو

کس دن نہیں کھڑکی سے کیے ہمکو اشارے
اور بام سے کس روز پکارا نہیں ہمکو

رعنا دل مفتوں سے نہ کیوں ہاتھ اوٹھائیں
بے دل دیے دلدار سے چارا نہیں ہمکو

نہ ملی گردش ایام سے فرصت مجکو
زندگی بھر ہی رہی وصل کی حسرت مجکو

دشمن و دوست ہیں نظروں میں برابر دونوں
اونسی ہے دار و مدار اونسے مروت مجکو

یاد میں زلف پریشان کے پریشان ہوں میں
روی جانان کی تصور میں ہی حیرت مجکو

حسن کی رعب سے اوسبان اوڑی جاتی ہیں
ہی عجب طور کی شعلے سے ہے دہشت مجکو

غیر کا دخل ہوا اب مرا جینا معلوم
کوے جانان سے نظر آتی ہی جلت مجکو

دل پھنسا زلف میں یا رخ پر نور کہاں
لیگئی رنگ حلب سے مری قسمت مجکو

سر جھکائے در جانان پہ پڑا رہتا ہوں
دخل اغیار سے آتی ہے ندامت مجکو

شب فرقت میں عجب کیا جو نکل جائی جان
ہوش اوڑ جاتے ہیں غالب ہی یہ دہشت مجکو

چھوڑ کر ملک عدم آپ سے کب آیا ہوں
کھینچ لائی ہے یہاں بھی تری الفت مجکو

کوہ پر محنت فرہاد کا آتا ہے خیال
دیکھکر جوے روان آتی ہے رقت مجکو

خاکساری ہی مری حق میں مقرر کیسر
ہاتھ آئی ہے مقدر سے یہ دولت مجکو

دہن و عارض گلرو کی جو پائی ہے شکل
اسلیئے غنچہ و گل سے ہے محبت مجکو

قطع امید ہوئی یار سے یہ ہے رعنا

عمر گذری ہے کہ ہے صدمۂ فرقت مجکو

آیا ہی قرآن مین لم یخلق مثال لکھنؤ
شہرۂ آفاق ہے الحق کمال لکھنؤ

نام کو بھی جسنے سن پایا ہی حال لکھنؤ
خواب مین آجاتا ہے اوسکو خیال لکھنؤ

صورت عیسے نظر آتے ہین مردان خدا
کم نہین مریم سے کوئی پیر زان لکھنؤ

سامعین مین جان پڑجاتی ہے مخبر بیان
کم نہین اعجاز سے کچھ قیل و قال لکھنؤ

طوبے و سدرہ کو دیکھا ڈھانک کہین پات
فی الحقیقت اونسے بڑھکر ہین نہال لکھنؤ

خیر یہان اک بات ہی خوبی یہان اک رسم ہے
وقف عام لطف اور احسان ہے بحال لکھنؤ

زندہ دل کیسے تن بیجان مین آجاتی ہی جان
چلتی ہی جب صبحدم باد شمال لکھنؤ

نقد ایمان نقد دین نقد مراد و نقد دل
بے تکلف ہین یہ سب مال و منال لکھنؤ

گلشن جنت نہین جسمین دکھائیگا خدا
ہے یقین اوسپر بھی ہوگا احتمال لکھنؤ

سورۂ اخلاص نکلا خلق احمد پر گواہ
جس گھڑی قرآن مین دیکھی ہمنے فال لکھنؤ

جھونپڑے کی رہنے والے خواب دیکھین عرش کا
کانپور کی چھاونی سے کیا مثال لکھنؤ

عالم و آدم سب اوسکی وسعت سے آگاہ ہین
ہر عجب رعنا ہے اب اظہار حال لکھنؤ

ردیف ہ

نرگس کی بھی ہی میری نظر مین نظر کی آنکھ
ہے صاد کی قابل ترہی ای رشک پری آنکھ

آتی ہے نظر باغ مین جب نرگس شہلا
پھر جاتی ہے آنکھون مین تری نرگس آنکھ

رخنے سے جو جھانکو تو پڑی دین مین رخنہ
پردے سے جو دیکھون تو کری پردہ دری آنکھ

ناوک ہے نگہ ترک کی اور تیغ ہے ابرو
دنبالہ ہی سرمہ کا جو کھٹکا تو بھری آنکھ

آنکھین نہ لڑایا کرو آہو سے مری جان
دیکھا ہی کہ کرتی ہے بہت بدنظری آنکھ

نظرون مین سمایا ہے مری وہ رخ روشن
کچھ طور کے شعلہ سے نہ چھیکے نہ ڈری آنکھ

خوبی اونکے کیا کرتا ہون دل بھر کی نثار ی
کر دیتی ہے جب نیند نسیم سحری آنکھ

کیا اوس بت خوشنام کی الفت مین ہی ہوش
دیتی ہے مجھے جام مئے بیخبری آنکھ

ہے سہت کا یہ نشہ مبارک ہو تمہین
دیتی ہے ہمیشہ خبر بے خبری آنکھ

ہے جرم تو آنکھون کا مگر دیکھیے رعنا
آفت مین گرفتار ہے دل اور بری آنکھ

ردیف یا ہ

اڑھایا اوسنے بیڑا قتل کا کچہ دل مین ٹھانا ہے
چبانا پان کا بھی خون بہانے کا بہانا ہے

زمانے مین زبان زد ہر شہر کے یہ فسانا ہے
مین کہتا عشق ہین وہ حسن و خوبی مین یگانا ہے

جسے سب گور کہتے ہین وہ اپنا کنج عزلت ہے
اجل دنیا مین ناجنسون سے گویا منہ چھپانا ہے

نہین ہے بام کچہ کم طور سینا سے
مقرر لن ترانی ہے جو اوسپر بت کا تراشا ہے

اس آہ آتشین سے کام رب قاصد کا لیتے ہین
صنم کو گھر تلک یہ تار برقی ہمنے تانا ہے

ہمارا عشق ہے عالم مین طشت از بام افتادہ
تمہارے حسن و خوبی کا اگر گھر گھر فسانا ہے

خدا سے بھی معاذ اللہ مجبور شک ہوتا ہے
جو سنتا ہون کہ اوسکو بھی خدا کو منہ دکھانا ہے

براق حسن کو معراج ہے اوس عبد شکین سے
گنبدہا سو باب زرین اور اوسپر نازیبا ہے

تلاش خانہ ہر انداز مین گھر گھر بھٹکتی ہین
کبھی بیت الحرم بیت الصنم کا ہے ٹھکانا ہے

لب شیرین کا بوسہ بوسہ پر قند مکرر تھا
عوض بوسہ کے ہمکو گالیان پھر اوسنے کھانا ہے

قریب ابرو کے ہے اوس آنکھ مین بنا سرمہ
لگایا شاخ مین آہو کے اور اک شاخسانا ہے

جفائین سیکڑون اوسنے کین ظالم کی سہین لیکن
وہ اب تک بھی یہ کہتا ہے کہ مجکو آزمانا ہے

مرقع چین کا برہم کر دیا تصویر جانان نے
جب چین نے ادا انداز کو مانی نے مانا ہے

نشان قصر جانان خانہ برباد دون ہے پر پایا
مکان ہے لامکان کرسی اوسیکا آستانا ہے

خضر سے پوچھتے ہین راہ ہم بھی کوہ جانان کی
ارادہ حج بیت اللہ کا اب دل مین ٹھانا ہے

ہمارے مرگ پر شادی عبث اغیار کرتے ہین
جہان سے رفتہ رفتہ ایکدن اونکو بھی جانا ہے

وصال یار جنت ہے فراق یار دوزخ ہے
لحاظ بیم و رجا کے واسطے باقی بہانا ہے

ہم اوسکے وصل سے کسطرح ہاتھ اونکو دھو بیٹھین
کبھی مہندی کبھی مسی لگانیکا بہانا ہے

خطر کچہ گرمی خورشید محشر کا نہین زاہد
وہان بھی سایہ دیوار عضیان ہمارا شامیانا ہے

عجب اللہ اکبر ہوگا اوسکے حسن کا عالم
قمر جسکا ہے آئینہ شعاع مہر شانا ہے

نہین کم طائر سدرہ سی مرغ شوق کچہ اپنا
نشیمن دل ہی باغ جان مین اوسکا آشیانا ہی

مجھے اب بیٹھنے دیتی نہین غیر اوسکی کوچہ مین
اٹہی جلد دنیا سی اوٹھائے گرا دتھانا ہی

بیان چشم جادو کیا ہی دیکھو آنکھ کا ڈورا
مقرر ابلق ایام کو وہ تازیانا ہی

ہمارے طائر جان کی تعلی کوئی کیا جانی
نشیمن عرش ہی اور لامکان پر آشیانا ہی

ڈبو دیتی ہے دولت مفت کی دنیا مین انسان کو
گیا قارون زمین مین بار غم سر پر خزانا ہی

خدا جانے اونہین رعنا سے دل مین کیا کدورت ہے
ہمیشہ جب سنو غمزہ ہے حیلہ ہے بہانا ہے

گیا خالی کا تو ماہ اے مہ انور خالی
عید کے چاند ترا اچھا نہین ہے ابتر خالی

آئے میخانہ سے ہم واے مقدر خالی
آبجیوان سے پھرا جیسے سکندر خالی

کف افسوس کی پرواز سے آتی ہی صدا
کوچہ یار سے آتا ہے کبوتر خالی

ٹکڑے ٹکڑے ہین ترنج تیغ دا دل جان
کونسا وار گیا تیر ستمگر خالی

دل ہی جاتا رہا تھا شغل تصور جس سے
ہاتہ پر ہاتہ دھرے بیٹھے ہین شش در خالی

سرو و گل قمری و بلبل کا نہین نام و نشان
گلشن دہر کو کیا کر گئی صرصر خالی

مرغ دل کر گیا گھبرا کے مقرر پرواز
قفس تن نظر آتا ہی سراسر خالی

لیگیا جسکے نصیبون مین لکھا تھا سودا
مصر سے سیکڑون پھر آئے تو نگر خالی

درد سر ہی تری سب پند و نصیحت ناصح
چھوڑ دے مجکو خدا یرہ کر اب سر خالی

مجکو بہنامی کے باعث سے یقین ہے رعنا
دینگے ساغر نہ مجھے ساقی کوثر خالی

واہ کیا حسن کیا جوبن ہے
کیسی ابرو ہین کیسی چتون ہے

جسکو دیکھا وہ نور کا تقبہ
یہ پرستان ہے کہ لندن ہے

عیب اونکو مسیح کہتے ہین
مار رکھنے کا اونمین لچھن ہے

حسن دکھلا رہا ہے جلوہ رخ
روے تابان سے ہات روشن ہے

رسم اولفت ہے خوبرویون مین
دوست جسکے بنو وہ دشمن ہے

بال عشاق کو بتاتے ہین | اور ابھی خیر سے لڑکپن ہے

دل رعنا نکل نجانے کہین
زلف خمدار کو یہ قد غن ہے

تیغ نگہ دیدۂ خونخوار نکالی + | کیون آپنے عشاق پہ تلوار نکالی
بھولے ہین غزالان حرم راہ خطا سے | تمنے عجب انداز کی رفتار نکالی
دھڑکا مرے نالی کا رہا مرغ سحر کو | آواز شب وصل نہ زنہار نکالی
ہر گھر مین کہے رکھتے ہین کہرام پڑیگا | گر نعش ہماری سر بازار نکالی
آخر ہی تربت سے اوگی ہے گل نرگس | کیا بعد فنا حسرت دیدار نکالی
مین وصل کا سائل ہون نہ وعدہ کا طلبگار | باتون مین عبث آپ نے تکرار نکالی
جل جائیگا یہ خرمن ہستی ابھی اے دل | سینہ سے اگر آہ شرر بار نکالی

دل لیکے بھی رعنا کا کیا پاس نہ افسوس
کچھ حسرت دل تونے نہ عیار نکالی

موے پہ مجھے وہی رنج یار باقی ہے | ملایا خاک مین لیکن غبار باقی ہے
رہا نہ کوئی غم یار کے سوا ہمراہ | بس ایک قبر مین یہ یار غار باقی ہے
یہان تو ہستی موہوم سی ہین نشے ہرن | تجھے ابھی وہی غافل خمار باقی ہے
اوڑائین دامن صحرا کی دھجیان دیکھو | کہان ہمارے گریبان مین تار باقی ہے
تمہارے تیر نگہ نے جہان کو صید کیا | اب اک غزال حرم کا شکار باقی ہے
عدم وجود برابر ہے ملک ہستی کا | فنا جہان کو ہے پروردگار باقی ہے
اوڑائی خاک یہ مقتل مین آکے کشتون کی | نشان تک نہین اے شہسوار باقی ہے
خدا کا ڈر ہے تو ڈر جور وظلم عاشق سے | کسی یہ جبر نکر اختیار باقی ہے

کسیکی حسرت دیدار مین ہوا رعنا
کھلی ہے آنکھ ابھی انتظار باقی ہے

رونے کا جو مضمون دل مغموم سے نکلے | طوفان کا عجب کیا ہے جو منظوم سے نکلے

زبان سے رقیبون کی رسائی ہوئی لیکن
ہم کوچۂ محبوب سے معصوم سی نکلے

اغیار کا دم سن سی ہوا ہو کی نکلجاے
گر یار شب وصل ذرا دھوم سی نکلے

قاتل کا مرے قتل سی ٹھنڈا نہ ہوا دل
کیا دل کی ہوس کینۂ مظلوم سی نکلے

سینے مین جو تھی آگ تپ عشق کی رعنا
شعلے لحد عاشق مرحوم سے نکلے

ادراک سے جو دور ہی وہ عین ذات ہی
مفہوم جسقدر ہے سب اوسکی صفات ہے

مرتے نہین وہ عشق سے زندہ ہین جنکا دل
نقل مکان عالم امکان ممات ہے

کتنے اگر ہون زندۂ جاوید کیا عجب
پانی تمہاری تیغ کا آب حیات ہے

کن باعث وجود ہے سب ممکنات کا
حادث اسی سبب سے یہ سب کائنات ہے

دل کو لگاؤن اور سے مین تمکو چھوڑ دون
فقرہ ہے یہ رقیب کا اور جھوٹ بات ہے

درگاہ رب مین شرم ہی رعنا کی اوسکے ہاتھ
باعث نجات کا جو علیہ الصلوات ہے

آتے نہین ہین آپ یہ کیسا تپاک ہے
مدت سے انتظار مین عاشق ہلاک ہے

گلشن سے کوچ کی کسی کارو کی ہے خبر
بلبل کی طرح گل کا جگر چاک چاک ہے

سنکر مری فغان پس دیوار سن ہوا
بولا یہ کسکی آہ دل دردناک ہے

تربت سے بعد مرگ گل اشرفی اوگی
اکسیر جسکا نام ہے وہ میری خاک ہے

عصیان سے دامن اپنا مکدر ہی غم نہین
دامان دل تو لغزش کے دھبے سی پاک ہے

آتا ہے سیکدے کو بہانہ سے محتسب
در پردہ دختر رز کی شب و روز تاک ہے

سیر چمن مین ہمکو ہے بلبل سی اتفاق
گلگشت اس بہار مین بالاشتراک ہے

ہمنام ہے جو شیر خدائے جلیل کا
بزدل عدو پہ اسلیے رعنا کی دھاک ہے

گذرا ہے مرا نالۂ دل چرخ کہن سے
تھا روح کا ہمدم نہ پھرا جا کی وطن سے

گھٹ گھٹ کی غم ہجر مین جی نکلا ہی تن سے
اب جان حزین چھوٹ گئی رنج و محن سے

پا بیڑ کی مرقد مین صدا سنتی ہی چھن سے
جان آگئی منہ کھول کر اوٹھا مٹھی کفن سے

تسخیر ابھی سحر سے کرلین گی وہ آنکھین
کرتے ہین خطا آتی ہین آہو جو ختن سے

کس روز وصال اوسکی جدائی مین ہو دیکھین
کب ہمکو چھڑاتی ہے قضا رنج و محن سے

ہر شے مین تری ذات کا اسطرح ہے جلوہ
جس طرح معانی کو تعلق ہے سخن سے

بلبل کا وصال آج ہوا باغ مین شاید
گہرام کا اک شور جو اوٹھا ہی چمن سے

تم کاکل مشکین سی کسو شوق سے مشکین
باندھو نہ مگر گشتہ کاکل کو رسن سے

پرواز مرا طائر جان کر گیا آخر
جھوکا جو چلا صرصر اندوہ کا سن سے

شب ماتم پروانہ مین تھی شمع یہ گریان
طوفان اوٹھا اشکون کا دامان لگن سے

اب صبر کرو بیٹھی ہو کیا رنج مین رعنا
دل ڈوب کے نکلا ہے کہین چاہ ذقن سے

روبرو تیرے جو ای مہر درخشان ہونگی
ماہرویان جہان سخت پشیمان ہونگے

یاد مین زلفون کے راتون کو پریشان ہونگی
دن کو آئینہ رخ دیکھکے حیران ہونگے

پنجہ عشق کی گر دست درازی ہے یہی
چاک کس کس کے نہ دامان گریبان ہونگے

حال طول غم ہجران جو کرونگا موزون
تو مرتب کئی اس نظم سے دیوان ہونگے

خیر خالی کا مہینا تو گیا سب خالی
اب کی بیکھین گے تو دس ماہ پہ قربان ہونگے

نظر آیا جو ترا حلقہ زلف پر خم
سنبل اس لام کے سو جان سے سلمان ہونگے

ہوگا وہ غیرت بلقیس منعم جس دن
بخدا رتبے مین ہم مثل سلیمان ہونگے

دل ہی حسرت زدہ منہ پر ہی اودا سی چھائی
لوگ رعنا تجھے دیکھین گے تو حیران ہونگے

ہجر جانان مین جی سی جانا ہے
بس یہی موت کا بہانا ہے

کیون نہ برسائین اشک دیدۂ تر
آتش عشق کا بجھانا ہے

ہو عدو جس پہ کیجیے احسان
یہ عجب طرح کا زمانا ہے

چشم آہو صفت کو کیجیے چار
ہمکو وحشی اگر بنانا ہے

ان ہر سہ غزلون جان اور ہر سہ گشتہ مین تری ذات

گر میان غیر سے وہ کرتے ہین
رشک سے کیا ہمین جلانا ہے

یاد دلوا کے داستان وصال
عاشق زار کو رولانا ہے

رکھ دلا روز و شب امید وصال
رنج فرقت اگر بھلانا ہے

سر جھکے کیون نہ یار کے در پر
اپنے کعبہ کا آستانا ہے

جان جاتی ہے جس جگہ سب کی
اوسی کوچے مین اپنا جانا ہے

دُر دندان کے عشق مین اک دن
کنی ہیرے کی ہمکو کھانا ہے

کونسی دم مین عدم کو ہون راہی
آ اگر تجھکو اب بھی آنا ہے

رکھ کے زانو پہ سو رہو سر کو
کل شب اگر مٹانا ہے

خاکساری نہ چھوڑنا رعنا
ایک دن خاک ہی مین جانا ہے

اگر قاصد تو ہمپر مہربان ہے
خبر لا جلد وہ دلبر کہان ہے

دہن مین کب یہ دو دو پیچوان ہے
دل پر سوز عاشق کا دھوان ہے

کھلا جوڑا یہ بحر حسن تیرا
مگر کشتی کا اپنے بادبان ہے

نہین ہمکو مین افلاک و مہ و مہر
فدا اوس شمع پر سارا جہان ہے

عدم مسکن ہے اپنا ہمصفیرو
مکان پوچھو تو اوج لامکان ہے

ہنسے اس وجہ حال زار پر غنچہ
مرا چہرہ ہ برنگ زعفران ہے

چلو اے بلبلو سحن چمن سے
بہار آخر ہوئی دور خزان ہے

نہ لکھنا نام کا نامہ پر اپنے
یہی قاصد نشان بے نشان ہے

دل رعنا نہین پہلو مین دیکھو
کدھر ہے کسطرف ہے اور کہان ہے

گئی فصل بہار گلشن سے
بلبلو اور چلو نشیمن سے

فاتحہ بھی پڑھا نہ تربت پر
جا کے لوٹ آئے میری مدفن سے

عشق گیسو سے بت سے کی توبہ
ہو گیا مومن اب برہمن سے

محبوب کا نئی تھی قید حلقۂ زلف
بیڑیان کیون بنائین آہن سے

زلف کے پیچ سے نہ رہ غافل
دوستی کر دلا نہ دشمن سے

ہو گریبان کا چاک خاک رفو
تار ہاتھہ آئے جب نہ دامن سے

ناز و عشوہ نیا نہین سیکھا
شوخ طرار ہے لڑکپن سے

چھوڑ کر تم اگر گئے تنہا
جی نکلجائے گا مری تن سے

عاشق سرو قد ہون اس سے ہی پست
نالۂ قمری کا میرے شیون سے

ہے کئی دن سے منتظر رعنا
جلوہ دکھلاؤ آ کے چلمن سے

بیمار غم ہجر کو اچھا نہین کرتے
افسوس عیادت کو بھی آیا نہین کرتے

لی جان غم ہجر مین اور منہ نہ دکھایا
تم وصل کے وعدے کبھی ایفا نہین کرتے

ہر دم دم آخر ہی اجل سر پہ کھڑی ہے
دم بھر بھی ہم اس دم کا بھروسا نہین کرتے

کلمہ پڑھین سب کشتۂ ناز اپکا دل سے
وہ کام تم اے رشک مسیحا نہین کرتے

پائی ہے جگہ کوچۂ محبوب مین ہمنے
اسوا سے جنت کی تمنا نہین کرتے

محراب ہے ابرو ے صنم کعبۂ دین کی
کافر ہین جو اس کعبہ مین سجدا نہین کرتے

چھوٹون غم فرقت سے کہین گور مین ایجان
کیون حشر مری قبر پہ برپا نہین کرتے

شکوہ نکرو سیکھ لو انداز ہمارے
الفت کسی ہرجائی سے رعنا نہین کرتے

لہو سے مردم دیدہ اگر وضو کرتے
بلند اشکون کی کوثر سے آبرو کرتے

بھلا کن آنکھون سے شوق رخ نکو کرتے
تمہارے بوسہ کی کس منہ سے آرزو کرتے

نہ نکلی حسرت دل ایک بھی ہزار افسوس
عدم سے آئے تھے کیا کیا ہم آرزو کرتے

خیال کو بھی رسائی تھی جس تلک مشکل
ہم اوسکے وصل کی کسطرح جستجو کرتے

ہمارا چاک جگر تھا نہ چاک جیب سحر
مجال تھی کہ رفو گر سے رفو کرتے

چیا کے پان اوٹھاتے جو قتل پر بیڑا
مجھے رقیب سے پہلے سر خرو کرتے

کبھی وہ مست جو آتا شراب نوشی کو
ہم اپنے دیدہ و دل ساغر و سبو کرتے

مٹیگا حرف محبت نہ صفحۂ دل سے
یہ لوح مشق نہین جسکی شست و شو کرتے

ترے شہید نہ دیکھین گے پھر کی کوثر کو
گئے ہین آب بقا سے وہ تر گلو کرتے

لیا ہے خانۂ دل مین تصور دلدار
تلاش کسلیے ہم اوسکو چار سو کرتے

کہو خیال مین کسکے اوداس ہو رعنا
کسی سے تم جو نہین آج گفتگو کرتے

طعنہ ہزار غیر ہمیشہ کیا کیے
الفت مین کام مین نے مگر بے ریا کیے

سب ہو گئے وہ طائر سدرہ کے ہم صفیر
صدقہ مین جو حضور نے طائر دعا کیے

فرقت کی رات وصل کی شب کا مزا ملا
پہرون خیال یار سے باتین کیا کیے

محشر تلک نہ چاک گریبان ہوا رفو
تار نظر سے لاکھ اوسے ہم سیا کیے

شام و سحر خیال رخ و زلف یار مین
ہم یاس اور امید مین مر کر جیا کیے

یارب خیال یار مین اپنا وصال ہو
ہم یہ دعا فراق مین تیرے کیا کیے

رعنا نے یون طریق محبت مین کی بسر
بوسے تمہارے نقش قدم کے لیا کیے

پیش منصوبے گئے اوس سے نہ کچھ تدبیر کی
کون سنتا ہے کرین کس سے گلے تقدیر کی

مبتلا اکثر رہے ہم نور مہر و ماہ پر
شکر ہوسے کیا کیا نہ روئے یار کی تنویر نے

یہ حرارت ہے کہ دوزخ کی اوڑائی ہین دھوئین
برق سی بڑھکر ہین شعلے نالۂ شبگیر کے

کافر گیسو ہین ہم کفران نعمت کیون کرین
مار کاکل کی پڑے منکر ہون گر تکفیر کے

ہے خم کاکل بلا دل پھنسکے بچتا ہے نہین
دام کے پھندے نہ یہ حلقے ہین کچھ زنجیر کے

کل شبستان تصور مین عجب دیکھا ہے خواب
شمع نے بوسے لیے یعنی لب گلگیر کے

جلد ہوگا شعر سے وصل محبوبی نصیب
ہمنشین معنی یہ ہین اس خواب کی تعبیر کے

مر گئے حسرت مین لاکھون کشتۂ تیغ نظر
دیکھے ہمنے جوہر ہای قاتل تری شمشیر کے

جان کردی ہے تمہاری زلف و ابرو پر نثار
قتل کے قابل نہ ہم لائق ہین دار و گیر کے

بت پرستی چھوڑ کی صورت پرستی اختیار
ہین خریدار اتبوای یوسف تری تصویر کے

خفتگان خاک چونک اوٹھین نہ رعنا کیطرح
شور ہین گور غریبان تک مری زنجیر کے

باشندے حقیقت مین ہین اک بقا کے
کچہ روز ون سے مہمان ہین اس دار فنا کے

دل خون ہو شب وصل بھی حسرت مین کیونکر
دیکھین نہ وہ خلوت مین بھی جب آنکھ اٹھا کے

تیر نظر و موے مژہ خنجر ابرو
اے ترک یہ سب پیاسے ہین خون شہدا کے

فرمائیے ہمسے تھی یہی شرط محبت
غرب آپ نے رسوا کیا غیر ون مین بلا کے

کوچے مین نہ آئی کوئی مین جان گیا ہون
فرماتی ہو ہمسے یہ رقیبون کو سنا کے

دل ہاتہ سے نکھو جاتا ہے کسطور سے زاہد
تو آپ ذرا دیکھ لے اوس کوچے مین جا کے

خاک در جانان ہے لباس تن عریان
عاشق تری محتاج نہین اور قبا کے

گر بندہ نوازی سے قدم رنجہ کرو تم
لین آنکھون سے ہم بوسے تمہارے کف پا کے

ہم سر کے بل آئینگے جو بلواؤ گے صاحب
گر ہو نہ یقین دیکھلو تم چاہو بلا کے

ہو سایۂ دیوار تمہارا جو میسر +
پھر کیا کرین فرمائیے سایہ کو ہما کے

دل کھول کے کر لیجیے ای حضرت دل سیر
ہم پھر کے نہ پھر آئینگے اس بزم سے جا کے

تن خاک مین ملجائے گا اک روز ہمارا
جی تن سے نکل جائیگا مانند ہوا کے

جو رند ہین آزاد ہین رعنا نہین پابند
تسبیح کے زنار کے اور ریب و ریا کے

تم ہو مجھسے ہزار مستغنی
دل نہین میرا یار مستغنی

دم تو بلبل اوسیکا بھرتی ہے
گل ہے گلچین ہزار مستغنی

کیون نہ اس غم سے دل مرا خون ہو
جب ہون سب غمگسار مستغنی

خاک کوے صنم کی چھانتی ہین
کیا ہون ہم خاکسار مستغنی

اب تو دونون جہان سے رعنا کو
کر دے پروردگار مستغنی

پئے سیر چمن آمادہ جو وہ سرو قامت ہے
ندامت سرو و گل کو بلبل و قمری کو حیرت ہے

نہین اب ضبط کا یارا یقیناً ترک الفت ہو
ہمیشہ جب سنو اغیار سے وہ گرم صحبت ہے

گھٹا چھائی ہے غم کی دل مین اشک آنکھون سے جھڑی ہے
مجھ وہ ابر نیسان ہے تو یہ باران رحمت ہے

جواب نامہ لکھوا کر نہ بھیجا جی سے لیلی نے
اسی سو قیس بیچارہ کو ہر دم جوش وحشت ہے

جگایا خفتگان خاک کو شہر خموشان مین
ہمارا نالہ پر شور بھی صور قیامت ہے

فسانہ میری وحشت کا سنا جب یار نے رعنا
لگا کہنے کسی شوریدہ سر کی یہ حکایت ہے

ڈوپٹا نہین اسے خوبرو آرا بسنتی
ہے جوڑہ ہی ساری کا سارا بسنتی

نہین کوئی ہاتھون مین چاندی کا چھلا
سنہرا ہے زیور تمہارا بسنتی

جڑاؤ ہے مکھراج کا اونکے سر پر
سنہری عجب چاند تارا بسنتی

ملا عطر فتنہ جو رعنا نے جاکر
تو غصہ سے جوڑا اوتارا بسنتی

گیا دل مفت ہاتھون سے مجھی رہ رہ کے یہ غم ہے
غضب کا ماجرا ہے اور قیامت کا یہ ماتم ہے

چمن کا رنگ ہے بگڑہ کر جو رنگ باغ رضوان سے
تباہی باغبان وہ آج کس گلرو کا مقدم ہے

مرا گریہ غم فرقت مین طوفان خیز ہے ایسا
سمندر سامنے جسکے بقدر اشک شبنم ہے

تمنائی در فردوس کیا ہو مجکو اے زاہد
در دولت سرائے یار کیا فردوس سے کم ہے

تعجب کچھ نہین اسکا جو بیجانون مین جان آئی
تری ٹھوکر نہین ہے معجز عیسی مریم ہے

خدا جانے کہ آفت آئیگی کس کس پہ اے رعنا
اوسی غیرون نے بھر کایا ہے ظالم کل سے برہم ہے

ترے ہاتھون سے ناحق خون بہا ہے
یہی کشتون کا قاتل خون بہا ہے

نہین خال سیہ چہرے پر اوسکے
یہ زنگی حافظ قرآن ہوا ہے

کمر بھی بحر آفت کی ہے اک موج
جو اوسکی ناف گرداب بلا ہے

چمن سے آئی ہے بوئے کباب آج
کسی بلبل کا شاید دل جلا ہے

فراق یار مین دن رات تڑپین
یہی بس اپنی قسمت مین لکھا ہے

نمک ہے زخم دل پر خندۂ یار
عجب لذت ہے اور طرفہ مزا ہے

کرون کیا وصف زلف و عارض یار
وہ ہے واللیل یہ شمس الضحی ہے

یہ دور آسمان دنیا مین تا زیست
دل دانا کو سنگ آسیا ہے

رخ و زلف صنم کو بھی دیکھین
دعا اپنی یہی صبح و مسا ہے

کہین ہاتھ آئے خاک کوے جانان
وہی رعنا کے حق مین کیمیا ہے

بے سبب کب دل جواب نامہ ہو مایوس ہے
بال مرغ نامہ بر شکل کف افسوس ہے

نقش خاطر ہو جو اوسکی روی گلگون کا خیال
اثر دام داغ سے دل شہپر طاؤس ہے

عالم بے اختیاری سی ہے از خود رفتگی
ناصحا مدت سی دل اوس شوخ سی مانوس ہے

ہو رطاقت کا یہ عالم اوس گلو کی صاف مین
رنگ پان مانند شمع پردۂ فانوس ہے

ہمسفر ہستی مین رہنا چاہیے یا در رکاب
آمد و رفت نفس گویا صدائی کوس ہے

کر دیا کافر ہی آخر اوس صنم کی عشق نے
دل مرا بتخانہ ہے نالہ مرا ناقوس ہے

ہمدم ہو کیا پوچھتے ہو عشق کا رعنا سی حال
دشمن ننگ و حیا و غیرت و ناموس ہے

لب پہ وقت نزع آہون کی شرارے رہ گئے
اشک حسرت آکی مژگان کی کنارے رہ گئے

صف مین کشتون کی ہم اک بسمل تمہارے رہ گئے
چل چکے تھی منزل ہستی سی بارے رہ گئے

بالا پن اوس طفل کا گذرا بڑی منت کی طوق
کان مین بالی نہین پر گوشوارے رہ گئی

شکر ہے کرنے نہ پایا شانہ اون زلفون مین غیر
چلتے چلتے ہی سر عشق پہ آرے رہ گئی

بزم خوبان اوسکی جانی سی ہے آنکھون مین سیاہ
ماہ کامل چھپ گیا باقی ستارے رہ گئے

پہونچے یاران عدم سب منزل مقصود پہ
ہم سر راہ عدم حسرت کی مارے رہ گئے

شہسوار عرصۂ دین کو خرامان دیکھکر
چوکڑی بھولے ہرن رم سی چکارے رہ گئے

اور ہی کشتی ہین گلدیون نواب کلیون مین گل
سادی سادی بالچا مونکی غزارے رہ گئے

آتش عشق اشک کے طوفان سے کب بجھی ہوئی
مرتو مرتو ایک دو باقی شرارے رہ گئے

دین و ایمان جان و دل رعنا نے سب لوٹ لیے
دیدۂ گریان مگر حسرت کی ماری رہ گئے

بتا تو مجکو کہ بیواسطہ خفا کیون ہے
یہ اختلاط مین اک کج ادا جفا کیون ہے

کسیکی نکہت کاکل اگر نہین لائی
معطر آج بتا باغبان صبا کیون ہے

تمام عمر گذاری ہے خاکساری مین
نہ پوچھ خاک کو کشتہ کے کیمیا کیون ہے

یہ تیرے مست کی دم سے تمام موجی ہے
نہین وہ صحبت مے مین تو غلغلہ کیون ہے

شب وصال مین کیا وجہ منہ چھپانے کی
جو ساتھ سوئے تو عاشق سے پھر حیا کیون ہے

جو ہمسری نہین کی تیری زلف مشکین سے
تو مشکنافہ ضم مور دخطا کیون ہے

جو عاشق بت پردہ نشین نہین رعنا
تو پھر زمانہ مین بدنام برملا کیون ہے

فصل گل آئی ہے ہر سو شور نوشانوش ہے
جوش گل ہے بادہ گلگون کا بڑھکر جوش ہے

عاشقون کی جیب و دامان چاک پھر ہونے لگے
پھر وہی وحشت ہے سودا ہے جنون کا جوش ہے

کل جو میخانہ مین جاکر اتفاقاً سیر کی
ہر طرف دیکھا کوئی بیخود کوئی بیہوش ہے

ہے کہین ساغر کہین شیشہ صراحی ہے کہین
خم تو ہے لبریز اور اوندھا سر پوش ہے

آتش خمخانہ بہر گرمے مستان ہے تیز
ہر سبو ہے مے سے پر اور مین عجب اک جوش ہے

ساقی و پیر مغان میخوار اور سب مغبچے
ہے ہر اک مخمور ہر سو شور نوشانوش ہے

راز کرتا ہون یہ اے غافل مین تجھپر آشکار
غور سے سن لے اگر تجکو ذرا بھی ہوش ہے

خانۂ دنیا تو میخانہ ہے اور غفلت شراب
نفس اک آرہ کا یہ پیر مغان ہمدوش ہے

آئیگی جب موت ہوجائینگے سب نشہ ہرن
ہوش مین اب بھی ذرا آجا اگر تجھ ہوش ہے

ورنہ اخر دیکھنا جب چشم عبرت وا ہوئی
گور مین حسرت ہے تو حسرت سے ہم آغوش ہے

کہدیا شب بند کرکے دیدۂ انجم فلک
عاشق اک پردہ نشین ہے آج ہم آغوش ہے

مار گیسو نے نہین دلکو ڈسا کرائے نظام

کسیلیے ایسا یہ بنجو دیجیے بیہوش ہے

لے قضا احسان تجھ پر کر چلے ہم ترے آنے سے پہلے مر چلے
کوچۂ جانان نہیں جانا ہے ضرور چاہے ہے اے سر پہ یا خنجر چلے
بس یہ ہے کوئے بتاں کی سرگذشت سر پہ میرے سیکڑوں پتھر چلے
کوئے جانان کا نہ پایا کچھ نشاں خضر کی ہمراہ ہم دن بھر چلے
سیر نیرنگِ جہاں کیا خاک کی شش جہت میں آ کے ہم شش در چلے
پائی تیرے در پہ آ کر زندگی اور سیحا کھا کے ہم ٹھوکر چلے
نور سے عالم منور ہو گیا جب سوئے معراج پیغمبر چلے
دیکھیے دیکھیں گے کیا روزِ جزا یاں نہ سر آئے وہاں باسر چلے
سیکشو لازم ہے قصدِ کشتی پھر بہار آئی چلو ساغر چلے
ہو خزاں کیونکر نہ گلشن کی بہار جب یہاں بعد صبا صرصر چلے
بزم سے جاتے ہو دزدیدہ نظر نیم بسمل کر چلے کیا کر چلے
قول واعظ نے نہ کچھ تاثیر کی کشتۂ کاکل پہ کب نشتر چلے
خون تری ترچھی نگاہوں نے کیا لاکھ خنجر ایک کشتہ پر چلے
فرش پر ہے یوں خرامانِ رشکِ ماہ عرش پر جیسے کوئی اختر چلے
دیکھ کر بلقیس زہرہ ٹوٹ جائے ناز سے گر وہ پری پیکر چلے
کب ہوئی سودائے مژگاں سے شفا نشتروں پر سیکڑوں نشتر چلے
طے نہ ہو ہرگز رہ ظلماتِ زلف دل مرا گو بنکے اسکندر چلے

دیکھنا ہمراہ ہوئے گا نظام
سوئے رب جب شافعِ محشر چلے

دارِ کعبہ اگر وہ بت پرفن ہو جائے شیخ بھی چھوڑ کے اسلام برہمن ہو جائے
کار شمشیر کرے جنبشِ ابروئے صنم دل میں تیرِ نگہِ ناز سے روزن ہو جائے
مسی مالیدہ دہن غنچہ سوسن ہے اگر ہنس پڑیں آپ تو گل غنچہ سوسن ہو جائے

حسرت خلد برین ہے نہ تمنای ارم
کوچۂ یار مین یارب کہین مسکن ہو جاے

دل مین بھڑکی ہوئی ہے آتش غم ڈر تا ہون
بعد مرنے کے نہ آتشکدہ مدفن ہو جاے

ایک لٹ بالون کی لٹکا کے جو دید و جنبش
حق مین عشاق کی اوڑقی ہوئی ناگن ہو جاے

تیغ ہاتھون سے سنبھالی نہین جاتی ہے اگر
حکم دیجے تو سلامی ابھی گردن ہو جاے

ہو خزان فصل بہاری سے مبدل یارب
شاخ گل پر کہین بلبل کا نشیمن ہو جاے

دھل کی شب بھی نہ کل آئی دل رعنا کو
ڈر یہی تھا نہ خضاوہ بت پرفن ہو جاے

جب رونے پہ آنکھ آگئی ہے
طوفان ہی نیا اوٹھا گئی ہے

دل مین نہین غیر کا گمان بھی
وحدت ہمہ تن سما گئی ہے

الفت تری کارساز عالم
گھر دل مین مرے بنا گئی ہے

یاد آب رواں کی محرمون کی
ہمچشمون مین کیا رولا گئی ہے

مشکل سے کٹی ہے ہجر کی شب
سر سے مرے اک بلا گئی ہے

خمدار وہ کاکل پریشان
جنجال مین جی پھنسا گئی ہے

رعنا ہے لحد مین اس سے بے چین
خلوت تری یاد آگئی ہے

شود واعقدۂ آن زلف چون عنبر اگر نیمے
بجان عاشق شیدا رسد زافی اثر نیمے

صبا چون کاکلش افگند بر رویش پہ پہلوی
بچشم خویشتن دیدیم شب نیمے سحر نیمے

نہم در خانہ دل در کوی جانان راہ پیماشد
عجب در حیرتم در خانہ نیمے در سفر نیمے

گہی ہر صبح میکوشی و گاہی جنگ میجوئی
یقینم شد دلت موم ست نیمے و حجر نیمے

بریز از شیشہ اندر جام مینا تا خط پیمانہ
مرا از نیم مخموریت ساقی درد سر نیمے

ز سوز مدعا و بحر عشق زہرہ شد آب دلم نوشم
ز راہ دیدہ آمد لعل نیمے و گہر نیمے

بلب خندہ بابرو غصہ شب در بزم میدیدم
بہ رعنا مینمودی آشتے نیمے و شر نیمے

نکلی نہ دل سے حسرت نخچیر رہ گئی
قاتل سے وقت ذبح جو تکبیر رہ گئی

مطلب کی بات منہ سے نہ نکلی شب وصال
کھل کر مری زبان دم تقریر رہ گئی

تقریر کیسی ہوتا ہے کب اوسکا سامنا
اب گاہ گاہ دور سے تحریر رہ گئی

دیکھا کبھی نہ ابروے خمدار یار کو
بالائے طاق آہ کی تاثیر رہ گئی

فردوس مین جو سنتے ہین اوس پیکر کا وصف
خاموش ہور صورت تصویر رہ گئی

گھبرا گیا مین بارکی یہ رعب حسن سے
مطلب کی بات ہی دم تقریر رہ گئی

پرواز کر گیا تفس تن سے مرغ جان
خالی ہمارے پاؤن مین زنجیر رہ گئی

رکھتی ہی پاؤن عشق کی منزل مین کیا تہ سی
شرم و حیا و عزت و توقیر رہ گئی

آیا زبان پہ شکوۂ قاتل نہ وقت ذبح
صد شکر آبروے تہ شمشیر رہ گئی

اک عمر کی جہان مین سیر جہان مگر
رعنا کو حسرت در شبیر رہ گئی

دام کاکل سے رہائی ہو چکی
ہو چکی عقدہ کشائی ہو چکی

اے بتو ہے راست یہ میرا سخن
ترک تم سے کج ادائی ہو چکی

جب دل گم گشتہ ٹھہرا رہنما
کوے جانان تک رسائی ہو چکی

لیکے دین و دل یہ بندہ پروری
اے بتو تم سے خدائی ہو چکی

گر زوے وصل مین پایا وصال
حشر تک رعنا جدائی ہو چکی

مسیحا تجکو درد عشق کو تیری دوا سمجھو
تری خاک قدم کو ایضم خاک شفا سمجھو

ہمین تم بے وفا اغیار کو تم باوفا سمجھو
سمجھ پر آفرین ہو آپکی سمجھے تو کیا سمجھے

تمہارے غم کو شادی جانتی ہین یہ کو راحت
شہید ناز کوچے کو تمہاری کربلا سمجھے

جفا سے باز آ غمسے لبون پہ جان آئی ہی
اری او نا سمجھ اب بھی سمجھ کچھ سے خدا سمجھے

ہوئی گر جان صدقے عاشقون کی تیری صدقے ہی
تغافل کیش کیا پروا تجھے تیری بلا سمجھے

فراق یار مین اوقات کاٹی اس مصیبت سے
دنون کو روز محشر رات کو کالی بلا سمجھے

خیال گلبدن مین سیر گلشن کی جو اے بلبل
تو عارض گل کو اور سنبل کو ہم زلف رسا سمجھ

طریق عشق مین ایمان جانا کفر کو سمجھے
مکان اوس بت کا قبلہ نقش پا قبلہ نما سمجھے

رخ و زلف صنم سمجھو نظر آئی جو اے رعنا
اسی واللیل سمجھے اور اوسی بدرالدجی سمجھے

کبھی سوگئے مدینے گئے کربلا گئے
اک مغفرت کے واسطے ہم جابجا گئے

رہوار تھا براق ملک تھے جلو مین سات
اس شان سے فلک پہ رسول خدا گئے

نکلا دہان زخم سے کب حرف مدعا
کب روبرو مسیح کے بہر دوا گئے

سینہ سپر مدام رہے وقت امتحان
خنجر سے پوچھ لو نہ کبھی دم چرا گئے

آیا جو نازکی سے عرق تجکو وقت ذبح
خجلت سے ہم پسینے مین قاتل نہا گئے

دنیا مین آپ آئے تھے کیا لیکے اپنے ساتھ
اور کیجیے یان سے حضرت دل لیکے کیا گئے

آئے تھے مثل باد بہاری کے ہمصفیر
باغ جہان سے دم مین برنگ صبا گئے

پھر کے بس آشیانہ مین پرہام یار تک
اوڑ کر نہ مثل طائر قبلہ نما گئے

رعنا سر اے دھر سے شکر خدا کرو
ایمان کے ساتھ تم سوے دارالبقا گئے

دل کسی سے لگے خدا نکرے
کہین وہ مبتلا نکرے

کب وہ عاشق ہے جو وفا نکرے
کب ہے معشوق جو جفا نکرے

خضر اللہ موت دے لیکن
بحر الفت کا آشنا نکرے

یہ رقیبون کی ہے سخن سازی
بے وفا آپ ہون خدا نکرے

عشق ممکن ہے جو نہو اکسیر
خاک عاشق کو کیمیا نکرے

خاک خاک شفا ہو جس مرگ
کیون یہ دل قصد کربلا نکرے

آج آیا نہین وہ غیرت گل
باغبان سنہ ادھر صبا نکرے

تیرے خلخال پا کا نکلا ہے
شور محشر کہین بپا نکرے

موت آجائے تو غنیمت ہے
پر صنم سے خدا جدا نکرے

کہتے ہیں عیسے سے ہو چکی صحت — مرضِ عشق کی دوا نکلے
شیخ کو گر نصیب ہو دیدار — رخ سوے خانۂ خدا نکلے
خونِ عشاق ہے وہ ہوتا ہے — کام زنہار جو حنا نکلے

خون بہایا ہے کتنے رعنا کا
کیوں وہ دعوائے خوبہا نکلے

از دل شدگان حجاب تا کے — رخسار تہ نقاب تا کے
ساقی صبح ست خواب تا کے — مے دہ ترکِ ثواب تا کے
توبہ ز شراب ناب تا کے — این نقش بروے آب تا کے
ساقی برخیز و جام مے دہ — در موسمِ گل حجاب تا کے
در شیشہ ز چشمِ شوق رندان — اے دختر رز حجاب تا کے
مغرورِ جمال و حسن تا چند — نادان عہدِ شباب تا کے
نازی بحیات چند نادان — آخر نفسِ حیات تا کے
دادی بر باد دین و ایمان — اے دل دگر اضطراب تا کے
او گفت شبِ وصال با من — این بوسۂ بے حساب تا کے
آخر نوبت رسد بلطفش — خوش باش دلا عتاب تا کے
از آتشِ ہجر جان و تن سوخت — بر سوختگان عذاب تا کے
ناصح من و ترکِ عشق توبہ — این وہم و خیال و خواب تا کے
پیرانہ سری دگر باین ریش — اے مرد خدا خضاب تا کے
از دیدہ نقابِ شرم بردار — در وصل آخر حجاب تا کے
بر من نظرے فگن خدارا — اے نرگس مست خواب تا کے
وقت ست در آ بباغ خندان — در موسمِ گل حجاب تا کے

رعنا رہ یار گیر و بنشین
آخر خانہ خراب تا کے

حنا چھوڑو کرو عادت وفا کی
تو آخر خدائی ہے خدا کی

نہ شکوہ جور کا نے رحم کا شکر
مری عادت ہے تسلیم و رضا کی

لکھے شعرون مین کیا کیا وصف گیسو
ہمارے بھی طبیعت ہے بلا کی

نہ آئی صورت جانان شب ہجر
بہت کین منتین ہمنے قضا کی

نہ آنا تھا نہ آیا ہے وہ آخر
ہزار اوس سنگدل سے التجا کی

نہین بیوجہ کافر اہل اسلام
تو اک شان ہے تم مین خدا کی

مری جلتی ہوئی گر استخوان کھاؤ
ابھی منقار جلجائے ہما کی

بہار گل مبارک ہو عنادل
چمن مین آمد آمد ہے صبا کی

نشان ملتا نہین دیر و حرم مین
تلاش یار ہمنے جا بجا کی

پھنسایا طائر روح روان کو
رسائی دیکھنا زلف رسا کی

کلاہ و تاج مین ہے نام کا فرق
حقیقت ایک ہے شاہ و گدا کی

خدا را ہو چکی آخر شب وصل
کہا مانو بہت ابتو حیا کی

اوڑائی خاک تک میری پس مرگ
خدا ترسی نہ کافر نے ذرا کی

ترے آنے سے جان آئی مری جان
مین مر کر جی اوٹھا قدرت خدا کی

مسلمان رام ہو جائین بتون کے
خدائی بت کرین قدرت خدا کی

کھلے بندون وہ سوتی ہین شب وصل
اب اونکے دل مین جذب دل زبا کی

حسینون مین ہے گھر گھر شور کہرام
مقرر آج رعنا نے قضا کی

زانو سے میرے آپ نہ سر کو اوٹھائیے
فتنہ ہے مست خواب اسکو جگائیے

تربت پہ میرے مار شبینہ چڑھائیے
جسدن مرے مزار پہ تشریف لائیے

جان لب پہ آگئی ہے غم انتظار مین
اب جلد آپ خیر سے تشریف لائیے

ہمراہ غیر جاتے ہین سیر چمن کو آپ
تازہ نہ ہو اس بہار مین کچھ گل کھلائیے

شرما کے بولے رات وہ مجھسے کیا
گندی حکایتون کو زبان پر نہ لائیے

بسمل تڑپ رہے ہین سر راہ دیکھیے
دامن اٹھا کے آپ ذرا بچ کے جائیے

گر دل نشین ہو بندہ نشینی تو میری جان
گھر آپ کا ہے شوق سے دل مین در آئیے

صید افگنی کا شوق ہے تو دام زلف مین
عاشق کے مرغ روح روان کو پھنسائیے

آخر تو درد عشق سے جاتی رہیگی جان
کیون ایک دم کو منت عیسے اٹھائیے

لیجے حساب روز جزا ظلم و جور کا
جی چاہتا ہے اونکو تماشا دکھائیے

دنیا مین کوئی عشق سے بدتر نہین ہے چیز
دل اپنا مفت دیجیے پھر جی سے جائیے

بے شربت وصال ہے دشوار زندگی
دل کی لگی کو آپ ہی آکر بجھائیے

سرد ہی ہے برف مہتی ہے اور سرد دہر سے
جی چاہتا ہے وصل کا نقشہ جمائیے

باران اشک دیکھیے تھم جائیگا ابھی
بجلی کی طرح آپ ذرا مسکرائیے

تیغ نگہ نے کام ہی آخر کیا تمام
قاتل تری صفائی کے قربان جائیے

اعجاز عیسوی کا بھی ہو جائے امتحان
کشتے کو آپ ناز سے ٹھوکر لگائیے

منظور محو ذات جو ہونا ہے تو نظام
دل سے ذرا حجاب دوئی کا اٹھائیے

ہم خون دل کو پیتے ہین بدلے شراب کے
لخت جگر سے لطف اٹھاتے کباب کے

مثل حباب ہستی ہے موہوم بے ثبات
بحر جہان مین نقش ہین ہم روے آب کے

برہم مزاج یار ہے تیور بدل گئے
سامان نظر کچھ آتی ہین اب انقلاب کے

افلاک پر چمکتے ہین تارے جو اسقدر
ذرے ہین سب یہ خاک در بوتراب کے

کچھ لائے تھے نہ لیچلے آخر کچھ اپنے ساتھ
محشر مین دسوے ہین ہمکو حساب کے

پیاسے ہوے جو رند پلائی سبیل مے
پیر مغان نے کام کیے ہین ثواب کے

قطع امید نامۂ سفاک ہو گئی
بھیجا ہے نامہ بر کا جواب کے

ہے لذت وصال کا فتراک واسطہ
بخیہ بوسے لیتے ہین جھک کر رکاب کے

کرتے نہین وہ بات تلک بھی شب وصال
انداز کچھ نرالے ہین شرم و حجاب کے

جلتا رہا ہون آتش فرقت مین شعلہ رو
صدمے نہین اٹھائے ہین صد عذاب کے

رعنا خدا کے سامنے کہدینگے ہم تو صاف
بندہ ہین بارگاہ رسالت مآب کے

فرقت مین مری آکے دلآزار خبر لے ہون سخت مصیبت مین گرفتار خبر لے
دے شربت دیدار مجھی آکے مسیحا ہون نرگس بیمار کا بیمار خبر لے
کس قہر سے کاٹے ہین تری ہجر مین دن رات دکھلاکے رخ وزلف کا دیدار خبر لے
اغیار سے سُن سُنکی تری گر مے صحبت جی جلتا ہی ای غیرت گلزار خبر لے
دکھلا دے مجھے خواب مین اوس ماہ کی صورت بیچین ہون اے طالع بیدار خبر لے

مشکل کا ہی وقت کہ ہے نزع مین رعنا یا شیر خدا کل کے مددگار خبر لے

دوش پر نعش لیے صاحب ماتم آئے کوچہ یار مین اس دھوم سے کل ہم آئے
عیسی وقت ہو کہدو لب جان بخش سے تم کہ تن عاشق بیجان مین کہین دم آئے
وارد میکدہ وہ مست ہی تسلیم ہے فرض کہدو شیشے سے کہ گردن کی خم آئے
دل مین کسطرح نہ سمجھین اسے ماتم خانہ آکے دنیا مین تو بادیدہ پرنم آئے
بیکسی نے مری تربت پہ عزاداری کی قیس و فرہاد موے پرسے ماتم آئے

کشتہ رعنا تھا ترا دم مین نہ آیا آخر
گو جلانے کے لیے عیسی مریم آئے

ہر دم یہ دعا مانگتے رہتے ہین خدا سے اللہ بچائے شب فرقت کی بلا سے
مر کر بھی پھرا مین نہ کبھی راہ وفا سے باز آئے نہ تم رہگذر جور و جفا سے
بیمار محبت ہون بچون گا نہ دوا سے چارہ نہین اب مجکو کسیطرح قضا سے
او لجھے سحر وصل جو اوس زلف رسا سے کیا کیا نہوا دست و گریبان مین صبا سے
چلمن جو اوٹھائی بھی تو کس شرم وحیا سے دکھلا دیا جلوہ مجھے سو ناز و ادا سے
لاتا ہے بلا راہ مین پر یہ دو راہہ او لجھے دل دشمن بھی نہ گیسوی دوتا سے
بگڑے ہوے ہین خانہ خرابی کی لج بیوجہ مجھے وہ نظر آتے ہین خفا سے
رکھتے نہین ہم [illegible] کی پروا ہین شربت دیدار کی اک عمر سے پیاسے

وصلت کا ہین شکر نہ فرقت کی شکایت
تابع ہین تری کام ہے تسلیم و رضا سے

جیتے فلک اور بعد فنا ارض نے پیا
دو دن بھی تو مہلت نہ ملی ارض و سما سے

اللہ رے یہ گرمی فرط محبت
بگڑا جو وہ بت مجھسے تو بگڑا ہین خدا سے

آنکھون مین عذابون سے گذاری ہے مشکل
تھی ہجر کے شب ہجر صنم روز جزا سے

تو گرم عنان شوق سے ہو ای بت طناز
پامال ہون عشاق کہ دل تیری بلا سے

اوس شوخ کی آنکھون پہ بشر کیون نہون عاشق
مشتاق چلی آتی ہین آہو بھی خطا سے

وہ یکسی خوش رو کا ہین جذب محبت
بیوجہ نہین آئے ہین ہم ملک بقا سے

جب حشر مین محبوب نے دکھلایا ہے جلوہ
کیا رشک نظام آیا ہے محشر مین خدا سے

مرا تکیہ ہے ست سفا کی شریر ی آفت جانے
جفا جو تند خو غمار تگر دینے وایا نے

خود آرائے پریرو ے حسینی نرم افروزے
چراغ خانۂ دلخستگان شمع شبستانے

بلیغے شاعرے شیرین بیانی طرفہ لسانے
فصیحے نکتہ سنجے نغز گفتاری سخندانے

لبش شاخ نباتی یا عسل یا لعل نوشینے
شکر خندے مکرر نیشکر یا شکر افشانے

بتے ناآشنا وعدہ فراموشی وعیارے
خود آرا خود پسندی بیوفائی سست پیمانے

مہے نازک مزاجی شوخ و شنگی عربدہ جوئے
شریرے زود رنجی ناز نینے آفت جانے

کبھی عاشق کبھی خونخوار خلقے تشنہ خونے
کبھی عیسے دمی جان جہانے راحت جانے

کبھی در صحن صورت مثل باد صبح پیدائے
کبھی در روضۂ معنی جو بوئے در غنچہ پنہانے

کبھی تسکین تبسم در لب لعل پریرویان
کبھی بر چہرۂ عاشق برنگ اشک غلطانی

کبھی مرغ گرم نازلن ترانیہائے موسیٰ
کبھی دل دادہ و شیدا ہر فخر جن و انسانی

چو باشم در عدم آن بی نشان اندر وجود آید
شوم گر از عدم موجود گر دد بار پنہانے

چہ پرسی ہمنشین در عشق او حال من مسکین
چو قیس آوارہ و سرگشتہ دشت و بیابانے

ز حیرت مشتہری بی اختیاری سخت مجبوری
ز عصیان نادمی خجلت کشی سر در گریبانے

گدائی بینوائے بیکسے آزادہ و مسکینے
غریبے خانمان آوارہ بے ساز و سامانے

بمحشر شافع امت اگر سرگرم ناز آید
رسد در حضرت او مغفرت ناخواندہ مہمانے

چو رعنا کس نگشتہ در تلاش شوخ ہرجائی
بدشت غربت واندوہ حیرانے پریشانے

اوس نازنین مین عشوہ ہی ناز و ادا بھی ہے
انداز بھی ہے غمزہ بھی شرم و حیا بھی ہے

آب روان ہی سبزہ ہی گل بھی بہار بھی
ساقی ہے یار بادہ ہے بادِ صبا بھی ہے

ڈھاتی ہو میر کعبۂ دل کو عبث عبث
اوسمین دل تو تمہین خوفِ خدا بھی ہے

ایمان بھی جان بھی کھو چکی ناموس و ننگ بھی
اے دل بتا تو عشق کی کچھ انتہا بھی ہے

جائے نجات پوچھتے ہین آپ مجھسے کیا
کعبہ بھی ہے مدینہ بھی ہی کربلا بھی ہے

دم ہے لبون پہ ہجر مین رعنا کا ہمدمو
دم دیتے ہین مسیح کہ چشم شفا بھی ہے

تشریف عیادت کو مری وہ نہین لاتے
بیمار کے بالین پہ مسیحا نہین آتے

بچتی گلِ آدم سے اگر خاک ذرا بھی
ہم مست اوسے گوندہ کے پیمانہ بناتے

ہے جذبۂ شوقِ مے و معشوق وگرنہ
جنت کو موے پر بھی کبھی شیخ نجاتے

مہ چادر مہتاب مین منہ اپنا چھپاتا
پردیسے اگر روی منور وہ دکھاتے

پیغام صبا لاتی اگر آمد گل کا
شادی سے عنا دل کبھی پھولے نہ سماتے

محشر مین اگر سامنا اوس شوخ سے ہوتا
تو جور کا رعنا اوسے کچھ لطف دلکاتے

کل شب جو بزم غیر مین وہ جلوہ گر رہے
جیتے تھے پر خواب مین ہم تا سحر رہے

پہلو مین میرے رات جو وہ رات بھر رہے
بیدار کیسے بخت مرے تا سحر رہے

جب تک کہ تیغ یار کی زیب کمر رہے
اے دل تجھے بھی چاہیے سینہ سپر رہے

ہر حالیون کے عشق نے کیا کیا کیا ذلیل
رسوا رہے خراب رہے دربدر رہے

افسوس ہو کے منجمہ صادق کے امتی
اس عمر مستعار مین ہم بے خبر رہے

کاٹی ہے اک عذاب سے شب فرقت آج
کل انتظار یار مین ہم تا سحر رہے

اعجاز سے جیا کوئی حسرت سے مر گیا
کیا کیا نہ کوئے یار مین کل شور و شر رہے

کسطرح جاے طائر جان کوے یار تک
جب ضعف سے نہ قابل پرواز پر رہے

باغ جہان مین اب کی کچھ ایسی ہوا چلی
گل کیسے نام کو بھی نہ باقی شجر رہے

یہ حسن اتفاق بھی ہوگا کبھی نصیب
سینہ پہ اونکے ہاتھ ہو زانو پہ سر رہے

کاٹون گا انتظار مین روز قیام بھی
ایفاے عہد آپ کو مد نظر رہے

کس منہ سے لاے منہ پہ سوال وصال یار
جسکو نہ رعب حسن سے اپنی خبر رہے

اوس شمع رو کی یاد مین روتا ہون تا سحر
دامن نہ کس طرح صفت شمع تر رہے

شاید وہ زلف و رخ نظر آجائین خواب مین
رعنا اسی خیال مین شام و سحر رہے

جہان مین کب کوئی تمسا حسین ہے
ہلال ابرو مہ تابان جبین ہے

ترے کوچے کی جو امی بت زمین ہے
خدا کی شان ہے عرش برین ہے

علی وہ باب شہر علم دین ہے
کہ دربان جسکا جبریل امین ہے

پڑا ہون مین یہان اور دل وہین ہے
الٰہی مین کہین ہون وہ کہین ہے

ترے کشتے کی اللہ رے خموشی
دہان زخم تک گویا نہین ہے

سلیمان مین بھی اپنے وقت کا ہون
پریرو آپ سا زیر نگین ہے

بدن پر بار ہے پھولون کا سایہ
مرا محبوب ایسا نازنین ہے

نجا کوچے مین اوسکے دیکھ زاہد
وہ کافر رہزن ایمان و دین ہے

مٹائین گے لکھا تقدیر بد کا
در جانان ہے اور اپنی جبین ہے

حقیقت خاک الفت کی بتائین
نہین جسکا فلک یہ وہ زمین ہے

رخ روشن پہ خال اور زلف مین چین
یہ ملک ہند وہ اقلیم چین ہے

عبث کھاتے ہو قسمین دیکھ لین گے
ہمین صاحب کہ آنے کا یقین ہے

سنبھلکر اوسکے گیسو کو لگا ہاتھ
یہ کافر دیکھ مارا آستین ہے

اوگے جب قبر عاشق سے تو نرگس
یہ مردم خیز ایسی سرزمین ہے

نہیں تڑپا تہ خنجر دم قتل ۔۔۔ دلا صد آفرین صد آفرین ہے
جہاں کے حق میں ہو خانہ برانداز ۔۔۔ عجب ہے آپ وہ خانہ نشین ہے

رعنا نے وصف خال جاناں
مقرر ایک ہی وہ نکتہ چین ہے

شان نزول زلف گرہگیر چاہیے ۔۔۔ فرقان روے یار کی تفسیر چاہیے
پھانسی کا جرم بوسہ کاکل میں دو نہ حکم ۔۔۔ میرے گلے میں زلف گرہگیر چاہیے
اے ہمصفیر ہیں شنوا گوش گل مگر ۔۔۔ نالہ میں عندلیب کے تاثیر چاہیے
کیونکر بڑھاؤں ربط نہ دربان یار سے ۔۔۔ آخر کوئی تو ملنے کی تدبیر چاہیے
کوشش سے ایکدن بھی میسر ہوا نہ وصل ۔۔۔ تدبیر محض ہیچ ہے تقدیر چاہیے
دل نے مہم کاکل پرچین کو سر کیا ۔۔۔ ملک تتار میں مجھے جاگیر چاہیے

رعنا نے جان دی ہے تصور میں یار کی
کنج لحد میں بھی وہی تصویر چاہیے

پیدا ہے ہر لچک بار جو موباف زری ہے ۔۔۔ اور شوخ میں یہ عالم بانک کمری ہے
ساغر میں چھلکتی ہے شراب اسکے ساقی ۔۔۔ شوخی میں وہ ڈوبی ہو شرارت میں بھری ہو
چلنے میں چھلاوا ہے تو تسخیر میں جادو ۔۔۔ یہ مرد بک چشم ہے یہ لے کہ پری ہے
اک جلوہ دکھا جاتی ہے پھر کر نہیں آتی ۔۔۔ ثابت نہیں سایہ ہو جوانی کہ پری ہے
خلقت میں ہر اک چیز کو بھی فرد ہو پایا ۔۔۔ خلاق اسیواسطے شرکت سے بری ہے
دل دادہ اون آنکھوں پہ غزالان حرم ہیں ۔۔۔ رفتار سے پامال اگر کبک دری ہے
کیا چھائی ہے فرط قلق ہجر میں حیرت ۔۔۔ لب پر نہ تو نالہ ہے نہ آنکھوں میں تری ہے
ہر چند ہو وہ چشم سیہ صورت آہو ۔۔۔ چیتے کی طرح صید پہ سفاک جری ہے
جھیلو کیا صبر ترے ہجر میں لیکن ۔۔۔ اک سل ہے کہ بارے سر سینہ دھری ہے
سر جوش میں پھر خم سے نکالے ہے حریفا ۔۔۔ کیا دختر رز کو بھی سر پردہ دری ہے
درماندہ ہیں سب مرد گمان ہم و خیالات ۔۔۔ بے شبہ تعین سے تری ذات بری ہے

رخصت نہیں گر باد بہاری کی چمن سے
پُر درد نہ کیوں نالۂ مرغِ سحری ہے

رہتی ہے موئے پر بھی مجھے یاد تمہاری
ہر چند ز خود رفتگی و بے خبری ہے

دل سے مرے پوچھے کوئی حال نظر یار
آنے میں وہ بجلی ہے تو جانے میں پری ہے

دیکھی نہیں بجلی میں بھی ہمنے یہ شرارت
کیا کوٹ کے شوخی تری رگ رگ میں بھری ہے

روز سیہ ہجر و شب روشن وصلت
نیرنگیٔ دورِ فلک نیلوفری ہے

کٹ جاتی ہے جو عمر دوان چشم زدن میں
معلوم ہوا یہ بھی چراغ سحری ہے

اوس زلف سیہ میں شب یلدا کا ہے عالم
رخسار میں اک جلوۂ نور سحری ہے

آمادہ ہے وہ قتل پہ تولے ہوئے تلوار
ہشیار دلا موقع سینہ سپری ہے

کچھ آپ سے تڑپا نہیں رعنا تہ خنجر
مجبور ہے بندہ ہے خطائے بشری ہے

دل جہاں جائے وہاں اندوہ و حرماں ساتھ ہے
آنکھ پڑ جائے جہاں واں اشک باراں ساتھ ہے

ہر جگہ دل میں خیال شاہ خوباں ساتھ ہے
جسطرف یہ سر جاتا ہے سلیماں ساتھ ہے

دل میں ہے اب بھی خیال گیسوئے پیچان یار
گو کہ ہوں آزاد پر زنجیر زنداں ساتھ ہے

نرگس شہلا دے کے کیونکر نہ میری خاک سے
مر گیا ہوں پر خیال چشم فتاں ساتھ ہے

پاؤں کا چکر ہوا یارب یہ دور آسمان
مر گئے پر گردش گردون گردان ساتھ ہے

خار صحرا ہے اگر سوزن تو رشتہ آہ دل
قیس سے لے چاک دل سب کچھ تو ساماں ساتھ ہے

گلرخوں کی عشق میں گل کھائی ہیں ہے عندلیب
میری پہلو میں کہاں ہے دل گلستاں ساتھ ہے

واہ ری جذب محبت خوب دکھلایا اثر
وہ مرے لاشے کے تا گور غریباں ساتھ ہے

آمد فصل بہاری کی چمن میں دھوم ہے
باغبان آتا ہے اور مرغ غزلخواں ساتھ ہے

کوچۂ محبوب ہے مرسلی نہیں یہ کوہ طور
حاجت مشعل نہیں یاں داغ سوزاں ساتھ ہے

عاشق بیتاب کی اللہ ری بے صبریاں
وقف حسرت ہے زلیخا ماہ کنعاں ساتھ ہے

واہ ری قسمت جو سون تو بات بھی کرتے نہیں
گر نہوں کہتے ہیں مردان غیاں ساتھ ہے

لاشۂ رعنا کی ہے ہمراہ بس اک بیکسی

دردِ دریا بیچارہ تا گورِ غریباں ساتھ ہے

رکا ہو خنجر قاتل مجھے خیال یہ ہے
ترپ گیا ہون دمِ ذبح انفعال یہ ہے

لبون پہ جان ہی اکدم کا اور مہمان ہے
مریضِ عشق و محبت کا تیرے حال یہ ہے

اوڑا ے طائرِ رنگِ رخِ پریدیان
حضور صلے آپ کا جمال یہ ہے

عیان ہے سینہ محبوب سی عروجِ شباب
پھل آیا نخل مین اس حسن کا کمال یہ ہے

رہا نہ نام کو اغیار کا نشان باقی
دلا بس آہ رسا کا مرے وبال یہ ہے

نہ آیا رات مجھے اسکا غم نہین رعنا
گیا وہ غیر کے گھر پر فقط ملال یہ ہے

اوڑا یا تند باد جو صرصر نے گلستان سے
بگولا نبکلی خاک میری کوی جانان سے

نہ ممکن ترک الفت ہی نہ صحبت ہی برابر اوس سے
ہوئی جنجال جی کی دوستی محبوب نادان سے

بھلا پارہ کہین ہوتا سنا ہی آگ پر قائم
برائے صحبتِ عشاق کیونکر شعلہ رویان سے

بہت چاہا بنایا اوس لبِ جانبخش کا بوسہ
پھر اتشنہ سکندر کیطرح مین آبِ حیوان سے

پڑے ہین آبلے تلوون مین لیلی مین وہ مجنون ہون
نہین کھٹکا رہِ حج مین مجھے خارِ مغیلان سے

دلِ سودا زدہ کو سر بسر تسکین خاطر ہو
اوڑا لائی صبا نکہت اگر اوس زلفِ پیچان سے

مری اوس یوسفِ ثانی کا اک عالم کو سودا ہے
خریداری کو جسکے لاکھہ یوسف آئین کنعان سے

مگر رخاطرِ نازک نہوتا خاکسارون سے
ذرا دامن اوٹھا کر جایئو گورِ غریبان سے

نصیبِ دشمنان دشمن ہوی ہمنام رعنا تک
ہوا اغیار کو یہ رشک مرزا ملیخان سے

چل منزلِ فنا سے کہ وقفہ قلیل ہے
آمد شدِ نفس مین صدائے رحیل ہے

روشن ہی صان آتشِ لالہ سے باغبان
گلزار دہر روکشِ باغِ خلیل ہے

جو چیز ہے جہان مین وہ بیمثال ہے
ہر فرد خلق وحدتِ حق پر دلیل ہے

تدبیر کارگر نہین ہوتی وصال کی
دشمن مزاج یار مین بیحد دخیل ہے

شاید وہ آج بیٹھے ہین آغوشِ غیر مین
سینے مین اضطراب دلِ بیقرار دلیل ہے

صد شکر اونکے دیدۂ مردم شناس مین
رعنا کا اعتبار ہے دشمن دلیل ہے

لہو سے دامن قاتل جو آج لال ہوے
شہید ناز کو کیا کیا نہ انفعال ہوے

گلے زبان پہ آئے بہت ملال ہوے
جو ہجر مین تھی وہ صدی شب وصال ہوے

ہوا زوال اگر صاحب کمال ہوے
بلند مرتبہ ہم صورت ہلال ہوے

شباب یار نے پائی نمود سینہ سے
بہار باغ مین آئی شجر نہال ہوے

رقیب سفلہ کرین عیش ایک ہم پیدا
الم کے واسطے ای رب ذوالجلال ہوے

سمند ناز کی جولانیون نے ڈھایا ظلم
ہزار ہا دل عشاق پایمال ہوے

شب وصال نہ شانی نے اونکو فرصت دی
یہ کیسے کیسوی جانان مجھی وبال ہوے

نہ آیا وعدہ فراموش کیا کہون رعنا
کہ انتظار مین کیا کیا مجھے خیال ہوے

مجھے جسدم خیال جلوۂ جانانہ آتا ہے
تو یاد ای دل کلیم و طور کا افسانہ آتا ہے

خود آرائی شب وصلت بال جان عاشق ہے
سحر کردیتے ہین وہ ہاتھ مین جب شانہ آتا ہے

فراق یار مین اسدرجہ دلکو بیقراری ہے
مری سینے سے جو نالہ ہے بیتابانہ آتا ہے

سلیمان پیشرو ہے اور جلو مین خضر و عیسی ہین
شہ خوبان مرا باشوکت شاہانہ آتا ہے

جو سر مین ہے وہ سودا ای ہے اس صحرا ای وحشت ہے
نہ تنہا قیس ہے اس دشت سے دیوانہ آتا ہے

نشان میرا جو پوچھے قیس تو ای خضر کہدینا
کہ آگے اس سے وحشت خیز اک ویرانہ آتا ہے

بہا دیتی ہے آنسو شمع جلکر آتش غم سے
اوسی جسدم خیال سوزش پروانہ آتا ہے

حرم کی راہ ہے معلوم رعنا کو پر ای زاہد
خیال خدمت دیر مغانہ آتا ہے

ندانم دل ربود از من گدامے
نشان پرسم کجا وز کہ نامے

بہم مشرب بنوش از بادہ جامے
بود یا نا کسان خونین حرامے

من از مذہب برندی در گذشتم
ز من گیر و مسلمان را سلامے

زموسے ماجرائے طور پرسم — خدارا جلوۂ بالائے بامے
چرا صیدت نگردد مرغ جانم — چو خالش دانہ باشد زلف دامے
دلِ عشاق پامال ادا شد — ہنوز ست آن پریرو خوشخرامے
روان بخشند لیکن فرق این ست — صنم با ناز و عیسےٰ از کلامے
پریشان نیست کاکل بر رخ یار — برائے مرغ جان گسترده دامے
ز رقصت تا عدم شد شور تحسین — بسویم ہم خدارا یک دوگامے
ضیا مشاطۂ گل شد بہ گلشن — دگر از نو بہار آمد پیامے
کشیدم نالہا دیشب بہ ہجرش — نبرد از من کسے با او پیامے
فلک داد از جفائے ترک مگرفت — بجرم غیر از من انتقامے
خلیل اللہ برآمد سالم از نار — بود در عشق ہر یک پختہ خامے
وفائے دور چرخ این ست ساقی — نہ جم ماندہ نہ از جمشید جامے
ز ہستی تا عدم دانی چہ فرق ست — نہ باشد بیش الا یک دوگامے

نہ تنہا کافر عشق ست رعنا
مسلمان ہندوش ہندو شامے

کر چکا قید سے جسوقت کہ آزاد مجھے — ہاتھ ملتا ہی رہا دیکھ کے صیاد مجھے
عمر بھر یون تو کبھی لی بھی نہ کروٹ پس مرگ — حیف رہ رہ کے کیا کرتے ہین اب یاد مجھے
حکم دربان کو ہے زنہار نہ آنے پائے — غیر کے سامنے کرتے ہین مگر یاد مجھے
خواب مین کیا نہ کبھی زیست مین آئے تسکین — قبر پر آکے وہ اب کرتے ہین برباد مجھے
باغبان گلشن عالم کا مین وہ بلبل ہون — طائر سدرہ کہا کرتا ہے اوستاد مجھے
ہمصفیرون کو مرا حال کھلے گا کس رنگ — دیکھنا دل مین کرینگے وہ بہت یاد مجھے
صحن گلشن مین سر شاخ پہ بولون کرینگے کاہین — روئیگا سونا قفس دیکھ کے صیاد مجھے
راہ الفت مین ملاقات ہوئی کس سے — دشت مین قیس ملا کوہ مین فرہاد مجھے
غیر کو لائے شب وصل وہ اپنی ہمراہ — شاد بھی کرتے ہین پھر کرتے ہین ناشاد مجھے

حسرت دید مین دی جان در جانان پر
کیا تعجب ہے جو کافر کہین شداد مجھے

غیب سے ہوتی ہین القا مری دل مین مضمون
دیکھہ فیضان سخن کا ہی خداداد مجھے

سبز باغ آتا ہی دنیا کا نظر جب رعنا
یاد آتی ہے بہت حسرت شداد مجھے

یہ صحن باغ مین ہر صبح بلبل کا ترانہ ہے
غنیمت خندۂ گل ہی بہت نازک زمانہ ہے

مثل یہ راست ہی ہنستے ہی گھر بستی مین بستی ہے
نہو گر دل لگی تو عمکدہ ہر ایک خانہ ہے

پریشان خاطرون کی دل لگی ہے ہی یہ جمعیت
پریشان کاکل پرخم کی حق مین جیسی شانہ ہی

ہوا ثابت نمود اجرم خرچ برین سے یہ +
ہنسی مین واہوی ہین دانت تارونکا فسانہ ہے

بہار باغ کشت زعفران ہی خندۂ گل ہے
شال قہقہہ قمری عنادل کا ترانہ ہے

ہنسی آپس کی ہی تو دل سے کر شکر خدا رعنا
یہ ہے روزی کی جا جس شخص پر ہنستا زمانہ ہی

مرض عشق کو شفا سمجھے
درد کو درد کی دوا سمجھے

کی دغا لیکے دین و دل تو نے
تجھسے اے فتنہ کر خدا سمجھے

جب ہوے ہم غریق بحر فنا
آپ او سوقت آشنا سمجھے

رام کر لیتے ہو مسلمان کو
کافرو تمسے بس خدا سمجھے

کھوکے فرہاد جان شیرین ہم
جوے شیرین کو خوبنہا سمجھے

پیر چرخ و عجوز دنیا کو
مرد عیار و بیوفا سمجھے

شربت وصل تھا دوائی ہجر
کیون طبیب او سکو لادوا سمجھے

دیکھکر دم نکل گیا رعنا
ہجر کی رات کو قضا سمجھے

لگے پسکر جو پانے دلربا سے
ہر اول خون ہوا رنگ حنا سے

مجھے یاد آگیا طول شب ہجر
ڈرا مین اسلیے زلف رسا سے

دیا وہ جو نتھا وہم و گمان مین
بھلا مین اور کیا مانگون خدا سے

ڈبوئی چاہ مین زہرہ نے قد سے | کسے امید تھی یہ آشنا سے
چمن مین آگئی فصل بہاری | خبر پہونچی مجھے باد صبا سے

شب فرقت ہوئی رعنا شب وصل
بگڑ بیٹھے جو وہ نازوادا سے

جسکو سب کہتے ہین سمندر ہے | قطرۂ اشک دیدۂ تر ہے
ابرو ے یار دل کا خنجر ہے | غمزۂ یار نوک نشتر ہے
چشم عاشق سے دو بہے دریا | ایک نسیم ایک کوثر ہے
خانۂ دل ہے غیر سے خالی | شوق سے آؤ آپ کا گھر ہے
دین زاہد کو ہمکو درد ملا | اپنا اپنا غرض مقدر ہے
قطعی آج فیصلہ ہو گا | تیری تلوار ہے مرا سر ہے
ابتو دھونی رما کے بیٹھے ہین | در جانان پہ اپنا بستر ہے
طمع ہر اک کا دین و ایمان ہے | جسکو دیکھو وہ بندۂ زر ہے
ہین عدو زلف و ابرو و مژگان | سب بلاؤن کی جد افسر ہے
خوب دل کھولکر جفا کر لو | بندہ مدت سے اسکا خوگر ہے
بام پر جلوہ گر ہے وہ شاید | کوے جانان مین شور محشر ہے

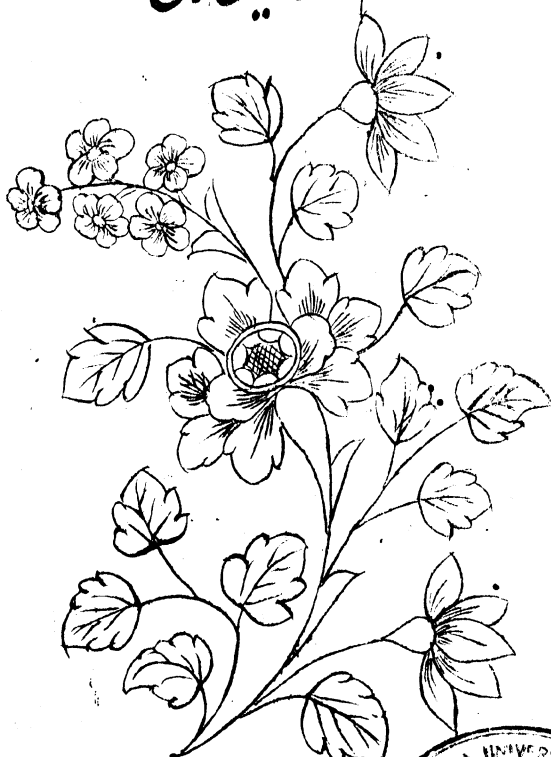
کرتا عالم کو آہ سے برہم
لیک رعنا کو یار کا ڈر ہے

پیسے ہین دل زیادہ ترحباسے | چلا دو گام بھی جب وہ ادا سے
وہ بت آئے ادھر بھی بھول کر راہ | دعا یہ مانگتا ہون مین خدا سے
حجاب اوسکا ہوا شب مانع دید | نقاب اولٹی نہ چہرے کی حیا سے
اشارہ غمزہ ابرو کا بس تھا | مجھے مارا عبث تیغ جفا سے
بہت بل کھا رہی ہے زلف جانان | مرے جی جان کیونکر اس بلا سے
ہے بہتر اک کریمین ہون دو کام | مدینہ جاؤن راہ کربلا سے

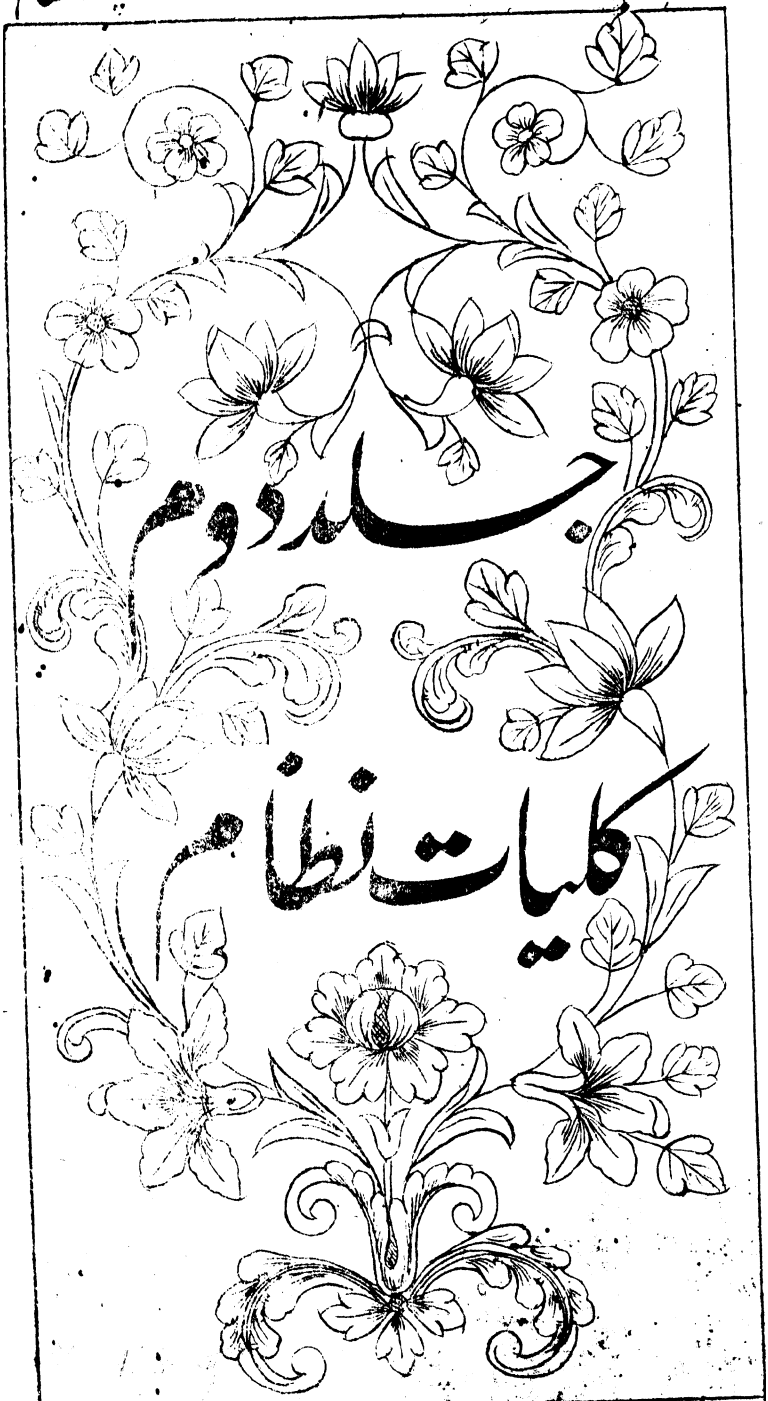
خدا جب سے طالب برلائے مقصد
اوٹھاؤن کیون نہ ہاتہ اپنے دعا سے
کہ دیر [illegible] سے میری جانب سے دل مین
صفائی اب کہان اوس سنگدلتا سے

نظام اب عقدۂ دل کیون نہ حل ہون
محبت ہے تجھے مشکل کشا سے

تمام شد دیوان اول



UNIVERSITY LIBRARY HYDERABAD-7


جلد دوم
کلیات نظام



پیار کی باتین کیجیے صاحب
لطف صحبت کا گفتگو سے ہے

گل خون کا ہے حسن و خلق سے اوج
قدر پھولون کی رنگ و بو سے ہے

آب سے آئینہ کی رونق ہے
قدر انسان کی آبرو سے ہے

گالی تو بات بات مین تھی وان بات ہو گئی
یان ہمکو سنتے سنتے مسادات ہو گئی

کسی کے چشم کا ہے دھیان ساقی
سبو منہ سے لگا منہ کو سبو سے

نہ پوچھو ہم سفر و مجسے ناجرائے وطن
وطن ہے مجھپہ فدا اور مین فدائے وطن

حساب قبر کو منکر نکیر بھول گئے
غم فراق کو سن ہاتھ پاؤن پھول گئے

نماز شب سے زاہد نالۂ شبگیر بہتر ہے
ترے اللہ اکبر سے مری تکبیر بہتر ہے

کیون اے صبا الجھتی ہے زلف دراز سے
فتنہ نہ اوٹھکھڑا ہو کہین خواب ناز سے

پروانہ فرط عشق سے جلتے تو جل گیا
واقف ہوا نہ شمع کے سوز و گداز سے

نہین دستار قاضی میکدہ مین پارا پارا ہے
مگر رندون نے چیرہ دختر رز کا اوتارا ہے

یہ سر بہر شیشہ یہ ساقی کے پند ہے
چھیڑین نہ رند دختر رز کو یہ پند ہے

عبث اے میکشو اندیشۂ دستار قاضی ہے
او تار و دخت رز کا شوق ہے جبہ و ردا راضی ہے

کہا ہے تجھسے جو واعظ نے کچھ ملال نکر
وہ لغو بیہودہ بکتا ہے تو خیال نکر

یہ رمز قلقل مینا ہے قیل و قال نکر
شراب شوق سے پی اور کچھ سوال نکر

سحر جو پیر مغان ساغر صہبا بخشید
خضر دریا دلم آب از لب دریا بخشید

خدایت بخشد اے قاتل چرا کشتی مسلمان را
بترسم در قیامت تا چہ پیش آرند ترکان را

آخر ہوا ہے حشر بپا انتظار مین
صبح شب فراق ہوئی مار وار مین

چھیکین ہزار مرغ غزلخوان بہار مین
پر عندلیب ایک ہے گویا ہزار مین

گھیرے ہوے ہے غصہ و غم دلسی جنگ ہے
تن جان سے تنگ آیا ہے جان تن سے تنگ ہے

ہجر کی شب نہ آیا یار افسوس
مجکو آنا ہے بار بار افسوس

باغ مین جاے گل ہے خار افسوس
ہوگئی خراب نوبہار افسوس

کی ریا سے نہ شیخ نے توبہ
مرگیا وہ گناہگار افسوس

گھر گیا غیر کے وہ وعدہ خلاف
مین رہا وقف انتظار افسوس

آئی خزان بہار چمن سے نکل گئی
دم مین ہوا سے گلشن عالم بدل گئی

بلبل اداس ہوکے چمن سے نکل گئی
شاید ہوا سے گلشن عالم بدل گئی

حور آئی وقت نزع طبیعت بہل گئی
جان آرزوے خلد مین تن سے نکل گئی

رنج سفر مین یار رفیق طریق تھا
بہلے مین اوسکے ساتھ طبیعت بہل گئی

خواب مین بھی یہان نہ آئے آپ
واں گئے رات بن بلائے آپ

صاف کلمہ پڑھے کلیم اوسکا
رخ جو وہ بام پر دکھائے آپ

جیسے دریا سمائے کوزہ مین
یون دل دیدہ مین سمائے آپ

رات دن جور و ستم دیکھ لیا
آپکا لطف و کرم دیکھ لیا

دماغ پیر گردون مین بھی ہے بادۂ نخوت
بچشم غور جو دیکھا تو اک مینای خالی ہے

ہے ابر مین ہلال کہ ابرو نقاب مین
خنجر سیان مین ہے کہ بجلی سحاب مین

کٹی کیونکر شب غم خدا یہ بھی
تڑپ کر سحر جانان مین سحر کی

پھر اسون سر کی بل کوئے صنم مین
سب اپنی عمر مین سنے یون بسر کی

بہت لی زلف نے بل کی شب وصل
قسم کھائی جو مین نے اونکی سحر کی

خاک بھی لطف زندگی نرالا
آرزو جی مین ہو وہ جی نرالا

ادا ئے یار سر اندازمین کیا دلکو بھاتی ہے
دل خود رفتہ لیتا ہی طبیعت لوٹ جاتی ہی

لبھاتا ہی دل عشاق کو سو سو کر شمہ سے
نظر سو قافلون کو ناز سے ہمراہ لاتی ہے

ہوا خون حسرت دیدار مین دل ہی نہین تنہا
مری لخت جگر تک دیدہ خونبار مین آئے

جواب نامہ میرے بعد بھیجا تمنی لاحاصل
پیام وصل اغیارون کو پیہم تار مین آئے

پٹا گھر بیٹھے سودا جذب الفت سی زلیخا کا
خریداران یوسف کیلیے بازار مین آئے

نہ آئی بات تک بھی منہ پہ رعب حسن جاناں سے
ہزارون سوچ کر مضمون ہم دربار مین آئے

تماشہ یار مین اک عمر بھٹکے کوہ و صحرا تک
اوٹھا کر گردش تقدیر کو کوئے یار مین آئے

دم لبون پر ہے جان آنکھون مین
عاشق اب کسکے انتظار مین ہے

کھو گیا کوئے دلربا مین نظام
لوگ کہتے ہین مار وار مین ہے

ریل پر یار آئے گا شاید
مژدہ وصل آج تار مین ہے

خون ہین ارمان تیرے بسمل کے
بہ گئے آنکھ سے ٹکڑے دل کے

آئے ہو غیرون سے اب مل مل کے
خاک ارمان نکالون دل کے

بات کی بات مین گذری شب وصل
حوصلے خاک نہ نکلے دل کے

سخت جان مین ہون او دھروہ نازک
زور کرتے ہین عبث پل پل کے

اشک حسرت دیدہ دل سی ہین جاری اندنون
کار طوفان کر رہی ہے اشکباری اندنون

آئی ہے کس دھوم سی بادبہاری اندنون
گلرخون کی روز جاتی ہی سواری اندنون

ولولہ مین عشق کے برباد ہی ناموس و ننگ
بڑھ گئی حد سے زیادہ بیقراری اندنون

تسکا تھا انتظار ساری رات
دل رہا بیقرار ساری رات

روئے ہین پھوٹ پھوٹ کر شب ہجر
دیدہ اشکبار ساری رات

شب فرقت یہ روئی شمع دلسوز
کہ تر اشکون سے دامان لگن تھا

آنہا کہ از قیام قیامت بپا کنند — از رقم زبان خویش خدا آشنا کنند
کیا قیامت ہے کہ وہ بام پہ سوئے شب بھر — چشم انجم سے کرے چرخ نظارہ نرگس
دیوار تن کو دیکھ کے رعنا یقین ہوا — بس درمیان یہی ہے عدم اور وجود مین
موسم بدل گیا ہے ہوا خوشگوار ہے — مرغون مین چہچہے ہین چمن مین بہار ہے
یاد مژگان کو تیرے صحرا مین — خلش خار مغیلان سمجھے
زندہ در گور رہے فرقت مین — شہر کو گور غریبان سمجھے
شمع کو ہجر مین روے روشن — دود کو زلف پریشان سمجھے
حال دنیا کو نہ مطلق جانا — خوب مروان علیخان سمجھے
صورت یوسف بے منظر سوائی نہین — اسلیے تصویر جانان ہمنے کھنچوائی نہین
مبتلا ہو کر مصور تا نہو جائے رقیب — اسلیے تصویر جانان ہمنے کھنچوائی نہین
مسی اور رنگ گلوری سے گویا — دہان پری غنچہ زعفران ہے

مخمس غزل رند

۱
ناخدا ترس نہین تجکو خیال بلبل — بیوفا دیکھ نہ پڑ جائے وبال بلبل
دل چھٹا جاتا ہے سن سن کر مقال بلبل — غیر ہی حسرت گلزار سے حال بلبل
دیکھون کن آنکھون سے صیاد ملال بلبل

۲
دیکھ کر غیر کا غم ہوتا ہون مین بھی غمگین — صدمہ گذرا کبھی دیکھا جو کسی کو حزین
منع گل توڑنے سے مین تجھے کرتا تو نہین — مین چلا جاؤن تو گل توڑیو تو اسی گا چین
مجھسے دیکھا نہین جائیگا ملال بلبل

۳
گل کے اوراق تو گلشن مین کرونگا مین بہم — ہوگا لالے کی سیاہی مین بھی آب شبنم
جمع کر لونگا سر دست مین سامان رقم — شاخ گل نامہ لگیگی تو تراشون گا قلم
آج لکھنی ہے مجھے صورت حال بلبل

۴
گل مین شبنم ہے کہ ہے بحر مین ساغر می — رنگ کھلاتی ہے اپنا ہر گلستان مین جدا

آتی جاتی ہے ہلے نسیم سحری بے در پے | فصل گل آئی ہے کیا پھولی ہوئی پھبی ہے
دیکھنا دبدبہ و جاہ و جلال بلبل

جس طرف دیکھو سراسر ہے گلستان تاراج | زلف سنبل ہے پریشان نہیں قابو میں مزاج
مرگ عاشق کو ہے معشوق کے آگے معراج | گل ہیں مصروف عزا اور یہ نہیں پھول ہیں آج
ہو گیا سنتے ہیں گلشن میں وصال بلبل

گر غریب اس شکل میں سیرت ہیں بشر ہے بخدا | قیس و فرہاد کے لکھا ہے برابر جلیا
میں نے خود محکمۂ عشق میں جا کر دیکھا | داخل طبقۂ عشاق ہے چہرہ اوسکا
لکھے ہیں دفتر گل میں خط و خال بلبل

ایک مدت سے تری قید میں وہ ہے غمگین | اکثر آ آ گئی ہے منھ تھونپنے بھی جان حزین
بے پروں پر تو ذرا رحم کیا کر بے دین | کچھ خبر ہے تجھے صیاد ستمگر کہ نہیں
جھڑ گئے کنج قفس میں پر و بال بلبل

برگ گل اوڑ گئے صرصر کا ہوا یہ طوفان | غنچے پژمردہ ہیں اشجار ہیں سارے عریاں
ہمصفیروں کی ہے اب نغمہ سرائی وہ کہاں | باغ تاراج ہوا لوٹ گئی باد خزاں
آ گئے آ گئے ایام زوال بلبل

قول رعنا ہے جو الفت میں پڑی رہتی ہیں زندہ | روتی ہیں رنج بھی ہر طور کے اب سہتی ہیں زندہ
دمبدم اشک مری آنکھوں سے کیوں بہتی ہیں زندہ | عشق کیا چیز ہے معشوق کسی کہتی ہیں زندہ
نہ تصور مجھے گل کا نہ خیال بلبل

خمسہ بر غزل ایضاً

بتاؤں فصل بہاری کا کیا نشان صیاد | نہ دیکھا ایک نظر میں نے بوستان صیاد
لے آیا طفلی ہی میں مجھکو تو یہاں صیاد | کھلی ہے کنج قفس میں زبان مری صیاد
میں ماجرائے چمن کیا کروں بیان صیاد

چلو چمن سے اب اے بلبلو برائے خدا | جیسے تم کھائیں گے اگلی برس چمن کی ہوا
قیام خوب نہیں ہے کہ میں نے آپ سنا | میں کھینچوں دام میں بلبل تو آشیانہ جلا

بہم یہ مشورہ کرتے ہین باغبان صیاد

۳ یہ مین نے مانا کہ نفرت بنگھے ہوئی مجھسے — یگا ہاتھون کو بچتا یگا تو رو رو کے
مین جب تلک ہون یہان کچھ نہین ہے قدر تجھ — کریگا یاد مرے زمزمون کو بعد مرے

ہون چند روز ترے گھر مین میہمان صیاد

۴ ہوا بہار مین گلشن تو روبرو پامال — ہے ہمصفیرون کی دوری کا اور سخت ملال
شفیق ہو کے اگر پوچھے تو مرا احوال — سناؤن واقعہ اپنا تجھے تمام و کمال

جو کان دھر کے سنے میری داستان صیاد

۵ خدا کا خوف کر اتنا نہین ہے ظلم روا — کہ آب و دانہ کئی روز سے نہین پایا
یہ بے زبان ہین قیامت نہو کہین برپا — ستم زیادہ نکر حکم دے رہائی کا

پکارتے ہین گرفتار الامان صیاد

۶ فصیح سیکڑون میری بیان پہ ہین مفتون — بھرے ہین دل مین ہزارون ہی سحر کے مضمون
مرے کلام مین سو سو طرح کے ہین فسون — نہونگا بند قفس مین بھی مین وہ بلبل ہون

ہزار شیوہ سناؤن گا داستان صیاد

۷ مین ہمصفیرون کو بھی اب نہین بلاؤنگا — اور آشیانہ بھی اپنا قفس مین چھاؤنگا
پھڑکنا دور ہے پر تک نہین ہلاؤنگا — در قفس بھی کھلے گا تو اب نہ جاؤنگا

یقین نہو سے تو کر میرا امتحان صیاد

۸ کیے ہین تو نے کرم مجھپہ بارہا جو جو — وہ نقش سنگ کی صورت ہین لیکہ نقش ہو تو
اسیر دام محبت ہون اب تو جو کچھ ہو — رہا بھی ہو کے نہ بھولون کا حق خدمت کو

ادا سے شکر کرونگا مین ہر زمان صیاد

۹ بچھے ہین باغ مین ہر ایک سمت دام بلا — ہر اک درخت مین بھندی لگی ہین سر تا پا
بہار تک ہے جو صیاد کا یہی شیوا — چمن مین بلبل و قمری کا پر نچھوڑیگا

رہا جب آکھ پھر گہات مین نہان صیاد

۱۰ تمام عید کے دن رنج و کلفت مین کاٹے — ہزار رنج سہے اور لاکھ صدمے اٹھائے

خدا کا شکر ہے سختی کے دن ہوئے پورے | قفس پہ رنگ لگا اب تو نار پھولون کی
ہزار شکر ہوا مجھپہ مہربان صیاد

۱۱
پھنسایا مجکو فقط حیلہ و بہانہ نے | دکھایا دام مجھے لطف جاودانہ نے
ستایا سخت مجھے گردش زمانہ نے | دکھایا کنج قفس مجکو آب و دانہ نے
دگر نہ دام کہان مین کہان صیاد

۱۲
ہے آشکار جو بلبل کو گل سے الفت ہے | یہ مست ناز ہے الفت مین اوسکو وحشت ہے
لگا کے کان ذرا سن جو تجکو فرصت ہے | عجیب قصہ و دلچسپ اک حکایت ہے
سناؤن گا گل و بلبل کی داستان صیاد

۱۳
جو پر ہلاؤن تو پانی مجھے پلاتا ہے | جو سر کو ٹیکون تو دانہ معاً منگاتا ہے
ملول پاکے گاہ مین سے قفس کو چھاتا ہے | اور اوس دیکھ کے مجکو چمن دکھاتا ہے
کمی برس مین ہوا ہے مزاج دان صیاد

۱۴
بہار عمر کے سب دن تو قید ہی مین کٹے | نہ ہمصفیر ہے کوئی جو پھڑکون اوسکے لیے
نہ اب وہ دل ہے کہ شوق چمن ذرا ہو جسے | رہے نہ قابل پرواز بال و پر میرے
قفس سے اوڑکے مین اب جاؤنگا کہان صیاد

۱۵
ترغیب تڑپ کی یقین تھا کہ جان جائیگی | مگر قفس مین جو قسمت نے یاوری بخشی
یہ میرے نالون نے تاثیر دل مین پیدا کی | عزیز رکھتا ہے کرتا ہے خاطرین میری
ملا ہے خوبی قسمت سے قدردان صیاد

۱۶
بنا کے پہلے تو برباد آشیانہ کی | چمن سے پھینک دیا ایکدن قفس کو بھی
خدا ہی جانے کہ رکھتا تھا دشمنی کیسی | چمن مین رکھا نہ بلبل کا نام تک باقی
خدا کرے یون ہی ہو جاے بے نشان صیاد

۱۷
کمر یہ مین نے اطاعت پہ باندھی ہے اب تو | پھڑکتا بھی نہین کنج قفس مین مین اب
بخیال اپنے نگہبان کا ہو تو ایسا ہو | مین جھانکتا نہین چاک قفس سے گل کو
نہوے تا مری جانب سے بدگمان صیاد

ہین صاف دام سے معمور سب گل و سنبل
بنا ہے خانہ زندان چمن تو اب بالکل

یہ ہمصفیرون کا دیوار باغ پر رہنے غل
نکالیو نہ قفس سے اوسیل

لگائے بیٹھے ہین پھندے جہان نہان صیاد

۱۹
یہ ہمصفیرون کی فرقت کا غم نہ قید کا ڈر
نہین ہے اپنے غم و رنج پر بھی مجکو نظر

مین اسمین رہتا ہون حیران و مشدر آٹھ پہر
الٰہی دیکھیے محبت برآر ہو کیونکر

زبان دراز ہون مین اور بدزبان صیاد

۲۰
کوئی بھی چھاتی پہ بسمل کے سنگ دھرتا ہے
نوئی بھی کرکے ستم اسطرح مکرتا ہے

قفس کو بانده گر ایسا ہی شاک گذرتا ہے
پرون کو کھول دے ظالم چیونہ کرتا ہے

قفس کو لیکے مین اڑ جاؤنگا کہان صیاد

۲۱
مین ایک گلشن جنت کا ہون ہزار ای رند
نہین مین قید محبت گل مجکو ناگوار ہے رند

کہین مین بڑہ کے تھا رعنا سے شوخیار ہے رند
فریب دانہ نہ کھاتا مین زینہار اے رند

نکلتا دام کو گر خاک مین نہان صیاد

خمسہ بر غزل نواب خاص محل صاحبہ بیگم حضرت شیدا مرحوم

۱
حیف ہے عاشق بیچارہ کا چارا نکیا
رحم ہمارے محبت پہ خدارا نکیا

آنا دم بھر بھی عیادت کو گوارا نکیا
اپنے بیمار کا اک روز نظارا نکیا

اوسیکا کبھی بالین پہ گذارا نکیا

۲
مال و جاہ و حشم و عزت و ناموس و حیا
دین و ایمان دل و جان سب کو کیا تجھپہ فدا

خبر غم و درد کے باقی نہین اب کچھ اصلا
کر دیا نذر ترے پاس ہمارے جو تھا

ایک دل رکھتے تھے سو اوسکو بھی یارا نکیا

۳
خوب غیرون کی ملاقات سے دل شاد کیا
بھولکر بھی نہ کبھی تمنے ہمین یاد کیا

کیا قیامت کا ستم اور ستم ایجاد کیا
رات کو غیر کے پہلو کو تو آباد کیا

جانے انصاف ہے کچھ پاس ہمارا نکیا

دام کاکل مین نہین کون پھنسا ای قاتل
ہے کمند دل وجان زلف رسا ای قاتل

آفت جان جہان تو ہی بتا اے قاتل
تیر مژگان سے ترے کون بچا اے قاتل

خنجر ابرو سے کس دلکو دوبارا نکیا

جیتے جی خیر حیا کی تو بجا کی تو نے
حیف ہے مجھسے پس مرگ وفا کی تو نے

بیوفا خوب مرے ساتھ وفا کی تو نے
شرط الفت کی یہی تھی جو ادا کی تو نے

بھول کر بھی کبھی بالین پہ گذارا نکیا

ساری خلقت سے شرف بڑھ کے کسطرح سے ہو
ہے خبر مخبر صادق سے مقرر یارو

سجدہ آدم کو ملائک نے کیا ہے دیکھو
شرف اسواسطے خالق نے دیا آدم کو

مثل ہر شخص کا پیدا جو دوبارا نکیا

یہ تو ظاہر ہے کہ جو شے ہو جہان مین ہو عدم
عین کا نام نہین غیر غم و رنج و الم

عقل رعنا کی ہے اس بات مین حیران بہ دم
رنگ عالم کے بہت دیکھ چکے ہو عالم

کیا سبب تمنے جو عالم سے کنارا نکیا

خمسہ بر غزل ایضاً

نکالی منہ سے نہ مین نے کبھی صدا صیاد
لگی چمن کی نہ گل کی مجھے ہوا صیاد

مین پوچھتا ہون ہوا مجھسے کیون خفا صیاد
کیا جو قید قفس سے مجھے رہا صیاد

تبا دے کونسی مجھسے ہوئی خطا صیاد

مرے حضور نہ طوطی ہند ہو گویا
نہین ہے بلبل شیراز کا بھی کچھ رتبا

مقرر ہے طائر سدرہ مری طلاقت کا
وہ عندلیب ہون باغ جہان مین ہی شہرا

چمن مین پر نچھلے جاکر مرا پتا صیاد

قفس مین کیون ہدف تیر غم بناتا ہی
خدا کا خوف بھی تجکو نہین کچھ آتا ہے

ستم ہی جان حزین پر جو تجکو بھاتا ہے
دکھا کے سیر گلستان عبث ستاتا ہے

قفس ہی مین مری تجویز کر بنا صیاد

رہائی دے کے مری دیکھ لو وفا تا زیست
کرونگا شکر عنایت مین مبتلا تا زیست
کیا کرونگا ہر اک جا تری ثنا تا زیست
رہائی دے تو مین ممنون رہون ترا تا زیست
چمن کی کھاؤن کوئی روز پھر ہوا صیاد

چمن کے وید کی تہمت عبث لگاتا ہے
قفس پہ کاٹ کے پر دام کو بچھاتا ہے
یہ بے پرون پہ تجھے جور کیون خوش آتا ہے
قفس مین قید جو کر کے مجھے ستاتا ہے
تجھے بھی جور کی دیگا خدا سزا صیاد

مین ایک تازہ گرفتار ہون چمن سے جدا
قفس کو دیکھکے کیونکر گھٹے نہ دم میرا
کسیکا دانے نہ بیر جسم سے خدا پالا
پھنسا جو دام مین آکر کبھی نہو وہ رہا
سنا کے مجھکو یہ کہتا ہے بر ملا صیاد

وہ بیقرار ہے رعنا کی طرح اب غم سے
رواں ہین شوق مین اشک اسکی چشم پرنم سے
نجات ایک گھڑی بھی نہین ہے ماتم سے
ملائیگا جو تو اوس گل کو آج عالم سے
ملے گی حشر مین اسکی تجھے جزا صیاد

مخمس بر غزل رند

پالے صیاد کے اللہ نہ ڈالے بلبل
دشمنون کو نکرے اوسکے حوالے بلبل
گل کا گر لطف اوٹھانا ہے اوٹھا لے بلبل
دیدہ گل کے تجھے پڑ جائین کے لالے بلبل
پڑ گئی جب کسی صیاد کے پالے بلبل

نہین معلوم یہان جی بھی لگے یا نہ لگے
ہے خزان فصل بہاری سی چمن مین پہلے
نجد اجان کے پڑ جاتے ہین لالے پھولے
پہلے گلشن کی ہوا دیکھ لے رکھ چند نے
آشیان کی تو ابھی طرح نہ ڈال اے بلبل

جا نا لازم نہین جب تک نہ مکان مین ہو مکین
مجکو زنہار گوارا نہین بلبل ہو حزین
مین تو گلگشت کرون رشک سے وہ ہو غمگین
بے اجازت مین قدم باغ مین دھرنے کا نہین
مجھسے دیکھا نہین جائیگا ملال بلبل

فصل گل مین جو غنا دل کو کریگا غمگین
ہمصفیران چمن تجکو کرینگے نفرین
پاس خاطر تجھے لازم ہی مناسب یہ نہین
دست انداز ستم گل یہ ابھی اے گلچین
صبر کر صبر ذرا باغ سے جانے بلبل

ایک مدت سے ہی گلزار مین تیرا بستر
صحبت گل بھی میسر ہی تجھے آٹھ پہر
مجکو افسوس ہی اس بات کا ہون بیخبر
کسطرف جائیگی برداشتہ خاطر ہو کر
بلغ کیون کرتی ہے گلچین کے حال بلبل

قید بیرحم سے کر شکر رہائی پائی
ہمصفیرون سے نکر شکوہ بے پروائی
بیخبر انکی دعا تجکو یہان تک لائی
باغ تک خانۂ صیاد سے اڑکر آئی
بارے پھر تو نے پر و بال سنبھالے بلبل

پھر تے ہین گھات مین صیاد کئی پے در پے
شکر کر ہو رہ گلزار اگر خیر سے طے
ہمصفیرون کی نہین پند ہے بہتر کوئی شے
دام مین پھنسکے نکلنا ترا ممکن ہے
تا بمقدور پر و بال ہلائے بلبل

حق بجانب ہی نہین قول یہ رعنا کا فضول
مختصر کہدیا بہتر نہین اس بات مین طول
طوطے ہند ہی وہ بات مین بھر تے ہین جھول
پیچھے رٹکر کریگا تو ابھی جائیگی بھول
کہدے گلچین کہ زبان اپنی سنبھالے بلبل

مخمس بر غزل آتش

اگر صبا آصف ہی تو گلشن ہے دیوان بہار
آئینگے بلقیس اب بن بن کے مہمان بہار
کیون نہو گلزار عالم مین یہ سامان بہار
حکمرانی پر ہو اسمٰعیل سلیمان بہار
عشق پیچان بنگیا طغرائے فرمان بہار

دشمن جان ہین مری مرغ خوش الحان بہار
دامن گل ہی نظر مین چاک دامان بہار
تا صنم ہے شاق یہ تازہ عروسان بہار
زخم خندان یار بھی ہے روی خندان بہار
تیر باران بلا ہے مجکو باران بہار

۳
ہے بہار اک شکل زیبا دیکھکر پہچانیے
دل مین چہری کی عوض سورج مکھی کو ٹھانیے
غنچہ ہے گویا دہن اور سرو ہی قد مانیے
زلف سنبل کو سمجھیے گوش گل کو جانیے
ترکس شہلا کو سمجھیے چشم فتان بہار

۴
دھوپ سے مرجھا مین جھونکے سے جھکین سنبلین
قطرۂ شبنم سے اور بادبہاری سے ہون وا
اور کیا پھبتی کہے انپر مرا ذہن رسا
شاخ گلبن پر یہ طفل غنچہ سے ظاہر ہوا
بے سواران چمن ہین گرد سیمان بہار

۵
باغ عالم مین تو ہے مہمان نوازی کا چلن
خندہ پیشانی سے پیش آتی ہین ارباب وطن
لائے ہین ناخواندہ مہمان جان ماتھے شکن
کیا سمجھکر روندتے ہین مجکو ستار چمن
سبزۂ بیگانہ ہون لیکن ہون مہمان بہار

۶
راز حکمت دلمین بلبل کی ہزارون ہین نہان
باغ عالم مین ارسطو سے ہی بڑہ کر بیگمان
قول آتش کب ہی قول بوعلی سے کم یہان
آبجوئین ہین صفا سے سینۂ اشراقیان
ہر گل خوشبو ہے افلاطون یونان بہار

۷
کر بہار گلشن خلاق عالم پر نظر
دیکھ لے باغ جہان مین کیسے کیسے ہین شجر
چشم بینا چاہیے قدرت ہی اوسکی جلوہ گر
روشنی ہووے جو آنکھون مین تو سیر باغ کر
لالۂ آتش زبان ہے شمع ایوان بہار

۸
ناپسند خلق ہون برق غضب ہون قہر مین
گردش تقدیر ہون گرداب بنکر نہر مین
قول رعنا ٹھیک ہی مشہور ہر اک شہر مین
نخل ماتم کی طرح ہون بوستان دہر مین
بے سزاوار چمن آتش نشان بہار

خمسہ بر غزل خود مصنف

۱
بہر سیر آئے ہین سب مشتاق و خواہان بہار
سب سے بڑہ کر آج کل ہی شوکت و شان بہار
جمع ہین سب ساز و سامان تجمل و شان بہار
گل کھلے ہین موسم گل مین ہے سامان بہار
عندلیبون کو ہے لازم شکر احسان بہار

اب گئی فصلِ خزاں تھا جسکا ہاتھون دل دو نیم
موسمِ گل نے کیا گلزار کو باغِ نعیم

فیض پہونچے جس سے کیا خاطر مین اوسکی خوف و بیم
چاہیے غنچے بلائین لین تصدق ہو نسیم

طشتِ گل مین دھوئے شبنم پائے مہمانِ بہار

۳
آئی ہے فصلِ بہاری ہر چمن ہے میکدا
سرو ہین یا شیشہ ہائے مے دھرے ہین جابجا

غنچہ ہے مثلِ سبو اسمین نہین ہے شک ذرا
گل ہے ساغر بادہ ہے شبنم تو ساقی ہے صبا

میکدہ ہے صحنِ گلشن ہر مستانِ بہار

۴
فصلِ گل آئی بڑھا جوشِ جنون کیونکر نہون
ہو گیا حد سے سوا جوشِ جنون کیونکر نہون

بڑھتے بڑھتے بڑھ گیا جوشِ جنون کیونکر نہون
جوشِ مستی ہے سوا جوشِ جنون کیونکر نہون

نشترِ فصاد کا نٹے ہر مرغانِ بہار

۵
فصلِ گل ہے مظہرِ انوارِ صنعت ہے چمن
نام غم جس جا نہین وہ جا عشرت ہے چمن

لائقِ نظارۂ اہلِ بصیرت ہے چمن
رقصِ کبک و نغمۂ بلبل سے جنت ہے چمن

نرگس و گل کا لقب ہے حور و غلمانِ بہار

۶
وضع عیارانہ ہے بیگانہ ہین اور دلربا
وہ گلِ رعنا ہین یہ جنمین نہین بوئے وفا

اپنے آشفتہ کی خاطر تک نہین انکو ذرا
تتلیون مین بلبلون کو غنچے دیتے ہین اوڑا

ہین غضب طرار و شوخ و شنگ طفلانِ بہار

۷
فصلِ گل ہے شک نہین شمشاد کی جوبن مین آج
کیا بیان ہو جو ادا و ہٹ ہے گلِ سوسن مین آج

گل شگفتہ کیون نہون زر رکھتے ہین دامن مین آج
دور ہے بادِ صبا کا ہر روش گلشن مین آج

تختہ گلشن بنا ہے تختِ سلطانِ بہار

۸
باغ سے صحرا تلک صحرا سے لے تا کوہسار
رحمتِ عالم ہوئی کیا سرد ہے بادِ بہار

برگِ گل تک سرخ باغِ دھر مین ہین تا بخار
آج کل فصلِ بہاری نے دیا ہے اشتہار

پھول پھل کیا خار تک ہے زیرِ فرمانِ بہار

۹
نشترِ گل سے بڑھا باد بہاری کا غرور
راستہ ملتا نہین صحنِ چمن مین دور و دور

دامنِ دستِ قیامت بھی کرے اسکو قصور
خرمنِ گل ہر روش ہے اور وہ پھر بھی دفور

نظم جہان

حرص کا دامن بنا ہے آج دامان بہار

۹
خوف بیگانہ نہیں اور ہے نہ کچھ رشک رقیب
بلبلون کو واسطے یہ فصل گل بھی ہے عجیب
مثل جنت باغ مین باہم ہین عشاق و حبیب
عندلیبون کو گلون سے ہے ہم آغوشی نصیب

وصل اب بوا سطہ ہے بہر مرغان بہار

۱۰
کوچ گلشن سے خزان کا ہے چمن مین جا بجا
ہے مبارکباد کی مرغان گلشن مین صدا
چہچہانا عندلیبون کا نہین بے فائدہ
مژدۂ فصل بہاری لایا ہے پیک صبا

بول بالا ہے چمن مین شور مرغان بہار

۱۱
توبۂ بیوقت سے ہے ناک مین رعشا کا دم
جان وایمان پر کیا ہے سخت تر اس نے ستم
بزم حیرت ہے جہان اب محجبے روئے صنم
فصل گل مین توبہ بے سے ہے رعشا کو الم

ہون اسی خوف و رجا مین اک حیران بہار

خمسہ بر غزل مرزا محمد اکبر خان خاور سیستانی

ہے اب آرائش سے رشک خلد ایوان بہار
ہر روش پر تختۂ گلزار ہے خوان بہار
بلبلین کیونکر نہون مشتاق ساما ن بہار
نوجوانان چمن ہین آج مہمان بہار

اوج پر ہے اندنون گل ہے شان بہار

۲
گلبدن گون کی طرح ہے پھولون مین شان دلبری
کم نہین خورشید رو سے باغ مین سوسن کبھی
نرگس گلزار دکھلاتی ہے سحر سامری
نرگسی آنکھین دکھا کر جان کی گاہک ہوئی

ہنکے سنبل دل کو لیتی زلف پیچان بہار

۳
رشک طوبے قد ہے نرگس آنکھ پر کرتی ہے داد
زلف و رخ خوسنبل و گل خلد کی دیتے ہین داد
دیکھکر تجکو نہین ہے قد سیون کو خلد یاد
تجکو وہ جوبن دیا ہے حق نے اے سنبل مراد

بجھیہ ہے قربان بہار اور بندہ قربان بہار

۴
ہے عروس باغ پر کیا خوبی جوبن اندنون
حسن پر لالہ ہے رونق پر ہے سوسن اندنون
پھولے پھولون کی چراغ آسا مین روشن اندنون
یوسفستان ہو رہا ہے صحن گلشن اندنون

بوشن آنکھین کریگا ہے پیرہن کفان بہار

۹ محفل مکتب ہوگا اونکے سامنے روح الامین ہونگے رضوان کے خط گلزار پر بھی نکتہ چین
دیکھ لینا گر یہی صحبت رہی اے ہمنشین لب تو وا ہولین ذرا طفلان بستان کہین

شیخ سعدی کو پڑھائینگے گلستان بہار

۶ سرزمین ہو جابجا سرسبز عالم باغ باغ ہے دل رضوان مین رشک گلشن ہستی ہی داغ
ہین جو افسردہ ادہنین ہو مژدہ عیش و فراغ پھاند کر دیوار بوسے گل کریگی تر دماغ

قد آدم سے سوا ہے موج طوفان بہار

۷ فصل گل بعد خزان سے ہجر مین بہ شگون پھول جاتی ہین چمن سے دل ہوا جاتا ہی خون
جوش سودا سے نہایت حال میرا ہے زبون دھجیان لون خوب ہی چلکر چمن مین ای جنون

ہاتھ اگر آئے چمن مین محکو دامان بہار

۸ فصل گل ہے نوستان کا قصد اگر کیجیے بلبلون پر مہربانی بندہ پرور کیجیے
دل نہین تو وقت شب سیر گل تر کیجیے عارض تابان سے گلشن کو منور کیجیے

آب کو کہتے ہین سب شمع شبستان بہار

۹ زیب گلزار عالم مین ہے ہر گل کا ظہور نقد گل لیجائینگے گلچین چمن سے دور دور
دھوم بازار جہان مین گل کی ہونی ہی ضرور صحن گلشن مین جو یون ہی ہے زر گل کا وفور

خوب گلچھرے اوڑائینگے جوانان بہار

۱۰ میکدہ گلشن ہے بلبلین بنیچے مسرور ہین پھول جام مے ہین غنچے دائہ انگور ہین
بادہ فوشان بہاری نشہ مین اب چور ہین بادہ شبنم سے نرگس کے قدح معمور ہین

ہر روش پر جھومتے پھرتے ہین مستان بہار

۱۱ طائر جان ہجر مین اب مائل پرواز ہے برزخ کبرے چمن ہے کون یان دمسار ہے
وادی محشر کا صحن باغ مین انداز ہے صوت بلبل نے تمہاری صور کی آواز ہے

شور محشر سے نہین کم شور مرغان بہار

۱۲ فصل گل کو لائی ہی اب کھینچ کر حب الوطن تیری خاطر جمع ہی سامان پہ ای رشک چمن

تو سرا

قاصد جا اوس چمن پر کو سنا دی یہ سخن
باغ ہے سبز و ہے نئے ہو مین بھی ہون اگلے گل
تو بھی گر آ جائے تو ہو خوب سامان بہار

۱۳ خاکساری سے اوڑائی ہے خزانے مین نے دھول
باغ عالم مین تہین کہتے ہین اہل ذی عقول
دستگیری کی تمنا ہی جو ہو اونکو حصول
ہمسے سستے دونون نسبت کرتے ہین گر ہو قبول
کہنہ سالان خسران و نو جوانان بہار

۱۴ کر چکے دور خزان باد بہاری جب کہ طے
مطرب گلشن ہوے نغمہ سرا بانگ دنے
خوب شاہا نہ تجمل ہے ہوا زکاوس کے
تخت طاؤسی ہے سبزہ سر بہ گل کا خیمہ ہے
کس تزک سے جلوہ گر ہے آج سلطان بہار

۱۵ تاب نے نشو و نما بالکل نہ سنبل کو رہی
بحر وہی کیا راست بازی ہو کھلی نسرین کھلی
سرزمین مین ہے سبز گلشن مین ہوا ایسی چلی
سرو بھی پابند جو ہے باہمہ آزادگی
آج نافرمان پر جاری ہے فرمان بہار

۱۶ ترک زاہد سے حرم ہو گبر سے چھوٹا ہی دیر
فصل گل مین اپنی حالت بھی نظر آتی ہی غیر
پوچھتے ہو حال کیا رعنا کا جو گذرا سو غیر
پھر وہی سودا ہی خاور اور وہی صحرا کی سیر
کرتی ہے بیڈھب اشاری چشم فتان بہار

خمسہ بر غزل صنم اکبر آبادی

۱ قصور رحبہ کا ہے اور مین ہون
غم گیسو سوا ہے اور مین ہون
خم کاکل ترا ہے اور مین ہون
تری زلف رسا ہے اور مین ہون
یہی دام بلا ہے اور مین ہون

۲ گوارا ہے مجھے کب بیعت خضر
کردن بیفائدہ کیا خدمت خضر
نہ دیکھون تو نہ دیکھون صورت خضر
تری رہ مین نہین ہے حاجت خضر
مرا دل رہنما ہے اور مین ہون

۳ مین دل برداشتہ دیر و حرم سے
ہوا نقش قدم اب در پہ تیرے

خدا گر روز محشر بھی دکھا دے　　اوٹھانے سے نہ اوٹھونگا کسی کے
ردولت سرا ہے اور مین ہون

۲
نہ دشمن کا بھی یہ حال زبون ہو+　　نہ ہے ہمدرد نے غمخوار ا بتو
گذرتی ہے جو مجھپر کیہ نہ پوچھو　　غم جانان ہے کافی دل لگی کو
یہی مونس مرا ہے اور مین ہون

۵
مجھے کب تیرہ بختی کا گلا ہے　　خیال کاکل وزلف رسا ہے
یہی جنجال قسمت مین لکھا ہے　　شب فرقت مین سودا زلف کا ہے
یہی کالی بلا ہے اور مین ہون

۶
پھر ایہ عشق مین مجھسے مقدر　　بنایا کاہ سے بھی مجکو لاغر
ہوا جب خاک مین ملکر برابر　　اوڑایا ضعف نے مجکو ہوا پر
بگولا بنے ہوا ہے اور مین ہون

۷
ہوے جب شائع عصیان پیمبر　　تو روز عید ہے پھر روز محشر
سخن رعنا کا سن مسرور ہوکر　　قیامت کا صنم ہرگز نہین ڈر
نبی حامی مرا ہے اور مین ہون

خمسہ بر غزل حافظ

۱
در رہ عشق کہ اول رہ بیگانہ زدند　　آتش از شمع گرفتند و بہ پروانہ زدند
بانگ بر خلق کہ از مشرب رندانہ زدند　　دوش دیدم کہ ملائک در میخانہ زدند
گل آدم بسرشتند و بہ پیمانہ زدند

۲
کوی جانان مین طلب سے کہ چہری یہ بھبوت　　خاکساری مری معراج ہے بہر لاہوت
کل سو حیرت سو ہی اسواسطے ہی مجکو سکوت　　ساکنان حرم ستر عفاف ملکوت
باس خاک نشین ساغر مستانہ زدند

۳
پہلے اک عمر جو منظور رہا اوسکو فساد　　خانہ عیش ہوا اسلیے میرا برباد

دن پھر سے میرے تو پھیر اوسنے کیا تجکو یاد | شکر ایزد کہ میان من و او صلح فتاد
حوریان رقص کنان ساغر مستانہ زدند

۴
ایسا انصاف ہی عالم مین نہ دیدہ اور نہ شنید | صاف افلاک سی ہی تا بزمین فرق بعید
سب پہ چھپے جان کی دشوار جو امر توحید | آسمان بار امانت نتوانست کشید
قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

۵
آبرو بے ارزی مین کبھی رکھتا نہین وسع | بوالہوس کو نہین حاصل ہی جہان مین خرقع
کیون نہو ناشق صادق کے لیے خاطر جمع | آتش آن نیست کہ بر شعلۂ او خندد شمع
آتش آنست کہ بر خرمن پروانہ زدند

۶
گرچہ رسوا کا نہین آج زمانہ مین جواب | لاجواب اوسکو کہون نہین یہ ہی عین صواب
پر یہ انصاف کی ہی بات فہیمون کی حساب | کس چو حافظ نکشید از رخ اندیشہ نقاب
ناسزا لاف عروسان سخن شانہ زدند

خمسہ بر غزل مضطر

۱
نہین وہ لن ترانی یاد تجکو بجیہ کہنا | جلا دل سوز غم مین طور سے بھی بشیر کہنا
برائے بوتراب اوس سے یہ قصہ سربسر کہنا | مرا اوس شعلہ رو سی نامہ بر سوز جگر کہنا
ہوا ہون خاک جلکر اور نہین تجکو خبر کہنا

۲
کسی ڈھب سے یہ اوس پردہ نشین سی نامہ بر کہنا | جگر کے پارے دلبر ہوا تیر نظر کہنا
لگا مرہم تو پہونچا اور زخمون کو ضرر کہنا | بیان طائر بسمل طپیان ہون خاکسر کہنا
ہوا ہی ناوک بیداد سے ٹکڑے جگر کہنا

۳
طریق عشقبازی سے نہین ہم بیجیہ کہنا | رہا کرتے ہین پیش تیغ غم سینہ سپر کہنا
کفن سر پر لپیٹے پھرتے ہین شام و سحر کہنا | جو کھینچی ہے ہماری قتل پر تیغ دوسر کہنا
کہ ہے تیغ ہم بھی آب تیغ ہی سے حلق تر کہنا

۴
نہین امید کچھ ایسی مسیحا کی ہوگئی شدت | مسیحا کہ گئے بیمار غم کو ہو چکی صحت

نہ ماری ناتوانی کے رہی اوٹھنیکی اب طاقت
تپ غم نے تری یان تک تے پہونچائی مری حالت
کہ پہلے درد سر تھا اب ہوا درد جگر کہنا

۵
روان ہو کوی جانان کو مبارک ہو سفر قاصد
ٹھہر نا راہ مین مطلق نہ تو شام و سحر قاصد
حضور یار مین کہنا مرا درد جگر قاصد
کرے وہ ہوشگافی حال کی میری اگر قاصد
نہ رکھنا فرق کچہ تو بھی سر مو سر بسر کہنا

۶
محبت مین تو رعنا جان دینے سے نہو باہر
لہو کا اوسکے تو پیاسا ہو پھیرے حلق پر خنجر
بھلا انصاف کی یہ بات ہے کوئی ستم پرور
نہین راہ وفا سے منحرف ہرگز مگر یہ سر
نہین راہ جفا سے باز تو اے فتنہ گر کہنا

۱۴ خمسہ بر غزل نواب خاص محل صاحبہ شاہ اودہ ۴

۱
غیرون کو تمنے ہمپہ ہنسایا تو کیا ہوا
صدمہ پہ صدمہ ہمنے اوٹھایا تو کیا ہوا
بیگانہ وار ہمکو بھلایا تو کیا ہوا
محفل مین مثل شمع رولایا تو کیا ہوا
ہم غمزدون کو تمنے جلایا تو کیا ہوا

۲
معشوق بیوفا ہین بہت آزمائے ہین
عاشق خدا نے عاجز و مسکین بنائے ہین
یہ غمزدے تو روز ازل کے ستائے ہین
عاشق سلف سے ظلم اوٹھاتے ہی آئے ہین
ہمنے تمہارا ظلم اوٹھایا تو کیا ہوا

۳
ساقی کو اپنے حسن ملاحت کا ہے غرور
پر کھہ اس خیال کو وہ دل سے اپنے دور
نشے مین عشق ساقی کوثر کے ہو نہین چور
اوس چشم مست کا مری آنکھون مین ہے سرور
ساقی نے جام مے نہ پلایا تو کیا ہوا

۴
قاصد جواب خط نہ پھر ایکے آج تک
تا حال ہمنے زیست بسر کی بلک بلک
پھر جذب دل کی عشق نے آخر کو کی کمک
دل کی کشش سو کھینچکے لائی ہین یان تلک
قاصد جواب یار نہ لایا تو کیا ہوا

خمسہ بر غزل حضرت ظفر بہادر شاہ

۱

یا مجھے وحشی و دیوانہ بنایا ہوتا
یا مجھے عاقل و فرزانہ بنایا ہوتا
یا مجھے سبزۂ بیگانہ بنایا ہوتا
یا مجھے افسر شاہانہ بنایا ہوتا
یا مرا تاج گدایانہ بنایا ہوتا

۲

نور سے تو نے فرشتوں کو بنایا پہلے
بعد ازاں نار سے جن تو نے بنائے سارے
میری خلقت بھی جو منظور تھی تجھ کو ایسے
خاکساری کے لیے گرچہ بنایا تھا مجھے
کاش خاکِ درِ جانانہ بنایا ہوتا

۳

ہے پریشانی میں جمعیت دل ناممکن
رشتۂ الفت زلف دل بیتاب ہی ہر شب ہر دن
کافرِ عشق سہی گو نہ بنایا مومن
دل صد چاک بنایا تو بلا سے لیکن
زلفِ مشکین کا ترے شانہ بنایا ہوتا

۴

کاسۂ دل تھا مے عشق کے پینے کے لیے
رہی حسرت ہی مگر کجروئے ساقی سے
دیکھا اے پیرِ مغاں طرف کو تیری ہم نے
تھا جلانا ہی اگر دوری ساقی سے مجھے
تو چراغِ درِ میخانہ بنایا ہوتا

۵

ہوں میں سرمستِ مئے جامِ حقیقت یارو
قلقل شیشہ نہ سنکر کہیں میرا قلق ہو
ہو گئے نشۂ ہر ساقیٔ کوثر سے کہو
نشۂ عشق کا گر ظرف دیا تھا مجھکو
عمر کا تنگ نہ پیمانہ بنایا ہوتا

۶

خانہ برباد کوئی کوئی پریشان مضطر
کوئی حیران کوئی مغموم ہے کوئی مشدد
کوسِ رحلت کی صدا آتی ہے بس آٹھ پہر
روز معمورۂ دنیا میں خرابی ہے ظفر
ایسی بستی کو تو ویرانہ بنایا ہوتا

خمسہ بر غزل اوستاد غالب

۱

عیسیٰ مریم یہاں اعجاز دکھلایا کیے
زندگی کافور ہے مرہم سے جل پائیں گے کیا

رشتۂ جان ہی نہین پھر زخم سلوائینگے کیا | دوست حال زار پر اب رحم فرمائین گے کیا
زخم کے بھرنے تلک ناخن بڑھ جائینگے کیا

۲ ی ضمانت گو عبث نے ہمسے مانا یون سہی | شہر کے حاکم نے بھی پہرے مین رکھا یون سہی
خیر قاضی نے جو لکھوایا مچلکا یون سہی | گر کیا ناصح نے ہمکو پیدا چھایون سہی
پر جنون عشق کے انداز چھٹ جائینگے کیا

۳ دین و ایمان ترک ہو سب ترک الفت ہو نہ آہ | عشق کی تدریس رہتی ہے یہان ہر گام و گاہ
مین یہان دیدہ ہون کچھ نادان نہین دل ہے گواہ | حضرت ناصح جو آوین دیدہ و دل فرش راہ
پر مجھے یہ کوئی بتلا دے کہ فرمائین گے کیا

۴ خون دل حسرت مین جانبازی کی کھاتا ہون مین | دم او بجھتا ہے میری سینے مین گھبراتا ہون مین
سر بکف تکبیر خوان عقل اپنی دوڑاتا ہون مین | آج وان تیغ و کفن باندھے ہوئے جاتا ہون مین
عذر میرے قتل کرنے مین وہ اب لائینگے کیا

۵ دہر کے غم سے نہین فارغ ہے گو ہر نیک و بد | پر غم خوبان مین اب کچھ بھی نہین ہے جہد و کد
ہے غم عشق اسقدر عنقا کہ اللہ الصمد | ہے اب اس معمورہ مین قحط غم الفت اسقدر
ہنسنے پہ مانا رہے دل مین پھر کھائینگے کیا

مخمس بر غزل رند

۱ کسقدر طالعون کی پستی ہے | جان جانان کو اب ترستی ہے
اک اداسی یہان برستی ہے | نیست بے یار مجکو ہستی ہے
شہر ویران او جا بسی ہے

۲ بڑھ کے خورشید سے ہے وہ خورشید | ذرہ آسا ہو کیون نہ ہمکو امید
خضر و الیاس سے کھلا یہ بھید | اوسکے کشتے ہین زندہ جاوید
نیستی اونکی عین ہستی ہے

۳ رکھ کے ہاتھون پہ یہ دل بیتاب | در بدر ہم پھرے ہین خانہ خراب

الغرض لکھنؤ سے تا پنجاب | ایک بت نے دیا نہ ہمکو جواب
بے زبانون کی ہند بستی ہے

۴
گوش دل سے یہ اہل دل سن لین | شادی و غم ہین جمیع دنیا مین
بزم عالم کا حال کس سے کہین | اس مرقع کی دیکھ تصویر مین
کوئی روتی ہے کوئی ہنستی ہے

۵
دیدۂ دل ہین گر ترے بیدار | تو رہ عشق کچھ نہین دشوار
خضر رہ بھی یہان نہین درکار | منزل عشق کی ہے رہ ہموار
نہ بلندی ہے اور نہ پستی ہے

۶
آئینہ کا ہے رنگ سا منمی فق | صاف جو بن عیان ہے مثل شفق
کیا مقید مین شان ہے مطلق | حسن دکھلا رہا ہے جلوۂ حق
بت کو بھی ذوق خود پرستی ہے

۷
باندہ احرام صورت حجاج | دل نالان سے کر کے استمزاج
کوچۂ دلربا مین جائین گے آج | خاکسارون کی ہے یہی معراج
سربلندی ہماری پستی ہے

۸
جان و دل سے ہون جسپہ مین مفتون | ہے وہ لیلیٰ ادا مری مجنون
ہے موافق جو گردش گردون | وہ پری لیکے سانہ سوتا ہون
خود جسکا پلنگ کشتی ہے

۹
دام ذلت مین ہے گرفتاری | دیکھون تا چند یہ رہ خواری
زیر بار الم ہون اے باری | ہے جہان پر مرا قدم بھاری
ہر قدم پر زمین دھنستی ہے

۱۰
فرقت یار مین ہین رنج بڑے | راتین بھاری ہین ہمپہ دن ہین کڑے
مثل رعنا زمین مین کیون نہ گڑے | ایسے جینے پہ درمند خاک پڑے
موت اس زندگی سے بہتی ہے

خمسہ بر غزل عالم بیگم شاہ اودہ

۱
اے جان جہان ہم تمہین رسوا نہین کرتے — اسپر بھی کبھی تم مری پروا نہین کرتے
جانباز ہین ہم جان کا صرفا نہین کرتے — جی تم پہ فدا کرتے ہین ایسا نہین کرتے
رنج آپ ہمین دیتے ہین اچھا نہین کرتے

۲
ہر جائیون کی طرح ہو بدنام شب و روز — جز نامہ و پیغام نہین کام شب و روز
اس رشک سے ہمکو نہین آرام شب و روز — غیرون کے چلے آتے ہین پیغام شب و روز
ہم وہ ہین کہ ان باتون کا چرچا نہین کرتے

۳
ایمان دل و جان ہمنے کیے آپ پہ صدقے — صد حیف کہ اسپر بھی ہوے تم نہ ہمارے
خود کام ہو عیار جہان مین نہین تمسے — ہم ملتے ہین تم کہتے ہو ہرگز نہ ملین گے
ضد کرتے ہو تم پاس ہمارا نہین کرتے

۴
بیمار غم ہجر کو تم آکے تو دیکھو — مہمان کوئی دم کا ہے جہان مین فقط ہو
یہ کج روشی مجھسے مناسب نہین تمکو — اے رشک مسیحا مجھے تم بھول گئے ہو
کشتہ ہون تمہارا کبھی زندہ نہین کرتے

۵
اے جان جہان ہے بخدا نازیہ بیجا — ہو وصل کی شب اور ہو مشتاق سی پروا
لے شوق سے منہ کھول بھی دی ہو چکا نخرا — گھونگھٹ کو اوٹھا کر مری چھاتی سے لپٹ جا
اے جان شب وصل مین پردا نہین کرتے

خمسہ بر غزل ناسخ

۱
تکلف چھوڑ کر عزم سفر اب دلمین ٹھانا ہے — مقدم اوسکو آنا ہی مقرر ہمکو جانا ہے
خدا جانے قضا کسوقت آکر کیا ٹھکانا ہی — اجل سر پر کھڑی ہے خوب غفلت مین نہ رہنا ہے
چھپر کھٹ کی عوض لازم جنازہ کا بنانا ہی

۲
یہ شوخی اور طراری بلا ہی کیا ٹھکانا ہے — کرے پامال عالم کو یہ اوسنے دلمین ٹھانا ہے

ضرور اوس شہسوار عرصۂ خوبی کو آنا ہے | غبار ہستی عاشق جو آج اوسکو اوڑانا ہے
سمند ناز کو گردن کا ڈورا تا زیانا ہے

۳
خود آرائی کا دل مین قصد اوس گلرو نے ٹھانا ہے | دھری سی دیکھیے کس کس کا اوسکو خون بہانا ہے
دل عالم غرض ہر رنگ سی اوسکو لبھانا ہے | لب گلرنگ پر مستی لگانے کا بہانا ہے
اوسے برگ گل لالہ کو نافرمان بنانا ہے

۴
خود کچھ کام کرتی ہے نہین اسرار عالم مین | ہمیشہ حکم جاری ہے نیا سرکار عالم مین
نیا یاسکہ گل گلشن بازار عالم مین | نکلتا ہے جو ہر گل زریکف گلزار عالم مین
خدا جانے زمین مین دفن یہ کسکا خزانا ہے

۵
فنا لازم وجود حادث گل کو ہے ای ہمدم | بھروسا کسکو ہے مہمان ہین فی نیا مین بنی آدم
خدا کی ذات واجب ہے فقط حادث ہے یہ عالم | اشارہ آمد و رفت نفس کا ہے یہی ہر دم
بدن مین دم جو آیا ہے مقرر اسکو جانا ہے

۶
سراسر کندہ نقش رشک ہے دلکی نگینے پر | وہ واقف ہے مین راضی ہون حنا کر خون پینے پر
کمر باندھے ہوی وہ فتنہ گر ہے میرے کینے پر | رکھا ہے ہاتھ شفقت سے کب اوسنے میرے سینے پر
اوسے اب آتش رنگ حنا سے دل جلانا ہے

۷
زمانہ مین عموماً یون تو شاعر ہین سبھی ناسخ | مقابل ہو کسی سے حال کھلتا ہے جبھی ناسخ
نہوتا میر پر تو نظم رعنا سے ابھی ناسخ | کمی ہوتی نہین نقد سخن کی یان کبھی ناسخ
ازل سے اپنے قابو مین معانی کا خزانا ہے

خمسہ بر غزل آتش

۱
غسل میت مجھے جانان نے دیا میرے بعد | اور جنازہ کی بھی ہمراہ رہا میرے بعد
قبر پر یار نے قرآن پڑھا میرے بعد | فرض کیا کیا نہ ادا اوسنے کیا میرے بعد
سفر طاعت کی ملی مجھکو جزا میرے بعد

۲
تھا حسینون کو اک انداز کا مفتون عالم | میرے دم تک چمن دہر رہا رشک ارم

قدردان تجھسا گیا جب کہ سوی ملک عدم ہوگیا سلسلۂ مہر و محبت برہم
نازنین بھول گئے ناز و ادا میرے بعد

خواب مین بھی کبھی عاشق نہ نظر آئین گے ملکے ہاتھون کو حسین دیکھنا پچھتائین گے
کھیروی ہفت فلک پھر کسے دکھلائین گے یاس و حرمان و غم و درد نہ بٹہ جائین گے
بیکسی کا نہین لگنے کا پتا میرے بعد

شور بلبل کی عوض زاغون کی آئیگی صدا خاک اوڑے گی عوض بارش شبنم ہر جا
نخل سوکھین گے و دھر صرصر کا جھونکا رنگ رخسار گل و لالہ و گرگون ہوگا
نہ رہیگی یہ گلستان کی ہوا میرے بعد

سخت مشکل ہے سر انجامی کار الفت بے مرے کون اوٹھا سکتا ہی بار الفت
مجھپہ باری نے مگر رکھا مدار الفت مین نہونگا تو نہ دیگا قرار الفت
کوئی بہ سکنے کا نہین شرط وفا میرے بعد

کہ اجل سے ہوے جان بہتر کی آرزو مثل رعنا کے ہو یہ مرحلہ گرمے آرزو
کر دعا اوس سے ہی بہتر نہ کوئی شی آرزو تیر پر فاتحہ کو آئے وہ شوخ اے آرزو
نیک توفیق دے اوس بت کو خدا میرے بعد

خمسہ بر غزل ایضاً

ایک مدت ہوئی دیکھا نہین ہے روی دوست بیخودی مین ہر گھڑی ہی دھیان میرا سوی دوست
عالم خلوت و جلوت مین ہر یہ ہے جوے دوست تار تار پیرہن مین بس یہی ہی بوے دوست
مثل تصویر نہالی مین ہون با پہلوے دوست

ہر بیاض اوسکی جبین مین صورت نور سحر رنگ ہر رخسار گلگون کا شفق سان سربسر
سبزۂ خط حاشیہ ہے صفحۂ رخسار پر چہرہ رنگین کوئی دیوان رنگین ہے مگر
حسن مطلع ہے جبین مطلع ہو صاف ابروی دوست

اوسکے بالون مین مین کیا عشوہ و انداز و ناز ہر شروع عشق کا فرمین بلا سوز و گداز

ہوشگافی ہو سکا کیا ہے ابھی پردہ مین راز | ہجر کی شب ہو گئی روزِ قیامت سے دراز
دوش سے نیچے ابھی اوتری نہین گیسوے دوست

۴
الفت پردہ نشین مین ہے گرفتار بلا | ہنسنے نا شوق دیدا وسکا تجھے غالب ہوا
ہے یہ آئینہ تصور سے مقرر رو نما | دور کر دل کی کدورت محو ہو دیدار کا
آئینہ کو سینہ صافی نے دکھایا روی دوست

۵
تیرہ بختی سے ہوا سودائے گیسوے دوتا | عمر بھر حسرت رہی سلجھایے زلف رسا
شان ایزد ہم مرین حسرت ہی مین دھر تا | واہ رے شانہ کی قسمت کسکو یہ معلوم تھا
پنجۂ شل سے کھلین کے عقدہ ہاے موی دوست

۶
کوچۂ سفاک مین لاکھون کھڑی ہین جان نثار | کون لوٹی دیکھیے باغ شہادت کی بہار
ناز کی و ناز قاتل سے یقین ہی بار بار | دو مرینگے زخم کاری سے تو حسرت سے ہزار
چار تلوارون مین شل ہو جائیگا بازوی دوست

۷
زندگی مین عمر بھر اوس گل سے تھی ہم لب بلب | ہجر ہی اوس گلبدن کا کنج مرقد مین غضب
یاد کرتے ہین جو گلزار جہان ہے یہ سبب | فرش گل بستر تھا اپنا خاک پر سوتے ہین اب
خشت زیر سر نہین یا تکیہ تھا زانوے دوست

۸
تند باد دہر کا ہے خاکسارون پر ستم | حیف کوئی یار مین جمنے نہین دیتے قدم
دل کو جب بیچارگی سے سخت ہوتا ہی الم | یاد کر کے اپنی بربادی کو رو دیتے ہین ہم
جب اوڑاتی ہے ہوا سے تند خاک کوی دوست

۹
افسر خوبان سی آتش دیکھیے کیونکر بنے | دلبر نادان سے آتش دیکھیے کیونکر بنے
شوخ نافرمان سے آتش دیکھیے کیونکر بنے | اوس بلاے جان سی آتش دیکھیے کیونکر بنے
دل سوا شیشہ سے نازک دل سے نازک خوی دوست

خمسہ بر غزل میر درد

۱
مصیبت سے اپنا دامن بچا چلے | لیکے حسرت با دل مضطر چلے

بس اسی خوف و رجا مین مر چلے
تہمتِ چند اپنے ذمہ دھر چلے

کیلیے آئے تھے کیا ہم کر چلے

۲
حشر کا دن ہمکو اک آن ہے
کم ہو عمر یہ کیا امکان ہے
قہر حسرت ہے غضب ارمان ہے
زندگی ہے یا کوئی طوفان ہے

ہم تو اس جینے کے ہاتھون مر چلے

۳
گلشن ہستی کا نظارہ کیا
اب ہے سر مین باغ جنت کی ہوا
دم کہ دم کی سیر ہے دقفہ ہے کیا
کیا ہین کام ان گلون سے اے صبا

اک دم آئے ادھر اور ادھر چلے

۴
آئے تھے مہمان برائے یک نفس
خوب دیکھا اب نہین باقی ہوس
اب یہان رہنا ہے بس قید قفس
دوستو دیکھا تماشا یان کا بس

تم رہو خوش ہمتو اپنے گھر چلے

۵
بے زبان جو شمع سان ہین کیا کہین
عشق کی آتش سے اور تے ہین ہمین
دیکھین شاک ہے بزم ہستی مین جنہین
شمع کے مانند ہم اس بزم مین

چشم نم آئے تھے دامن تر چلے

۶
محفل ہستی کا دیکھا تا و بھاؤ
تشنہ کامون کی صدا ہے لاؤ لاؤ
کھول خم کر محتسب سے گھر کو جاؤ
ساقیا یان لگ رہا ہے چل چلاؤ

جب تلک بس چل سکے ساغر چلے

۷
ہند سے چین اور عجم سے تا عرب
دھوم ہے مخلوق کی ہر روز و شب
کوئی رعنا سے نہین کہتا سبب
درد کچھ معلوم ہے یہ لوگ سب

کس طرف سے آئے تھے کیدھر چلے

خمسہ بر غزل آتش

۱
فلک پہ پھینکتے آہ شرر مارا جاتا ہے
تمہارے سامنے کیا ہوگا بزم آرا جاتا ہے

جہان کی نظرون سے اب آپنے اوتارا چاند
تمام رات ہوئی کر گیا کنارا چاند

لو اور تر و بام سے تم بھی اور ہمارا چاند

۲
ذرا اوتر کے چھپر کھٹ سے بان تلک آؤ
جھروکے کھول کے اک لحظہ بیٹھ تو جاؤ
تماشا دیکھو نہ انجم سے اتنا شرماؤ
نقاب اولٹ کے رخ رشک ماہ دکھلاؤ

اندھیری رات مین ہے ایک ایک تارا چاند

۳
ہے چار دن ہی کی یہ چاندنی کہو کوئی کیا
مثل یہ راست ہے اور اسمین شک نہین اصلا
جو ہفتہ دوست ہین اونکا رہا یہی شیوا
وہ ماہ آج جو آیا تو کل گیا غارا

نشاط و عیش مین گذرا کبھی نہ سارا چاند

۴
خیال جانب جو روپری نہین جاتا
نہ خواب باغ کی گلگشت ہی کا ہے آتا
نہین وہ نور کا پتلہ تو ہون یہ گھبراتا
فراق یار مین کوئی حسین نہین بھاتا

گران ہے مہر جہانتاب و ناگوار ا چاند

۵
یہ شعلہ رو کا خدا داد حسن ہے یارو
کہ جلوہ طور سے بھی بڑہ کے اوسمین ہے دیکھو
سر غرور مین ہے دود کبر ماہ کے گو
مقابلہ جو رخ آتشین یار سے ہو

یہ بیقرار ہو اور جاے سینکے پارا چاند

۶
ہمیشہ کرتا ہے چوکھٹ پہ جبہ فرسائی
خصوص جب سے کہ شق القمر ہوا تھا کبھی
نہین یہ ہالہ ہے حلقہ بگوش سچ ہے یہی
تری غلامی کا دعوے ہے یار اوسکو بھی

جبین کے داغ کو رکھتا ہے آشکارا چاند

۷
ہزار رکھتا تھا انداز دلربا یوسف
ضرور ہوتا پیرا اوس بت کا مبتلا یوسف
عزیز و پوچھو زلیخا سے کیا ہوا یوسف
زمانہ یار کا آیا گذر گیا یوسف

طلوع نیر اعظم ہوا سدھارا چاند

۸
نہین عبث یہ ہے عین قصور دلدار
اثر و فور محبت کا ہے یہ بے تکرار
بنایا دل چہ نقش کہ مطلع رہا نوار
ہمارے دل مین نہین نقش روی روشن یار

ہوی کے بدلے ہے آئینہ مین اوتارا چاند

کبھی فلک کا نہ دیکھے زمین فروغ آتش
نہیں زحل کو سہا کے قرین فروغ آتش

ہوا ہے ماہ کو خور پر کہین فروغ آتش
رخ حبیب سے ممکن نہین فروغ آتش

اگر وہ حسن سے شعلہ ہے تو شرار اچاند

خمسہ بر غزل حافظ

۱

برق حادثہ آتش بہ خرمن افتاد است
تمام گلشن آفاق دام صیاد است

بہ عیش کوش اجل فرصتے اگر داد است
بیا کہ قصر امل سخت سست بنیاد است

بیار بادہ کہ بنیاد عمر بر باد است

۲

بھرا ہوا نہ ہے دورنگی سے باغ ہست و بود
جو راست پوچھو تو یکرنگ لوگ ہین معدود

غرض عوام سے کیا اہل دل سمی ہے مقصود
غلام ہمت آنم کہ زیر چرخ کبود

ہر چہ رنگ تعلق پذیرد آزاد است

۳

گناہگار ہون پر زیر پاہی راہ ثواب
عجیب سانحہ شب کا سناؤن ای احباب

کل ایک خضر منش سے رہی سوال و جواب
چہ گویمت کہ بہ میخانہ دوش مست و خراب

سروش عالم غیبم چہ مژدہ ہا دادست

۴

کہا یہ اوسنے سن ای مرد نیک کوتہ بین
ترا مقام ہے درگاہ حق مین علیین

یہ میکدہ ہے خرابات و قابل نفرین
توئی بلند نظر شاہباز سدرہ نشین

نشیمن تو نہ این کنج محنت آباد است

۵

جو ہمصفیر ہین ارواح تیرے باتو قیر
وہ تجکو دیکھکے ہوتے ہین دل مین بس دلگیر

تو کان دھر کے ذرا سن تو اونکی کچھ تقریر
ترا ز کنگرہ عرش میزنند صفیر

ندانمت کہ درین واہگہ چہ افتادست

۶

بعین خواب مرے دل پہ گرد تھی افکار
کہ بیٹھ آتے ہی دیکھا بزرگ اک دیندار

براہ لطف و نگاہ کرنے مجھسے یہ گفتار
نصیحتے کنمت یاد گیر و در عمل آور

کہ این حدیث ز پیر طریقتم یادست

یہان جو شاد ہے انجام کو وہ ہے ناشاد | طلسم سان ہے یہ نیرنگ عالم ایجاد
زبانہ دیدہ ہون رکھہ میری یہ نصیحت یاد | مجو درستی عہد از جہان سست نہاد

کہ این عجوز عروس ہزار داماد است

۸ تپاک اسکا ہے اول تو مثل شیر و شکر | مآل کار ہے لیکن بشہ کے حق مین ضرر
ملا ہے زہر ہلاہل نبات کے اندر | فریب شیوۂ حسن از جہان پیر مخور

کہ ہر کہ کرد بوے اختلاط ناشاد است

۹ یہ کارخانۂ ہستی ہے محض بے بنیاد | غم و الم مین نہ عمر عزیز کر برباد
کہا یہ مان نے ہرگز نہ دل مین ہونا شاد | غم جہان مخور و پند من بیر از یاد

کہ این لطیفہ غنیم ز رہروی یاد است

۱۰ وہ بیخبر ہے جو مجبور بندہ کو ٹھہرائے | وہ بیخبر ہے جو مختار نیک و بد فرمائے
بجا ہے مخبر صادق کی اس حدیث پہ رائے | رضا بدہ بہ قضا و ز جبین گرہ بکشائے

کہ بر من و تو در اختیار نکشاد است

۱۱ خزان سے گلشن ایجاد مین پڑا ہے خلل | بیان غنچہ دل افسردہ نوگ ہین بالکل
صدائے کوس سفر شیشے کی ہے یان قلقل | نشان عہد وفا نیست در تبسم گل

بنال بلبل عاشق کہ جای فریاد است

۱۲ نہین زمانہ مین شیرین سخن مگر حافظ | جہان مین صورت رعنا ہے نامور حافظ
بجا ہے شعر کا کرتا ہے فخر گر حافظ | حسد چہ میبری ای سست نظم بر حافظ

قبول خاطر و لطف سخن خداداد است

مخمس بر غزل حافظ

۱ بہت ہون بخت کی سرگشتگی سے آوارا | تلاش یار مین سرگشتہ ہو نہین بیچارا
گر نہ ہو اگر اور تجکو ہو یارا | صبا بلطف بگو آن غزال رعنا را

کہ سر بکوہ و بیابان تو دادہ مارا

ہوئی نصیب جو ساقی سے ہمکو یکجائی
تھا ایک وجد کہ ہم مشربون کی یاد آئی
بھرا آئی آنکھ جو مطرب نے بیت یہ گائی
چو با حبیب نشینی و باده پیمائی
بیاد آر محبان باده پیمارا

چمن مین خانۂ صیاد تک پڑا ہے غل
تڑپ رہی ہے بڑی شوق دید مین بلبل
ضرور رحم ہی آئے گا کہین نہ نوبت قتل
غرور حسن اجازت مگر نداد اے گل
کہ پرسشی نکنی عندلیب شیدارا

ہے دام و دانہ سے صید جانور اکثر
فقط ہے دام محبت بلاے جان بشر
زمانہ دیدہ کی تسخیر کا یہ ہے جوہر
بخلق و لطف توان کرد صید اہل نظر
بہ بند و دام نگیرند مرغ دانا را

علم ہے سخن شستہ رفتہ حافظ
عجیب گوہر مضمون ہین سفتہ حافظ
جو آشکار ہو نظم نہفتہ حافظ
بر آسمان چہ عجب گر گرفتہ حافظ
سماع زہرہ برقص آورد مسیحا را

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY HYDERABAD-1

خمس بر غزل آتش

عشق مین داغ جگر کو گل گلشن سمجھا
آہ کو زمزمۂ مرغ نوا زن سمجھا
خاکساری سے نہ اسید کو حسن سمجھا
خاک مین ملکے بھی مین اوسکو نہ دشمن سمجھا
گردش چرخ کو اک گردش دامن سمجھا

مار ہے میرے گلے کا وہ مثال مفتون
اسکے ہاتھون سے مین اللہ بتنگ یا ہون
نوبت دست و گریبان سے ہی چال زبون
چھوڑ تا میرے گریبان کو نہین دست جنون
کیا یہ اوسکو کسی محبوب کا دامن سمجھا

ہے بجا قد کو مہ نو سے اگر نسبت دین
کل ہے عارض دہن تنگ کو غنچہ کہین
سیب سے بوسہ کے زنخدان ہی نہین شک مین
زلفین سنبل ہین تو بھونرون سے خط و خال کہین
جسنے دیکھا ترے چہرے کو وہ گلشن سمجھا

خاص اور عام ہین سب جال سے اوسکی آگاہ | جمع رہتی ہے ہمہ ہین خلق خدا شام و پگاہ
ملک و من و بشر ہی وہی ہر ایک کی راہ | کیا جگہ کعبہ جو محبوب ہے سبحان اللہ
کوئی کعبہ کوئی جنت کوئی گلشن سمجھا

۵
ہجر مین سیر سے گلزار کی کیا سود ہوا | سوختہ آتش گل سے صفت عود ہوا
سبزۂ تر سے نہ حاصل گل مقصود ہوا | سنبل تر مجھے بے زلف صنم دود ہوا
بے رخ یار مین گلزار کو گلخن سمجھا

۶
آپ جب سے ہی فلک تھی شب ہجری مائل | فرش سے عرش تلک صاف تھا کچھ حائل
تھا یہ رعنا بھی رہ کاہکشان پر سائل | کیون نہ معراج محمد کا ہو آتش قائل
کہ مہ و مہر کو نقش سم توسن سمجھا

مخمس بر غزل رند

۱
نہ پہلے سے وہ کیا انکو جراتے جاتے | زخم کاری مرے کیونکر نہ لگاتے جاتے
تھی شکایت کہ اگر دل نہ چراتے جاتے | ہاتھ مین کیون نہ تو ہاتھ اپنا جراتے جاتے
اور تلوار سے کیون نہ دباتے جاتے

۲
گلشن حسن سے کیا کیا نہ دکھائے رنگ | جلوہ گر فصل بہار اور خزان کا ہر رنگ
دیکھنے والے تھے جس سیر کے گلزار کے رنگ | حیف اے اوس عارض گلگون پہ کیا سرخ تمانگ
خار مین صحن گلستان کو دباتے جاتے

۳
شعلۂ شوق سے اب جلتا ہے دل کا خرمن | سوز آتش سے ہے سینہ کو مرے اب گلخن
ایک تو ہجر مین مین داغ ہا ہون دشمن | آتش شوق کو کرتے ہین یہ کار روغن
اشک گرم اور بھی مین آگ لگاتے جاتے

۴
نہین رہتی ہے زمانے مین کسی کی چلتی | کشتی آخر کو ہے بھنور سے ترتب حل ہوتی
واہ کیا بخت رسا نے ہے دکھایا رخ | ہوئی دربان تلک اوسکے رسائی حاصل
رفتہ رفتہ مجھے اوس کوچہ مین آنے جاتے

عمر بھر یون تو رہا خیر تمہین مجھسے حجاب
پر دم نزع جمال اپنا دکھانا تھا شتاب
حشر مین روز جزا کیا مجھے تم دو گے جواب
نزع مین تھا مین تمہین منہ سے ادا کہنا تھا لقب

آخری وقت تو دیدار دکھاتے جاتے

۶
رہے اک عمر ترے عشق مین ہم خاک بسر
بھول جاؤن تجھے ممکن ہی یہ اے رشک قمر
نقش خاطر خط تقدیر ہے یان آٹھ پہر
یک بیک دل سے مٹی نقش محبت کیونکر

لالہ رو داغ ترا جاتے گا جاتے جاتے

۷
رخ روشن تجھے دکھلائے گا قاصد نہ ترب
جلد تشریف یہان لائیگا قاصد نہ ترب
آن کی آن مین آ جائیگا قاصد نہ ترب
دل بیتاب شتاب آئیگا قاصد نہ ترب

راہ مین دیر لگی ہی فقط آتے جاتے

۸
گر وہی آئے تو آنے کا مزا ہم ہے کون
مین بلاؤن تو بلانے کا مزا ہم ہے کون
ادھر طرف پاؤن اوٹھانے کا مزا ہم ہے کون
کوچۂ یار مین جانے کا مزا ہم ہے کون

خود حذر کرتا ہون اوس راہ مین آتے جاتے

۹
سات تم میرے جنازے کے نہ آئی نہ سہی
قم باذنی کے لیے لب نہ ہلائے نہ سہی
اشک دو چار نہ آنکھون سے بہائے نہ سہی
شمع و گل تربت عاشق پہ نہ لائے نہ سہی

فاتحہ کے لیے تو ہاتھ اوٹھاتے جاتے

۱۰
زندہ در گور رہا ہجر مین کیا خاک جیا
ہچکیان آتی رہین نزع کی کھینچی ایذا
دم اوجھتا تھا بہت صبر نفس تھا جذا
ہجر کی شب تپ فرقت نے یہ دم بند کیا

سانس بھی رکنے لگی سینے مین آتے جاتے

۱۱
چاہ کا نام بھی سہو آ نہین لیتے ہشیار
دشمن دین و دل و جان ہین تبان عیار
دیکھو پچھتاؤ گے رعنا کی طرح آخر کار
چاہنا ترک کرو یا مکر و ہو مختار

نیک و بد ہم ہین تمہین رند جتاتے جاتے

خمسہ بر غزل حافظ

۱
لالہ سان داغ ز حسرت بجگر مے بینم
جیب گل چاک ز رشک رخ و قامت سحر مے بینم

سر کرا سے نگریم خاک بسر سے نہیں | این چہ شوریست کہ در دور قمر سے نہیں
ہمہ آفاق پر از فتنہ و شر سے نہیں

۲
آرزو لاکھ کریں رہتے ہیں سائل کام | نقد مقصود سے خالی ہے کف خاص و عام
شام سے تا بہ سحر اور سحر سے تا شام | ہمہ کس روز بہی میطلبند از ایام
مشکل اینست کہ ہر روز بتر سے نہیں

۳
کارخانہ یہ جہان کا نظر آیا سہ دست | عیب ہی آج ہنر اور ہنر عیب سے پست
سفلہ پرور ہے فلک اسکے اجلاف ہین مست | انہان را ہمہ شربت ز گلاب و قند ست
قوت دانا ہمہ از خون جگر سے نہیں

۴
کینہ و رنج و خصومت غضب و بغض و حسد | رائج اسدرجہ جہان مین ہین کہ جسکی نہین حد
جاے رقت ہی اقارب ہین عقارب سے بھی بد | ہیچ الفت نہ برادر بہ برادر دارد
ہیچ مہرے نہ پدر را بپسر سے نہیں

۵
اس زمانی مین ہین دل موم دلون کے پتھر | حال اولاد کا برعکس اب آتا ہے نظر
کیا قیامت ہے کہ فریاد یہی ہے گھر گھر | دختران را ہمہ جنگ ست و جدل با مادر
پسران را ہمہ بد خواہ پدر سے نہیں

۶
جاے عبرت ہی یہ ہی قہر خدائے منان | جنکے تن قابل خلعت ہون پہرین وہ عریان
گردش چرخ سے عالم مین ہی اوندھا سامان | اسپ تازی شدہ مجروح بزیر پالان
طوق زرین ہمہ در گردن خر سے نہیں

۷
راست ہے بات مری لغو نہین ہی یہ سخن | عافیت مدنظر ہے تو اسی غور سے سن
منتخب شعر ہے رعنا یہ نہین بے سر و بن | پند حافظ بشنو خواجہ برو نیکی کن
زانکہ این پند بہ از گنج گہر سے نہیں

خمسہ بر غزل مومن خان دہلوی

۱
[illegible] سے بھی ہم [illegible] جائینگے | کعبہ بھی اگر ہوگا تو سجدہ انکو کرینگے

جائے گی اگر جان بھی تو مر فانکرینگے
توبہ ہے کہ ہم عشق بتان کا نکرینگے

وہ کرتے ہین اب جو کیا تھا نکرینگے

۲
کچھ نفع نہین بند کی تقدیر سے دلکو
آرام کہان گردش تقدیر سے دلکو
روکین گے کبھی پیچ سے تدبیر سے دلکو
ٹھہری ہی کہ ٹھہرائین گے زنجیر سے دلکو

پر پر بھی زلف کا سودا نکرینگے

۳
گر بائین فلک سے بھی اگر آکے مسیحا
اور شوق سے ترسائین بھی محبوب ستمسا
ضد ہی ہمین اس درجہ کہ جائین نہ کیسا
گو دار پہ کھینچین ہمین دلدار نصارا

پر آرزوے زلف چلیپا نکرینگے

۴
جل جاتا وہ تھی عشق سی بو دل مین لگائی
بچ نکلا خلیل اللہ کی دی دی کہ دہائی
پر جان پہ کھیلے ہون یہ دلمین ہی سمائی
گر حسن نگو سوز نے پھر آگ لگائی

کیون آب دم تیغ سے ٹھنڈا نکرینگے

۵
پھرون دل خود رفتہ رہا آتا ہے خاموش
بیخود ہین ہم ایسے کہ دو عالم ہین فراموش
سودے کا تو ہے زور پر اتنا ہی ابھی ہوش
اندیشہ فرگان مین اگر دل نے کیا جوش

نشتر سے علاج دل دیوانہ کرینگے

۶
مرنے کی تمنا ہے کہ جاؤن ہین جہان کو
کیون فکر مرے جنبی کی ہے اہل جہان کو
کچھ خیر ہے روکین شعرا اپنی زبان کو
تشبیہ عبث دیتے ہین لبہای بتان کو

مر جائین گے پر منت عیسے نکرینگے

۷
فرہاد کے افسانے ہمین یاد ہین یارو
بیرحم بتون سے ہمین نفور اسلیے اب تو
کس مرتبہ پیارا ہمین الفت کا بڑا ہو
رکھہ لیوینگے پتھر مگر ان سنگدلون کو

چھاتی سے لگانے کی تمنا نکرینگے

۸
تقدیر بزرگانہ سے دل کو جو کیا شاد
تسلیم کیا مین نے اوسے حضرت استاد
رعنا کی بھی یہ عرض رہی آپکو پر یاد
ای حضرت ناصح یہ ستم ہو ہے ارشاد

بھولے سے بھی اب کر تو نکا نکرینگے

گھر بیٹھے ہین سب جنسے ہین یہ حرف و حکایات | کیا جبر کرین صبر کہان دل کو ہی سہیات
مانا کہ بتون سے کرین ہم ترک ملاقات | لیکن جو بتون ہی نے بھلا آپ ہی کی بات
پھر آپ ہی فرمایئے کیا کیا نکریںگے

خمسہ بر غزل ناسخ

۱ چار دن کیا عمر بھر گر ہو میسر چاندنی | ہجر مین ہی تاب آتش کے برابر چاندنی
بے ترے بھاتی نہین اے ماہ انور چاندنی | دھوپ بہتر ہے شب فرقت کی بدتر چاندنی
ساعتے کی طرح سے گرتی ہی مجھپر چاندنی

۲ دیکھیے او جلی دکھائے کب قمر چاندنی | آئے کب رشک قمر کب ہو منور چاندنی
صاف ہوتا مثل فرش سنگ مرمر چاندنی | خوب رووں اے شب غم ہی مکدر چاندنی
بعد بارش صاف ہو جاتی ہے اکثر چاندنی

۳ ہجر مین اک عمر سے بیچین ہون شام و پگاہ | ہون غم دوری سے گھٹ گھٹ کر برنگ برگ کاہ
ہی یہ عالم ناتوانی کا مرے اے رشک ماہ | ہوگیا ہون ناتوان ایسا شب فرقت مین آہ
جسم لاغر پر ہے مثل سنگ مرمر چاندنی

۴ ابر غم مین مدتون سے کب نظر آتا ہے چاند | ماہتابی سے کہان چہرے کو دکھلاتا ہی چاند
بے ترے اے شمع رو مجھسے یہ شرماتا ہی چاند | میرے گھر کی راہ کتراکر نکل جاتا ہے چاند
رہتی ہے فرقت کی شب باہر ہی باہر چاندنی

۵ کب وہ جامے مین سمائی ہو سوا جسکو عروج | کیون نہ اترائے جہان مین ہو نیا جسکو عروج
ذرہ پرور چاہیے ہو مہ لقا جسکو عروج | خاکساری وہ بچھوڑے دی خدا جسکو عروج
آسمان پر ماہتابان ہی زمین پر چاندنی

۶ چاند سا چہرہ ذرا رشک قمر دکھلا کبھی | ماہتابی سے دکھا جلوہ ہلال آسا کبھی
ہو چکا غرہ قدم رنجہ کبھی فرما کبھی | بھول کر اے چاند کے ٹکڑے ادھر آجا کبھی
میرے گھر آنگن مین بھی ہو جا دم بھر چاندنی

وصل کے سامان میسر ساری شب بھر ہین مجھے
لطف بھی حاصل شب ہجر کی مقدر ہین مجھے
شکر یارب عشر مین اتنو برابر ہین مجھے
ایک ہفتے سے سبھ ساتون میسر ہین مجھے
دشت و دریا سبزہ ساقی شیشہ ساغر چاندنی

۸
سینہ ہی پر داغ کیون بیکار جاؤن باغ کو
دیکھکر کیون گل کو کھاؤن خار جاؤن باغکو
حیف ہے بے عزت گلزار جاؤن باغ کو
کیا شب مہتاب مین دیوار و دون باغکو
سارے پتون کو بنا دیتی ہی خنجر چاندنی

۹
راہ الفت مین مجھے رہ رہ کے ترساتی ہی رات
ہجر رشک ماہ مین تاریک کب بھاتی ہی رات
کونسا سامان دیکھون مجکو دکھلاتی ہی رات
دشت غربت مین ہون بے اسباب آتی ہی رات
جلدی اے گردون بجھا دے بہر بستر چاندنی

۱۰
وصل کیا برسون نظر آتا نہین ہی خواب وصل
اور جو قسمت سے کبھی ہمپر کھلا بھی باب وصل
ہو گئے پنہان نظر سے دفعتہ اسباب وصل
کر یک شب تاب مجھکو گویا شب مہتاب وصل
چھپ گئی کیا دور سے صورت دکھا کر چاندنی

۱۱
منظر اعجاز ہین یہ ماہر ویان حسین
فی الحقیقت کچھ کرامت رکھتی ہین یہ مہ جبین
دیکھکر زلف سیہ کو صاف ہوتا ہی یقین
نقرئی موباف اوس کافر کی ہوئی ہین نہین
یہ وہ شب ہے جسنے کر لی ہی مسخر چاندنی

۱۲
روز و شب شام و سحر تاریک سایہ کیطرح
مہر وش بے تیر ہی گھر تاریک سایہ کیطرح
صحن ہی رشک قمر تاریک سایہ کیطرح
دھوپ آتی ہے نظر تاریک سایہ کیطرح
میرے گھر مین ہی اندھیر ہی کی برابر چاندنی

۱۳
راست ہی واللہ رونق ہی مکان کی تا مکین
گھر کے ہوتے ہین اوجالے ماہر ویان حسین
قتل رعنا پر کمر باندھی ہی چرخ بریں
غیر تاریکی شب فرقت مین آتا نہین
ہان اگر خنجی ہون تو نکلے مقرر چاندنی

خمسہ بر غزل مومن

شکایت کیا کرون اوس کج ادا کی
دل و ایمان و جان و صبر و دانائی

یہی عادت رہی اوس بیوفا کی | اگر غفلت سے باز آیا جفا کی
تلافی کی بھی ظالم نے تو کیا کی

کروں تعریف کیا زلف رسا کی | حکایت ہے کسی کالی بلا کی
غضب رمیت ہے خوبی انتہا کی | چلی تیزی نہ کچھ باد صبا کی
گڑنے مین بھی زلف اوسکی نباکی

دل عشاق پامال جفا ہے | نشان نازو ادا کا جا بجا ہے
قیامت نقش ہر پا سے بپا ہے | ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہے
کہے دیتی ہے شوخی نقش پا کی

کہون کیا وصل کی شب کی حکایات | ہوئی جو بعد مدت سے ملاقات
جن آئی طلائع بیدار سے بات | وہ سوتے بیحجابانہ رہے رات
نگاہ شوق کام اپنا کیا کی

مین شب بھر شمع سان جلتا رہا ہون | بہت انگارون پر لوٹا کیا ہون
بہ رنگ شعلہ از سر تا بپا ہون | شب وصل عدو کیا کیا جلا ہون
حقیقت کھل گئی روز جزا کی

نقط تھی خاکسار کوے دلبر | ہوا برگشتہ کیا ہمسے مقدر
کیا برباد ہے آخر ہوے پر | صبا نے اوسکے کوچے سے اوڑا کر
خدا جانے ہماری خاک کیا کی

ہوا جب بعد مدت وصل یارو | کہون کیا آرزو تھی دل مین جو جو
مگر فرصت نے تو دیکھو | نہ آیا وصل مین بھی چین مجھکو
گھٹا کی رات اور حسرت بڑھا کی

کبھی آغاز مین ایسا نہ تھا عشق | مگر اب بڑھ گیا بے انتہا عشق
ہوا ہے جسسے یا نتک سوا عشق | وصال یار سے دونا ہوا عشق
مرض بڑھتا گیا جیون دوا کی

۹
حسینون سے وفا رعنا ہے ممکن — اودھر تے ہین کہین شیشے مین یہ جن
اور اوسپر نا سمجھ مغرور کہ سن — کہا اوس بت سے جو مرتا ہو مرن
کہا مین کیا کرون مرضی خدا کی

خمسہ بر غزل امانت

۱
اک عمر سے ہون طالب دیدار خبر لے — دم قفہ نہین جینے سے ہون بیزار خبر لے
غافل نہو اب مجھسے خبردار خبر لے — مرتا ہون ترے ہجر مین اے یار خبر لے
اب جان سے جاتا ہی یہ بیمار خبر لے

۲
فرقت مین ترے صبر ہی راحت ہی نہ آرام — ہے چین سے مطلب نہ مجھے خواب سے کچھ کام
ہر روز پھرانی ہے مجھے گردش ایام — پھرتا ہون تصور مین ترے صبح سے تا شام
بیتاب ہے یہ طالب دیدار خبر لے

۳
محفل مین مہیا تری خاطر ہین گل و مل — سامان طرب و عیش کے موجود ہین بالکل
پیمان شکنی ہو چکی پھر بھی ہے تامل — اتنا بھی نہین چاہیے عاشق سے تغافل
سو بار اگر ٹالے تو اکبار خبر لے

۴
کچھ زیست کی امید نہین ہون مین ہر اسان — اب ہچکیان آنے لگین قالب سے جان جان
دیدار دکھا جا تو بڑا مجھپہ ہو احسان — دنیا مین کوئی روز کوئی دم کا ہون مہمان
ہے سانس بھی لینا مجھے دشوار خبر لے

۵
اول تو عیادت سے مریضون کی ہو اکراہ — اسپر ہے وہ مغرور جسے رحم نہین آہ
آجا کے وہ بالفرض کسی وقت جو ناگاہ — آنکھ اوسکی ہو کب حال دل زار سے آگاہ
کس طرح سے بیمار کی بیمار خبر لے

۶
سودا تری الفت کا مری سر مین ہو جانی — ہے عشق مجھے عشق زلیخا ہے کہانی
اب بھی کہین تشریف اگر تجکو ہے لانی — بازار وفا گرم ہے اے یوسف ثانی
دل بیتا ہے تیرا خریدار خبر لے

مدت سے ترا والہ و شیدا ہی امانت
برسون ترے دیدار کو ترسا ہی امانت
سنتے ہین کہ فرقت مین تڑپتا ہی امانت

جلد اے بت بیدین پی غمخوار خبر لے

خمسہ بر غزل عالم صاحب

آنکھین ترس گئین مری مدت سے خواب کو
رونے سے کام رہتا ہے چشم پر آب کو
کیا صبر ہو مجھے کس سے کہون اضطراب کو
تسکین کیون کہ ہو دل خانہ خراب کو
دیکھا نہین ہے عمر سے اوس ماہتاب کو

آک عمر نوح چاہیے اس انتظار کو
مین چاہتا ہون اوس بت غفلت شعار کو
ہمدم نہ پوچھ مجھسے مرے حال زار کو
کس طرح ہو قرار دل بیقرار کو
قاصد ابھی پھرا نہین لیکر جواب کو

اوس شوخ سے نہین ہے دل و دین ہی کو ذر
اب ننگ ہی ہے عار تو ناموس سے حذر
ہون فرط اشتیاق مین مدت سے بیخبر
کوچہ مین اوسکے جانے سے ناصح نہ منع کر
الفت نے سب بھلا دیا شرم و حجاب کو

مدت سے وصل کے لیے دل بیقرار ہے
صدمہ کمال جان پہ لیل و نہار ہے
پتھرا گئی ہے آنکھ بہت انتظار ہے
راتون کو نیند اوڑ گئی اب ہجر یار ہے
آنکھین مری ترس گئین مدت سے خواب کو

ایمان و جان و دولت دین سب کیا فدا
جور و جفا اوٹھائے ستم پر ستم سہا
رسوا و ذلیل و خوار ہوا صفت جا بجا
اسپر بھی تو نے قدر نہ کی میری بیوفا
تیرے لیے شاد یا حسن شباب کو

خمسہ بر غزل صبا

آزردہ دل ہین اہل جہان وجان سے ہم
ننگ آگئے ہین وسلہ جسم و جان سے ہم

قطع تعلق اسیلیے کرتے ہین یان سے ہم
نکلین کہین احاطۂ وہم و گمان سے ہم
باز آئے اس زمین سے اس آسمان سے ہم

۲
آب روان ہے سبزہ ہے باد سحر بھی ہے
ساقی ہے کنج باغ ہے گل بھی ہے ثمر بھی ہے
حاضر کباب کر لیے دل بھی جگر بھی ہے
گلشن بھی ہے شراب بھی ہے ابر تر بھی ہے
یاد شش بجیر یار کو لائین کہان سے ہم

۳
تھے فرط اشتیاق مین مدت سے بیقرار
تدبیر لاکھ کی نہ میسر ہوا گذار
پھینکی کمند دل پہ کیا جبر اختیار
دربان سے چھپکے آئی ہین گھر مین تمہارے یار
دیکھو تو بڑھ کے کود پڑے ہین کہان سے ہم

خمسہ بر غزل سیاح

۱
گذر کر چرخ سے کی مین نے سیر لامکان برسون
نقطہ مین ہی نہین بھٹکا پھرا ہی اک جہان برسون
نہ پایا خضر و عیسیٰ نے بھی کہہ اوسکا نشان برسون
تلاش یار مین رگرمی ہین اوسنے ایڑیان برسون
مری صورت سے چکر مین رہا ہی آسمان برسون

۲
تجھے مین منع کرتا تھا حسینون پر نہو مائل
کہین یہ کج ادا بھی دیکھتے ہین جانب بسمل
ترا نیر نگیِ افلاک سے جینا ہوا مشکل
گلابی اشک جو فرقت مین نکلی ڈر گیا اے دل
ابھی تو خون رولوائے گا تجکو آسمان برسون

۳
تلاش یار مین کس سے کہون کیا حال ہی دلکا
پھرا مین نجد سے حرم تک نہ پایا کھوج محمل کا
ہوا وحشت مین برہم سلسلہ طوق سلاسل کا
کہین ناقہ نظر آجائے اوس لیلیٰ شمائل کا
پھرا ادسر سے یان ہون مثل گرد کارواں برسون

۴
نہ آتے ہو تمہین ہمکو بلاتے بھی نہین اصلا
کیے وعدے بہت پر ایک بھی ہوتا نہین ایفا
جدائی مین گذاری عمر لیکن اب نہین یارا
ہمیشہ ہجر کا صدمہ کبھی سہنے نہ اوٹھے گا
وہی یہ غم اوٹھانے مین جو رہی ہین شادمان برسون

۵
جگر پھٹتا ہی صدمون سے کلیجا منہ کو آتا ہی
بڑا ہے سخت جان کیسی کڑی غم اوٹھاتا ہی

نہ پوچھو درد فرقت جان کو کیسا ستاتا ہی
یہ غم ہوتا ہی نام ہجر سے دل کانپ جاتا ہی
شب فرقت مین گھٹ گھٹ کر رہی ہی میری جان برسون

۶ دیا جب دل تو پھر کیونکر اوٹھا سکتے ہین ہم کو ہم
رضائی یار پر رہنا مناسب ہی نہ ماریں دم
یہ طوق اور بیڑیان منت کی ہین انکا نہین تجھ غم
محبت مین یہ لازم ہی سر تسلیم رکھین ہم
شکایت کیا جو پہنایا ہمین طوق گران برسون

۷ نہ تھی حاضر جوابی سے غرض نے خوش بیانی سے
بشر مجبور ہے لیکن رضائی آسمانی سے
جو شک ہو تو خموشی پوچھ لو رعنا کی جانی سے
مرا منہ کھل گیا سیماب اوسکی بدزبانی سے
وگرنہ بند منہ مین مین نے رکھی ہے زبان برسون

ایضاً بر غزل سیماب

۱ تعلق چھوڑ ظاہر کا نکل قید سلاسل سے
نہین جبل الورید آیا پڑھا قرآن کی منزل سے
نگاہ قیس مین لیلی نظر آتی ہے محمل سے
عبث کعبہ کو جاتا ہے خدا نزدیک ہی دل سے
بڑا نادان ہے زاہد فائدہ تحصیل حاصل سے

۲ عجب جذب محبت مین اثر ہی عشق کامل سے
کھلین عقدے بآسانی نہ حل ہون جو کہ مشکل سے
بس اے صیاد پیدا ہون ابھی گل شمع محفل سے
قفس مین سیر گلشن کی اگر مانگین دعا دل سے
صدائے غنچہ گل آئی فریاد عنادل سے

۳ مقام ناز ہی گر سرخرو ہون ہم قیامت مین
کٹا کر سر رہے ثابت قدم راہ محبت مین
وصال اوس ترک کے ہاتھون لکھا تھا اپنی قسمت مین
تہ خنجر گلا رکھا ہی خود شوق شہادت مین
بھلا کس منہ سے مانگین خونبہا ہم اپنے قاتل سے

۴ رہا ہی کوچہ جانان مین میرا عمر بھر بستر
پس مردن رقیبون کا ہی آنا جان کا شتہ
بنے گا سنگ راہ غیر میری قبر کا پتھر
نہ رکھین تا قدم غیرت کی ماری غیر وہان اگر
نہ کر ڈر اے امین اوٹھا کر نعش میری کوی قاتل سے

۵ نہ پہنچا آشنا بھی تہ کو جا ہت کا وہ ہی دریا
کبھی لگتا نہین ہی نوح کی کشتی کا تھل بیڑا

جو ہو گرداب وہ چاہ ذقن ہو کم نہیں اصلا
اجل غوطے کھلاتی ہے مجھے اوس بحر میں لاکر

کمند موج آفت ہے مجھے خاشاک ساحل سے

کہو مجنون سے دیکھو آکے چشم غور سے پیہم
بیابان نجد کا صحرا ہے ایسا ہی نہیں کچھ کم

شجر ہے جو ضیا سو وہ نہال طور ہے اسدم
بجائے گرد آتا ہے نظر اک نور کا عالم

گھٹا ٹوپ اوٹھ گیا ہے آج کس لیلی کے کاجل سے

مقولہ ہے یہ سب کا صحبت احباب ایشان میں
جواب اسکا نہیں اب کوئی شاعر بزم امکان میں

جسے شک ہو مری اشعار دیکھو آکے دیوان میں
نہ کیونکر فکر غالب ہو مری بزم سخندان میں

تلمذ شاعری میں ہے مجھے اوستاد کامل سے

مثال قیس دیوانہ ہوا ہے عشق لیلے میں
اوسے سودا ہوا ہے الفت زلف چلیپا میں

نہیں کچھ وجد حالت سے تہا تالب بے خمیا میں
قدم سیاح رکھے جو نہ دشت ہو بصحرا میں

وحوش و طیر آئین رقص میں شور سلاسل سے

حالیہ خمسہ ہجو بہ وقت ہر تال بازار قصاب لکھنؤ

شور قصاب نا شنفتن بہ
جور این ظالمان نہفتن بہ

حال خود را زکس نگفتن بہ
جاے نان نان رنج خوردن بہ

بہ تمنا ے گوشت مردن بہ

ناخدا ترس سنگدل قصاب
سخت بیرحم ہین یہ خانہ خراب

لاکھو جان کا ہے سر پہ اونکے عذاب
کون اوسسے کرے سوال وجواب

بہ تمنا ے گوشت مردن بہ

لکھنؤ مین ہے آج کل ہر تال
ہے روٹی سے زیادہ گوشت کا کال

نہین آتا ہے خواب مین بھی خیال
زندگی ہوگئی ہے سخت محال

بہ تمنا ے گوشت مردن بہ

بھوک مین اب حلال ہے مردار
بند کب سے ہے گوشت کا بازار

ہین نہ کھلنے کے آج تک آثار | گوشت پر ہے بس اب خدا کی مار
بہ تمنائے گوشت مردن بہ

۵ روز کھاتے تھے جو بلا ناغہ | چار دن سے ہے فاقہ پر فاقہ
زندہ درگور ہو گئے تو بہ | گر یہی قحط ہے تو بسم اللہ
بتمنائے گوشت مردن بہ

۶ نہ شکایت ہے اور نہ غمازی | بخت بد کی ہے سب یہ ناسازی
جان کی اب لگی ہے یان بازی | راست ہے یہ بقول شیرازی
بتمنائے گوشت مردن بہ

۷ گوشت خوروں کی ہو عملداری | اور سپہ قلیہ کی سر و بازاری
ہے قصائی کی مردم آزاری | گر ملے روز اب سے ترکاری
بتمنائے گوشت مردن بہ

۸ ظلم قصاب سے ہین سب مظلوم | نہین کھلتا ہے ہمپہ یہ مفہوم
گوشت ملتا نہین یہ ہے معدوم | زندگی خیر ہمکو اب معلوم
بتمنائے گوشت مردن بہ

۹ قورمہ کسکا کیسی بریانی | دال ہے جیسے بھینس کی سانی
ملگئی خاک مین مسلمانی | زندگی اب ہے عین نادانی
بتمنائے گوشت مردن بہ

۱۰ دال یا ساگ خواہ ترکاری | یہی کھاتی ہے خلقت اب ساری
ناک مین دم ہے زندگی بھاری | ہو گئی زیست عین دشواری
بتمنائے گوشت مردن بہ

۱۱ کوئی چیس سے ہو گیا بیمار | روزیاری کا ہے کسکو بخار
دال کھا کر ہے زندگی دشوار | وقنا ربنا عذاب النار
بتمنائے گوشت مردن بہ

۱۱۔ قلیہ بتلائے گر کسیکو طبیب | روکے بولے وہ ہائے میرا نصیب
کون ہے جو کرے انہین تادیب | دست قصاب سے اجل ہے قریب

تمنائے گوشت مردن بہ

۱۳۔ فصل برسات ہے بد ہے آب و ہوا | چھوڑنا جان لے گا عادت کا
ڈر ہے ہمکو کہ آ نہ جائے قضا | کیا کرین خیر مرضیے مولا

تمنائے گوشت مردن بہ

۱۴۔ گوشت دنیا سے یہ ہوا عنقا | خواب مین بھی نظر نہین آتا
صد حیف جو ہین کہو نہین اونکو کیا | خون دل ہے تو آب ہے پیتا

تمنائے گوشت مردن بہ

۱۵۔ جو کہ رہتے تھے تارک مے ناب | بط مے کھا گئی وہ کرکے کباب
پھر جو پوچھا نشان بز قصاب | صاف ساقی نے دے دیا یہ جواب

تمنائے گوشت مردن بہ

۱۶۔ گر محمد وکی تم دکان پہ جاؤ | نہ نہاری نہ قلیہ ہے نہ پلاؤ
دال سے چاہو کھا و چاہو نہ کھاؤ | کہ سناتا ہے گر زبان پہ لاؤ

مشورہ زان فرزش ۱۲

تمنائے گوشت مردن بہ

۱۷۔ بیچتے تھے کباب جو ہر جا | کہین ملتا نہین ہے اونکا پتا
اور اگر ڈھونڈھنے سے کوئی ملا | کھینچکر آہ سرد بول اوٹھا

بہ تمنائے گوشت مردن بہ

۱۸۔ ہے یہ فاقے سے سب کا حال تباہ | چلنے مین سوجھتی نہین ہے راہ
گوشت ملتا نہین کہین واللہ | کہتے ہین سب یہ دل سے کھینچکر آہ

بہ تمنائے گوشت مردن بہ

۱۹۔ گوشت کے قحط کا ہوا یہ جان | آنکھ سے دیکھنا ہوا ہے محال
چھوے معشوق کے جو گورے گال | ہنسکے اور سنے کیا یہ ہے مقال

تمنائے

بہ تمنائے گوشت مردن بہ

۲۰ نذر کسکی کہان کی قربانی | فاتحہ کو ہے دانہ نے پانی
بھوکے رہ رہکے جان ہی جانی | پند سعدی کی ہمنے بھی مانی

بہ تمنائے گوشت مردن بہ

۲۱ لکھنؤ سارا دیتا ہے دشنام | فاقہ مستوں کو اب ہی زیست حرام
جان بلب ہین تمام خاص و عام | شہر مین ہر طرف ہے یہ کہرام

بہ تمنائے گوشت مردن بہ

۲۲ ہر بار گوشتے ہین ہم مرجائین | گوشت ملتا نہین کہین کیا کھائین
اپنے دانتون سے اپنی بوٹی چبائین | جان نکلے کہین نجابت تو پائین

بتمنائے گوشت مردن بہ

۲۳ گوشت روٹی سے پیٹ بھرتا ہی | سیر کب دال ساگ کرتا ہے
بھوکا دنیا سے جو گذرتا ہے | کہ کے مصرعہ یہی وہ مرتا ہے

بہ تمنائے گوشت مردن بہ

۲۴ ہو جو بازار گوشت اب کی وا | نذر مانی ہے مین نے نام خدا
دون گا بھوکھون کو ایک اک بکرا | نہ کہین تا وہ بھوک سے اصلا

بتمنائے گوشت مردن بہ

۲۵ ہے یہ ہر سال یا کہ قحط فرنگ | صلح تصاب سے نہ ممکن جنگ
ہے وصیت مرین جو ہو کر تنگ | ہو یہ مصرعہ لحد پہ نقش سنگ

بتمنائے گوشت مردن بہ

شروع قصائد

قصیدہ بنام کرنل سر رویس ہیلی صاحب ایجنٹ گورنر بہادر چیف رجپوتان وقت آمد جو وہ پوسکہ از مقام بوشہر ایران رسیدند و در فارسی استعداد میدارند

۱ خوشا حال نوبیں ہیلی زیشان آمد | شہر یارے ست کہ در ہند زایران آمد

نائب نائب شاهنشه هندوانگلند — عدل رابانی و بر خلق نگهبان آمد
در تن عدل چو جان بهر روان چون ایمان — شادی هست که اندر دل حیران آمد
خلق وجود و کرم و عدل جلو ریز همه — آصف عهد لعبد جاه سلیمان آمد
آمده آنکه بابو چو بهاران ز بوشهر — اینکه آنجا ز کرم ابر بهاران آمد
راجپوتانه چو تند بیر و خرد مے خواهد — خرد آموز ازین ثانی لقمان آمد
شعشعهٔ عدل تو ظلمت ز جهان از جا برد — نجم هند تو چو خورشید درخشان آمد
از تو استظار شرف یافته اے مهر کرم — نجم هند ست که هندوے تو کیوان آمد
عدل تو آمده در قالب مظلوم چو جان — ظالم از رعب تو چون قالب بیجان آمد
ناز کم کرد و ندید لجوئی عاشق برداشت — صنم از کرده خود نیز پشیمان آمد
عجب از چرخ ستمگر که بدور تو شها — با من خانه نشین دست و گریبان آمد
شاهی آنست که بر عدل بود و بنیادش — عدل آنست که بهر همه یکسان آمد
نیست گلدسته اخلاق تو گر باغ بهشت — تا چرا چاکر دربان تو رضوان آمد
حکم تو خاصهٔ معجز عیسے دارد — رفت خندان ز حضور تو چو گریان آمد
میرسد گوهر شهوار ز معدن عمان — چه عجب شاه اگر بر سر احسان آمد
چون به بوشهر بت بلبل شیراز مسیح — طوطی هند تو در هند غزلخوان آمد
عالمے آمده بسیار که نا یه بشمار — اشرف از جن و ملائک همه انسان آمد
فخر انسان مگر از خلق کرم و زداد ست — جمع در ذات تو آمد و فراوان آمد
در دوات تو شنیدم ز تر آب حیات — خضر آمد قلم آن چشمهٔ حیوان آمد
تو که دریا دلے از قطره دریغم منما — معجز خضر و مسیحا ز تو امکان آمد
رس بفریاد جگر خسته چه فریاد رسی — لب باین عرض رسید و بلبم جان آمد
بر نظام دل صد چاک چها رفت مگر — تو مسیحا دمے و آن پے درمان آمد
ستم چرخ جفا پیشه کشیدش چه عجب — یوسف از گفت نمازند ان آمد
ایکه بر بار گست بخت رسائش آورد — خاطرش جمع بمن آنکه پریشان آمد

دیدہ از ما و من از دیدۂ گریان مجلم
بہر دیدار شما آمد و گریان آمد

باد ایثار تو این گوہر منظوم نظام
بود دیوان کنون صاحب دیوان آمد

قصیدہ

کون ہے نام خدا تجسے جہان مین افضل
جسکے مداح ہین نواب گورنر جنرل

چشم بد دور جوان بخت جوان سال ہوتم
کوئی حاکم نہین اس دہر مین تجسے افضل

طائرون کو ترے سایہ سے ملا کار تبہ
اور ترے دم مین ہے اعجاز مسیحا کا عمل

جود مین داد مین جرأت مین نہ پائی تجسا
آسمان ڈھونڈھ رہا ہے اگر آہ کی لیکر مشعل

چمن دہر ترے ابر کرم سے شاداب
حکام اگر ہے تو ابھی سرو مین پیدا ہون پھل

تیرے خدام کی ناہید ہے ادنی اسی کنیز
پاسبانی کے لیے در پہ کمر بستہ زحل

تیری بخشش سے یہ امید جہان برآئی
خواب مین بھی نہین آتی ہین نظر اہل امل

حق کی سرکار سے جسطرح ہے جاری امیں
تیری دربار سے مرزا دہی اسطرح چھپل

پیل گردون جو سواری مین تری ہو کوتل
کہکشان اوسکی سلاسل ہو ثریا ہیکل

علم فتح کا پرچم ترے جب کھلتا ہے
سر اعدا پہ قضا روتی ہے لیکر آنچل

بے شمار آپ کی اسوار ہین اور بیحد پیدل
لشکر سور و بلخ نہ ہے تو وہ ہے بادل

شیر ہم پنجہ ہو تو شیر زیان پر آجائے
پاے رستم سر میدان ہون تری رعب سے شل

خاکسان کشتہ ہو کشتہ ہین تری رعب سے تن
موم کی طرح تو ڈالے ہے تپش سے مسل

اپنا رہوار جو کاوے پہ لگا دی تو ابھی
کرۂ ارض کی ٹاپون سے نکالے دل دل

چرخ دوار نے دیکھا نہین ایسا رہوار
برق دم خشم ترا ہے وہ قیامت چنچل

عین سرعت مین اوسی ایک کی دو آئین نظر
صاف ہون مرکب دیدۂ گردون احول

گرد کی طرح رہے برق تو کوسون پیچھے
ٹھوکرین کھائے قضا دور نظر آئے اجل

فرط سرعت سے بہکتا پھرے جھٹکے کا سایہ
باعث تفرقہ سایہ ہو اوسکا کس بل

تیغ تو میان سے اس شان نہ نکلے مبرم
فتح کے نام نے جس تیغ سے پائی صیقل

صف اعدا پہ گرے آکے وہ مانند قضا — چیر کر برق نکل جاتی ہے جیسے بادل
جامۂ جسم کی گر تیغ کرے قطع و برید — تن ہو بے نقطۂ جان صورت حرف مہمل
روز روشن تری دیدہ بینوں کی آنکھوں میں سیاہ — ہیں وہ خفاش مقابل تری بے رد و بدل
مرغ اوہام تمامک سب کی ہوی تیری شکار — قادر اندازی ہے عالم میں تری ضرب مثل
ٹوٹی توپوں کی گلولہ سی طلسم افلاک — شست سی کچھ بھی اگر جائی لگائی میں اوچھل
دیو صورت میں وہ اژدر ہی تو صورت میں پلنگ — کیا عجب شکر اعدا کو جو وہ جائے نگل
گر ہیون کر دی افلاک یہ ہو شور قیام — لیکے ہستی سی پڑی ملک عدم تک ہل چل
تم کرو حکم تو ساکن متحرک ہو جائے — متحرک ہو جو ساکن سے کہو آگے چل
ایک نعرہ ترا بر سائے فلک سی غنیان — اک اشاری میں زمیں ڈالی دفائن کو اوگل
تم ہو وہ سیف زبان خبگ کے دن دو گر حکم — سر اعدا پہ زبان ہلتی ہی آجائے اجل
ید قدرت سے نہیں کم یہ ترا دست کرم — تیری ناخن سی ہے حل عقدۂ مالا یحل
عقل و فرہنگ میں لقمان کا تو ہی استاد — ہوش بقراط کی ہیں سامنی تیرے مختل
عقل کل تو ہی تری عقل کا یہ رتبہ ہے — طفل مکتب ہی تری سامنے عقل اول
دست بستہ تری تدبیر کے آگے تقدیر — تیری تحریر پہ ہی کاتب قدرت کا عمل
بحر کوثر پہ زمین عرش پہ کرتی ہی فخر — مطلع خور سے ہے یہ مطلع ثانی افضل
عہد میں تیری خبارج میں تیری نہ خلل — دور میں تیری دغا عہد میں تیری نہ دغل
مصلح کل ہے تو اور عدل ترا عالمگیر — داد پاتے ہیں ترے عہد میں سب اہل ملل
عرق گل کی جگہ پیتے ہیں اب خون جگر — شہد کا نام بھی لیتے نہیں زنبور عسل
دلبری چھوڑ کے بت کرتے ہیں اب دلداری — ستم و جور و جفا بھول گئے اور چھل بل
نہ وہ عاشق کشی و شیوۂ سفاکی ہے — کج ادائی ہی حسینوں میں نہ اب مکر و حیل
ناز خوبان جہان کا ہے مبدل بہ نیاز — خواہ کشمیر کے ہوں یا صنم چین و چگل
آشتی نے یہ ترے دور میں باندھی ہی ہوا — طفل تک بھی نہیں اب سین ترازے تنگل
جبر کہتے تھے جسے اب ہے وہ بہ صورت خیر — ہے وہ تزئین سبا کرتے تھے جسکو مہمل

دوسرا صفحہ کا

حروف علت کا نہین نام کو ابجد مین نشان
دفع ہر چیز سے تو نے کیے امراض و علل

منتظر چشم کے مانند ہے ارباب کرم
قفل تیرے در دولت پہ نہین مستعمل

ہے زیارت تری اکسیر سے بڑھکر شاہا
نقد دیدار سے تیرے ہین فقیر اہل دول

ہین گدا فیض کرم سے تری یہ صاحب زر
سیم و زر تا سر زانو تری بخشش ہی اقل

فارسی آیا ہے لندن سے قصیدہ تجکو
اس قصیدہ سے ہی تقدیم مین وہ گو اوّل

یون تو ہے بحر و زمین ایک ہی ان دونونکی
خودستائی نہین پر ہی یہی اوس سے افضل

آب شور اوسکو جو کہیے تو یہ ہے آب حیات
آب جیحون ہی کہان اور کہان گنگا جل

کیجے تسلیم کہ ہے اوسکی زمین مردم خیز
پر ملک خیزی مین یہ ہند بھی ہے ضرب مثل

آسمان اور زمین کا ہے تفاوت دیکھو
دیو مین وہ ہے تو انسان مین ہی یہ مستعمل

پارسی کو کرین تسلیم اثر مین پارس
ہند کی خاک بھی اکسیر مین ہی ضرب مثل

طوطے ہند پہ اور بلبل شیراز کو فخر
جسکو کچھ نطق کی طاقت نہ سخن کی اٹکل

ناطقہ ہند ہے یون طائر سدرہ کا یہان
جسطرح مرغ غزلخوان کے مقابل کویل

ہند کی خاک بھی ہے سرمۂ چشم مردم
دود ہو آتش ایران کا اگرچہ کاجل

پارسائی ہے یہی پارسیون کی تو یہ
نار معبود ہے اور قبلہ ہے اونکا منقل

نور سے نار کو فرمائیے کیا نسبت ہے
وہ تو اعلی ہے معاذ اللہ کہان یہ اسفل

ہند گر کوہ معانی ہے تو پاسنگ پارس
ہند ہے مبدء خلق و ادب علم و عمل

ہند ہی کی یہ زمین کو ہے شرف مہبط علی
مقدم حضرت آدم ہوے وہ ہی اول

رکھی حافظ نے عبث تہمت شکر شکنی
اپنے منہ سے تو میان مٹھو ہین گو ہون مہمل

طوطے ہند کا سن سن کے کلام شیرین
چاٹے لب بلبل شیراز ہو زہر عسل

مدح ممدوح سبھی ایک پہ ترجیح ہے بشرط
تھا وہ غیبت پہ حضوری مین ہی لیکن اول

کیجے فردوس زمین مین ہر تو بیشک ہے ہند
جو ملے ہند مین ہو طول جو لکھون مجمل

کامیاب آج نہون ہند سے کیونکر ناکام
شکر کی جا ہے قریبی ہون شریک کونسل

ہند کے آپ ہون اختر تو کہان بھر ظلمت
سایہ جس رنگ ہو کافور حضور مشعل

حافظ شکر شکن شوخ ستمگر ہندوستان ہند

طالع ہند مین ہے آج قران السعدین — ہین مہ و مہر مہاراج دگور نرجر نل
عقد پروین کہون اس مجمع خوش ذات کو مین — مشتری زہرہ ہی جس بزم کی مریخ زحل
بس گئے تکہت اخلاق سے تیری یہ دماغ — دردسر ہے ترے بدخواہون کو بوئے صندل
ہے ترے وصف مین اب قند مکرر کا مزا — کیون نہ باتون مین ترے کھائیگی شیرین خطل
حق سے ہے حق مین مہاراج کی رعنا کی دعا — تا قیامت وہ سلامت رہین یا عزوجل

قصیدہ تہنیتیہ بہاریہ

نسیم گل نے کیا باغ دہر کو تسخیر — بہار گلشن عالم مین اب ہے عالمگیر
چمن یہ کچھ نہین موقوف باغ عالم تک — صبا کا دور سے جاری ہی فیض ابر مطیر
گلون کی خندہ سے ہی کشت زعفران گلزار — فضا مین تختہ گلشن ہی خطہ کشمیر
کمند کاکل سنبل مین ہی دل وضوان — طیور خلد رگ گل کی دام مین ہین اسیر
جہان مین باد بہاری کا دور دورا ہے — ہر ایک باغ ہے ان روز دن گلشن تقصیر
قلم کی شاخ سے اغلب ہی شاخ پیدا ہو — بیان قوت نامیہ کے جو ہو تحریر
نہ کس طرح ہو ہر اک پھول زیبگف پیدا — اثر مین خاک گلستان ہی صورت اکسیر
سپر کے پھول تلک کیا عجب جو ہون تازہ — نہین بعید کرے سبز کھیت گر شمشیر
کبھی جو خواب مین گلچین کو دیکھہ لے بلبل — تو وصل گل سے اوسے باغبان کرے تعبیر
گذر خیال مین صیاد کو نصیب نہین — ہے اوسکے وہم سے آباد خانۂ زنجیر
شجر پہ بلبل شیراز کا نشیمن ہے — ہے شاخسار پہ طوطی ہند گرم صفیر
چمن مین طائر سدرہ نے آشیان باندہا — نوائے مرغ غزلخوان ہے سحر کی تقریر
ہین صرف نغمہ گلستان مین عندلیب ہزار — تمام مدح مہاراج مین ہین گرم صفیر
نہال سنگہ مہاراج کے ہین وہ فرزند — کہ تھی وہ صاحب مال و منال و چتر و سریر
لکھے جو مطلع ثانی مین رزم کی تقریر — تو ہاتہ چوم لے رعنا کا کاتب تقدیر
عدو سحر گرم و غا ہون تو دم مین ہی فلک — فلک سے لاکے کرے نذر برق کی شمشیر

کرین وہ شیر زیان سی جو پنجہ دست بخیر
تو یاد شیر کو آئے وہین چھٹی کا شیر

شکار کھیلین جو وہ بحر حسن خوبان مین
تو مچھلی کان کی حلقہ بگوش ہو دی اسیر

شکار طائر سدرہ ہو آشیانے مین
بنے غزال حرم کو نہ رم کی کچھ تدبیر

نظر مین قہر کی ہے عین صاعقہ کا خواص
نگاہ مہر لعینہ ہے بر و مو اکسیر

کروں جو مطلع اوصاف بزم کو تحریر
ابھی ہو صفحۂ کاغذ مرقعۂ تصویر

وہ بارگاہ کہ دربان ہے جسکا اک رضوان
مکان وہ عرش پہ کرسیکے جسکی ہے تعمیر

ہے روز صبح و مسا گرم نغمہ و مسقار
کنیز زہرہ ہے جا کر ہے اونکی مدح منیر

یہ رعب عدل ہے اونکا کہ سب ہین سکتہ مین
ستم شعار جفا کار شوخ و شنگ و شریر

جہان مین نام کو بیداد کا نہین ہی نشان
سنا ہو نام جو عنقا کا ہے وہی دلگیر

زبان نہ شمع نکالے ابھی پتنگون پر
کہ انتقام لے اس ظلم و جور کا گلگیر

نکالے حد اطاعت سے جو قدم باہر
پھرائے خانہ خراب اوسکو گردش تقدیر

کریم ایسے کہ کلمہ پڑھین عدو اونکا
رحیم ایسے کہ مداح ہین صغیر و کبیر

فلک پہ صاف ہی روشن عطائے نقد نجوم
زمین پہ نام کو باقی نہین ہے کوئی فقیر

ابھی فقیر ہو قارون کی طرح مالا مال
ہوس جو ہو در دولت پہ اوسکو دامن گیر

مرے کلام سی لے فیض آ کے اب فیضی
فصاحت اور بلاغت کو سیکھے مجھسے نظیر

مرے کلام کو پڑھتے ہین اپنے نام سی سب
یہ وہ مثل ہے کہ گندم دکھائین بہتین شعیر

ازل سے ملک فصاحت ہی میرے قبضہ مین
تمام ملک بلاغت کا ہے مری جاگیر

قصیدہ اور لکھون گا کہ اکبری سنکر
کہین گے دہر مین اس نظم کا نہین ہی نظیر

کمال ترک ادب ہے تفاخر ای رعنا
دعا پہ ختم قصیدہ کر اب بنام قدیر

الٰہی اونکے عدو ہون جہان مین خاک بسر
رخ حبیب رہی سرخ رنگ مثل عبیر

نہین ہے فخر مجھے اسلیے قصیدہ پر
رقم نہو سکے اوصاف مجھسے عشر عشیر

ہزار دل سے ثنا خوان ہے آپ کا رعنا
خدا سے عزوجل ہے مرا سمیع و بصیر

قصیده در سنه ۱۸۶۱ع بجواب قصیده اکبری

قسم بہمت مردانۂ سلیمانی — مراست ظل ظلیلش چو ظل سبحانی
رسد بجاہ گدائیش چہ جاہ اسکندر — بہ پست مور چہ آید کجا سلیمانی
بپرس ہیبت و عزیش ز ترک چرخ برین — بگوز منزلت و قدر او چہ میدانی
بر آستانۂ او جملہ سر چرا ننہند — ملائک اند ہم امید وار دربانی
عروج رتبۂ عدل مجسمش اینست — کہ گشت بر سر افلاک برج میزانی
خدا چو عقل کلش آفریدہ است ازین — حضور شش اہل خرد سر نگون زنادانی
لباس فخر بہ تن جملہ دوستان او — عدوے راست بہ برغلعت پشیمانی
حباب وار عدو را کند غریق فنا — کند زیاد اگر بحر قہر طغیانی
شوند خرمن ہستی دشمنش برباد — وزد ز راہ جلالش چو باد طوفانی
ز حق شناسی او حق بجانب اند مطیع — مجوس و کافر و مومن یہود و نصرانی
نزد او وجود دگر زندہ نام حاتم گرد — مناسب ست خطاب تو حاتم ثانی
عجیب بحر بود ذات با صفات تو — برائے تشنہ لب فیض بحر عمانی
عطا نمود ز لطف عمیم گوہر ہا — ز فیض ابر کرم بلکہ ابر نیسانی
منم کہ بر لب آن بحر سر دہ آزادم — بسایہ ام ہمہ بالند سرو بستانی
مراست سبزۂ بیگانہ نزہت کشمیر — بر نگ سبزۂ خوابیدۂ بیابانی
چہ شد جو کار ز سرکار یافت بیکاری — بروز گار کہ آن وقت بود ارزانی
مرا نہار ہمیشہ کہ از ازل دادند — چو خار میخلد اندر فضائے رضوانی
گرفت از مدد بخت مال و منصب و جاہ — کسیکہ یافت چو من کار کار دیوانی
عجب مدار کہ راجہ شوم بآخر عمر — ہمین ست سیم جہان و مآل دیوانی
ز نی نیم کہ بگیرد دم بگیرد دنیائے — جہان و ہر چہ بود در جہان بود فانی
بہ بین کہ آدم خاکی ست از تراب و صلب — رسد ز راہ شکم با لباس عریانی

نظر کن آخرت خویش را بطول سفر
دو گز کفن همه ساز است و زاد حیرانی

ز زر نه کس بخود آورد و هم نه برد کسے
مناز بر زر و جاهت که او بود فانی

نشان عهد وفا نیست هیچ در زر و جاه
مزن دمیکه کند دهر مست پیمانی

گهی به پهلوے تو گاه در برم خواهد
بود به گیتے مکار و ناز نا دانے

حسد چه سے بری از راه رشک بر سخنم
که تو نه اهل لسانی و نے سخندانی

نه ساکن عجم و نے ز خاک پاک عرب
نه نژاد و بوم تو نهد ست نے تو ایرانی

اگر ترا سر گفتن بود شنو از من
که تا بکے تو ز اهل سخن سخن رانے

سخن شناس نئی دلبرا خطا اینجاست
تو هیچ لطف سخن را نکو نمیدانی

مناسب ست ترا گر ز نظم آگاهے
که افصح عرب و افصح عجم خوانے

بلاغتم ز عجم هم فصاحتم ز عرب
بحق ارث رسیده ز لطف یزدانی

ز اصل خاتم و نسلم مسلم از سادات
شریف اشرف خلقم ز پاک دامانی

هزار بار اگر رنگ و آب و تاب دهند
رسد پشیز نه با لعل در درخشانی

ز اصل و نقل تفاوت چو بعد ارض و سماست
ز نقل دانست آوے تو نیک میدانی

رهش بپرس ز خضر ره نشان دهمت
منم چو قبله نما گر تو اهل ایمانے

منم چو سیف زبان و زبان من سیف ست
که خواند سیف خدا فخر جن و انسانی

چو ذوالفقار علی خامه دو زبان دارم
چه اهرمن نه ملک را تاب تر زبانی

ز خاک هند به هندم گرفته ام قالب
تو نیز جوهر پولاد هند میدانی

کسیکه خم نکند سر ز عجز سر فگنم
کسیکه عذر نیارد کشد بپیشانے

وجود حضرت موسی ست بهر سر فرعون
بس ست حضرت هارون بدفع هامانی

عصای ماست قلم کاغذم ید بیضاست
بترس گر چه تو صد گونه اهل سامانی

ترا نجات دو عالم اگر غرض باشد
بیا و بیعت من کن اگر مسلمانی

بگیر دامنه بیعت نصیب سلطانش
سلیش شده از خضر تش مسلمانی

ز ره خلاف سلف گر رود بقول کسے
هزار لعن خدا بر نفوس شیطانی

اشاره است بسیف زبان و ذوالفقار علی که در شعر بعد مذکور است

بود هوای خودی در سرت چو بعد ازین
کشم ز غول سر سیمه بیابانی

وگر تو مشرکی از شرک رشته ات گسلم
بپرس ضربت خالد ز مصر و مصرانی

ز پشم بسته و هم رجعتی بکشمیرت
چو منع دخل بملتان کنند ملتانی

ز نام نامئی اجداد کو نشان ندهد
باد دعای ریاست بر دلیشانی

ریاست آنکه ز اجداد خود نصیب شود
مناصب آنکه ترا کرده اند ارزانی

تو در حضور ملوک و ملک بحضرت من
که حظ نفس ازان فیضم ست روحانی

اگرچه تلخ بود حق مگر نجات دهد
وگر سخن بشنو گر تو مرد حقانی

برای زندگی تو زدی دست اول اینک
ز کفر نعمتش ار پازنی چه انسانی

اگر توکل و ترک ست ترک سامان کن
وگر نه لاف توکل مزن چه وقت هزیانی

قرار بر کف آزادگان نگیرد مال
نخواندهٔ مگر این مصرعهٔ گلستانی

ز علم کرد بر آنکس که مین را ساقط
همین ست مین دلیلش بجهل و نادانی

دو صد قصیده چه باشد بعمر چل ساله
بگویمت بچهل روز دو صد ار خوانی

چه سود پیش من اظهار علم ای نادان
من آن علوم بدانم که تو نمیدانی

ندیده که بود نثر و فقره نثرم
تو یاد گیر ز من نظم و نطق و تا تانی

الا ز روز ازل اوستاد عقل کل ام
مرا ست روح قدس طفلک دبستانی

مرا کمال و ترا رشک از ازل دادند
مرا علوم و ترا جهل و کبر و نادانی

ز علم و خلق و ادب هر چه هست در دل ما
علوم معرفت و ستر علم پنهانی

سلوک نیک بدانیم و هم طریقهٔ فقر
که فقر فخر من و تو چه مرد عرفانی

کلام آنکه حدیث ست کاوش اعجاز ست
مرا بخواب نماید جمال نورانی

شدم بخانه مشرف نه هیچ خانهٔ حق
چه دیده ام شب قدری تو قدر کی دانی

بهار خلد و فضائی ارم نصیب من ست
نشاخ طوبی و سدره کنم غزلخوانی

رسید نه منصب جاه و وزارت باین قدر قم
عروج رتبهٔ من بین باین تن آسانی

کسیکه رشک بمن برد چو نتوغرت یافت
من آن یگانه دهرم ز لطف یزدانی

سپرس حاسد من ای جناب ممدوحم
کز نفس حاسد من شد ز راه نفسانی

عجب مدار که فائق بود یکی بدگر
چه حق بجانب ازین هست حکم ربانی

دلم ز گرد کدورت چو آئینه صاف ست
مزنج مسلک ماهست و هم مرنجانی

مرا ز مشعر نه مدح و نه ذم کس مقصود
نه عرفی ام نه حزین نه غنی نه خاقانی

ز جوش طبع روان رفت حرفی اندر مدح
ازین نهم سر بابیت نه عذر پیشانی

صبیح عهد ترا گفتنم بجاست ازین
که هست اهل دلم را دوا و درمانی

بهای دولت و بخت مدام رایت باد
مدام تا که بود رسم بخت و تابانی

همیشه شادی نوروز روزیت بادا
بعیش و لطف گذرباشد ز بس فراوانی

اودوه چو سعد بهندست باشد اخبارش
بلند مرتبه مثل عروج کیوانی

نقل کشور که نازد به همتش رعنا
بفرط لطف نه رنجد ز نظم طولانی

رسید نظم کوه نور یعنی قصیده تمهیدیه

صباح کو نظر آیا جو کوه پر تنویر
وہ کوہ نور کہ ہو جس سے چشم کور بصیر

فراز وہ کہ فلک جسکے زیر دامن ہے
عروج وہ کہ اوسی پر ہی لامکان تعمیر

وہ آبشار کہ تسنیم پانی پانی ہو
وہ سبزہ زار کہ ہو گرد سبزہ کشمیر

وہ نزہت اوسکی کہ ہی نور دیدۂ یعقوب
وہ نکہت اوسکی کہ جان بخش ہر جوان و پیر

صبا اوڑاتی تھی دل سے ہوائے سیر ارم
کیا تھا نکہت گل نے فنا رتک تسخیر

روش روش ہی صبا کا چمن میں یہ دورا
کہ پھول پھولے سماتے نہیں کنیر کثیر

کروں میں غنچوں کی کس منہ سے تاک جھانک بیان
کہ تھی وہ رخنہ ہر برگ و شاخ گل سے بصیر

تمر پہ تاک میں غلمان کے دانت ضو افگن
عمل کی مال ٹپکتی تھی مثل قطرۂ شیر

صبا نے عطر لگایا تھا ان گل میں
جبین ہے خاک تھی خاک شفا تھی یا اکسیر

وہاں کل میں صبا بنگلی تھی صورت نفیر

ترانہ کرتے تھے مرغ چمن ہوا کس میں
تو دام وجد میں صیاد ہو گیا تھا اسیر

دبائے بیٹھا تھا آغوش میں کوئی گل کو
سرور وصل میں بلبل تھی گل سے شکر و شیر

وہ چہچہے تھے کہ سکتا تھا مرغ سدرہ کو
وہ زمزمہ تھے کہ تھا محو طائر تصویر

بلند شاخ پہ کرتا تھا اک غزلخواں نے
اور ایک طائر قدسی کی شکل گرم صفیر

ہوا وہ مجھسے مخاطب بہ فرط لطف و کرم
بعذر و عجز بالحاح و التماس کثیر

کہا یہ اس نے مجھے اپنی کچھ خبر بھی ہے
کہ اس طلسم جہان میں ہے کیلئے تو اسیر

پڑھا یہ مصرعۂ حافظ اک آہ سرد کے بعد
ترا ز کنگرۂ عرش میزنند صفیر

عجب ہیں آپ شب و روز غرق بحر سخن
کبھی تو محو مسرت ہیں اور کبھی دلگیر

ہزار قصیدے لکھے مگر بے سود
جہان میں بکتا ہے شعر و سخن بہ نرخ شعیر

شعیر بیچتے تھے وہ سنے ہیں اب شاعر
قصیدہ وہ ہے کہ کہتے ہیں لوگ جسکو کبیر

نکالے بال کی بھی کھال شاعری پہ ہے
جہان میں آپکا نے آپ کی سخن کا نظیر

ہوائے باغ وہ دلکش بہار وہ دلچسپ
فضا وہ روح فزا شاد جس سے ہو دلگیر

سوال میں نے کیا باغبان سے جا کر
تو اس نے کہا کہ مخاطب یہ مجسمی کی تقریر

یہ کوہ نور وہ طوطی ہند ہے رعنا
ترانہ جو ہے وہ ہے مدح کوہ پر تنویر

قصیدہ فرمایشی بعالم ناآشنائی و ناتعارفی

سحر کو ایک بت عود دوش پری تمثال
حسین ملیح فصیح البیان صبیح جمال

محسن یوسف ثانی برہنمائے خضر
کلیم نطق مسیحا دم و فرشتہ خصال

بعقل ثانی لقمان بہ بخت اسکندر
بجاہ مثل سلیمان بہ شکل حور مثال

بحضور طلعت ناہید و مشتری سیما
بنور مہر منور بحسن بدر مثال

وہ راست قامت دلکش تھا قدرت خالق
کہ نخل طوبے و سدرہ تھا جانکا نہال

دراز کاکل پرخم کہ سنبل پیچاں
وہ کمر سے چاند سی مکھڑی پہ گیسوئے خمدار

جو دانہ طائر دل کے لیے ہو خال سیہ
تو دام زلف بھی ہو مرغ روح کو خلخال

وہ لب کہ قند مکرر سے صاف شیرین تر
وہ سرخ لعل بدخشان ہو جسکے رشک سے لال

بہ رنگ بلبل شیراز تھی کہ طوطی ہند
بیان نہیں سحر کہ اعجاز عیسوی کا حال

نگار یکہ طاؤس یا بہار ہیں گل
کمر تو جیتے کی آنکھیں تھیں میں چشم غزال

وہ چال چونک پڑیں جس سے خفتگان عدم
وہ رم کہ آہوے چین کا ہو سیکھ دل کا مال

کہوں میں وحی کہ الہام اوسکو مژدہ وصل
اور اوسکو مخبر صادق کہ جبرئیل خصال

بہ شکل طالع بیدار آکے بالیں پر
ادا سے رکھکے مری گال پر وہ اپنا گال

جگا یا مجکو سنا کر یہ مژدہ جان بخش
کہ آج اوٹھ گیا اس عمدہ سے رنج و ملال

تو جاگ جاگا ہے تیرا بخت خوابیدہ
پڑا ہے پاؤں پہ زر سے پہ ہے کھڑا اقبال

اوٹھا میں خواب سے لیکن خوشی سے ہی شادی مرگ
یہ غیر فرط خوشی سے ہوا مرا احوال

کہا یہ میں نے کیا کس لیے قدم رنجہ
کہ ہر سے خیر سے ہے آپکا گذر فی الحال

کمال خلق سے اوس شاہ وش نے فرمایا
کہ ہوں وہ بخت وہ دولت نہیں ہے جسکو زوال

وہ میرا مسکن و ماوا ہے زادبوم ہے وہ
جہان میں کہتے ہیں اہل جہان جسے بھوپال

وہ شہر ہے کہ نہیں جسکا مثل دنیا میں
نہ اصفہان نہ کشمیر و مصر نے پیپال

وہ میرا سایہ ہے کہتے ہیں سب یہاں جسکو
مجسم اپنے ہوں فرمان روا کا میں اقبال

کہا یہ میں نے وہ نام خدا کہو ہیں کون
کہا کہ شاہجہان بیگم و شہ بھوپال

نہ اوسکا صورت و سیرت میں مثل ہو پیدا
ہزار پیر فلک مار چرخ لاکھوں سال

ذکی عقیل و سخندان سخن شناس و فہیم
بلند فکر ہیں عالی نظر بلند خیال

یہ شعر فہم ہیں نازک خیال و عالی طبع
ملے جو فرق سر مو نکالیں بال کی کھال

وہ نکتہ دان و سخن سنج و قدردان سخن
کہ جنکی داد سے اہل سخن ہیں مالا مال

بیان کر کے یہ سب پھر یہ اوسنے مجھسے کہا
کہ ایک بات تجھے ہے اگر تو نیک مرد میرا سوال

عیاں ہیں فکر کے آثار چہرہ سے کیا وجہ
یہ کیسا رنج ہے اور کس لیے تو ہے نڈھال

پڑی ہے تیرے جو پیشانی پر شکنجہ یہ
ہے صاف صورت تشویش و رنج غم پرور

بیان یہ مین نے کیا وجہ ہے تہیدستی
قرار در کف آزادگان نگیرد مال

یہ انقلاب زمانہ کا ہے سبب مشفق
ہوے ہین اہل دول اتفاق سو کنگال

مین لاکھ طبع پہ قادر ہون ہون سلیم الطبع
ہجوم فکر مین لیکن کہان تک استقلال

کبھی یہ گردش چرخ ایک رنگ پر نہ رہی
ہلال بدر ہوا آخر کمال کو ہے زوال

کہا یہ اوسنے کرم سے سنا جو میرا حال
کہ سچ کہی ہے یہی افلاک کی قدیم سے چال

رہی نہ جب ترے ایام عیش و جشن و طرب
تو اس زمانہ رنج و الم کو بھی ہے زوال

گذر چکے ہین ترے اب یہ روز ناکامی
قریب ہے کہ کرے پھر خدا تجھے خوش حال

کہا یہ ساغر مے پی کہ تجکو آئے سرور
تمام اول و آخر کا منکشف ہو حال

خیال نازک و فکر بلند ہے مطبوع
تو چند جام صبوحی کا کر اب استعمال

کہا یہ مین نے کہان لائیے وہ بادہ ناب
ظہور جسکو خدا نے کیا نبی نے حلال

یہ سنکے بادہ گلگون کا ساغر لبریز
دیا بلطف بغل سے نکال کر فی الحال

بہ رنگ شیشہ ادا جھک کر مین نے کی تسلیم
کیا تھا شکر بھی تلطف کا مین نے سنکے مقال

مزہ وہ قند مکرر بھی جسپہ جاتے ہونٹھہ
نفیس عطر سے بو باس جس سے دل ہو بحال

وہ زور نشہ کہ جان تک ہو جس سے مست الست
تھی قوت ایسی کہ ہو پیر مرد چار دہ سال

چڑھا یا مین نے جو وہ جام کہکے یا غفار
ازل سے تا بہ ابد منکشف ہوا سب حال

بڑھا جو نشہ الم دل سے ہو گیا رخصت
سرور ایسا کہ عاشق کو جیسے وقت وصال

صفائی قلب جو حاصل ہوئی تو کرکے وضو
بآب زمزم و آب بقا و آب زلال

بچھاکے دامن تقوے بجای جاے نماز
اوٹھاکے ہاتہ سوے قبلہ با خضوع کمال

دوگانہ پہلے ادا کرکے فاتحہ پڑھکر
کیا یہ مطلع ثانی مین مین نے حق سے سوال

وہ نیکنام رہین پاکدامنی مین مدام
الٰہی جنمین ہے مریم کی عفت اور خصال

ہوشیار پور
وہ شاہیانہ وہان اونکا دامن عفت
وظیفہ نام ہوا اونکا بے ذوی الاشغال

قسم بعفت و عصمت قسم بجاہ و جلال
قسم بشوکت و عظمت قسم بمال و منال

قسم بجود و سخاے جناب ممدوحہ
وہ تھا عجیب سمان اور وہ تھا عیش کمال

وہ نور بار افق شرق مطلع الانوار — سنا ہو جیسے تجلّاے طور کا احوال
وہ صبح صادق روشن کا نور صاف و سپید — سپیدہ گردہی کا نور اوسکے آگے خال
فلک پہ تھا یہ ستارون کی نور کا عالم — ہنسی مین جیسے حسینون کی دانت کا ہو جال
ضیا مطلع خور کا اودھر عروج و کمال — ادھر تجلّی انجم کا رنگ روبزوال
تھی مسجدون مین صدا الصلوٰۃ خیر النوم — ندائے مرغ سحر خیز تھی کہ بانگ بلال
کہین تھی گوش زد آواز نالۂ ناقوس — کہین خموشی شب زندہ دار صاحب حال
کہین بزم تھی نوبت کی اک طرف دلچسپ — اور ایک سمت تھی صورت دہل بلند کمال
ندائے کوس رحیل آئی کاروان کی اودھر — گرج تھی توپ کی اور گونج سنی ہوا مین بحال
چمن مین مرغ غزلخوان کے چہچہے ہر سو — وہ بھینی بھینی ہوا جس سے ہر شجر تھا نہال
تمام گلشن ہستی مین تھا صبا کا دور — بقول شخص مغنی چمن کے تھے قوال
وہ چلنا بادِ نسیم سحر کا رہ رہکر — گجر کا بجنا سحر دم کہ جسمین شور کمال
بلند تھی کہین آواز مطرب و قوال — کہ وجد صوفی کو ہو اہل دل کو آئے حال
پرچ کی بھینی سی وہ سرکہ جس سے آب ہو سنگ — للت کی اور وہ بھیرون کی سوہنی کی خیال
سُلاع سنکے جو طاری ہو شیخ پر حالت — تو قول بلبل شیراز کو پڑھے فی الحال
سرود خانہ ہمسایہ حسن رہگذرے — کہ شرع ہست دو چیز این درست و ہفت حلال
وہ نور شمع کا فق اور وہ روشنی پھیکی — فروغ مہر سے تھا فور ماہ روبزوال
مین اوسکو صبح سعادت کہون کہ صادق صبح — مراد کی تھی وہی صبح یا کہ صبح وصال
وہ صبح تھی شب معراج کی کہ صبح عیش — کہون مین صبح شب قدر اوسکو کہ صبح وصال
وہ صبح صبح بنارس تھی یا وہ صبح وطن — وہ صبح روز ازل تھی کہ صبح بااقبال
وہ ترکا شام اودہ جسکے آگے شرمندہ — وہ صبح شام وطن اوسکے روبرو کیا مال
وہ صبح صبح تنفس ہے جسکی اک تفسیر — وہ فجر سورۂ والفجر جسکے آگے بیان
کہون مین مصحف سادہ اوسکو کہ سورۂ نور — بیاض صبح تھی بیضاوے کی مرقّش مال
حضور قلب سے کی حق سے التجا مین نے — پڑھا یہ مطلع سادس دعا کا کرکے خیال

الٰہی دور فلک جب تلک کہ ہو لازال
رہے یہ دورۂ محمود روز روز بکمال

جہان مین ماہ ہے جبتک مربی آفاق
اوہ نہین مربی آفاق رکھہ بہ بذل و نوال

ہے کارنامۂ دنیا مین جب تلک انشا
مرتب اونکی ہو طغرا سے حلیۂ خط و خال

غزل سرا ہے یہ بولی فلک جب تک
ثنا مین اونکے ہو نغمہ سرا ہر اک قوال

جہان مین مہر کا جب تک ہے نور اور فروغ
جلال روز بڑہے اور فروغ پائے جمال

یہ ترک چرخ ہے جسدم تلک کہ تیغ بکف
جلو مین اونکی رہین لاکھہ کیو دستم زال

قضای قاضی گردون ہے جب تلک جاری
روان ہو حکم قضا کیطرح خنوب و شمال

ہے پاسبان درِ چرخ جب تلک کیوان
ہون جبہہ سا در دولت پہ اونکے اہل کمال

الٰہی عرش کو جب تک قیام ہے آمین
نہ آئے مملکت و سلطنت مین اونکے زوال

مدام حاسد کم ظرف و سفلہ کے آمین
بغل مین جھولی ہو اور ہاتہہ مین ہو اوسکے سفال

ردائے عصمت والا ہو دامن مریم
ہوا اونکی چادر تطہیر سر پہ جائے شال

خزانے ہون زر سرخ و سپید سے معمور
در خزانہ رہین وا بروے اہل سوال

کہون خزانہ غیب اوسکو یا مین دار الضرب
کہو نہین دولت جاوید اوسکو یا تکسال

جہان مین فیض سے اونکے ہے عام یہ دولت
کہ سیم و زر کا ہے اب کوڑیون سے مبدل حال

یہ اونکی بخشش و جود و سخا کا عالم ہے
کہ اہین مال سے قارون کی طرح مالا مال

تمام ہند مین عنقا اسی سے ہے کنگال
کہ ہے سے تا بانگ بمبئی سے تا نیپال

نگاہ مہر جو ذرون کے حق مین ہے اکسیر
نگاہ قہر ہے مانند برق کے قتال

بہم ہون ابر مین جس طرح برق اور باران
اسیطرح سے ہے باہم جلال اور جمال

غضب کو دخل نہین دل ہے قہر سے خالی
خیال خام ہے کہتے ہین جو خلا ہے محال

خدا کے گھر مین ہے جب اوسکی شمع نور افروز
جہان مین نام کو ظلمت رہے نہ ظلم و ضلال

ہے سلسبیل بھی رشک سبیل سے پانی
بہا حرم مین وہ بہو بال تال سے یہ زلال

کہون مین کوثر و تسنیم و چشمۂ حیوان
کہ جو ہے شیر کہ رود عسل کہ مینیتال

یہ عدل و داد سے اونکے ہے آج امن و امان
کہ ایک گھاٹ پہ پیتے ہین آب گرگ و شغال

اک آشیانہ ہے کہ جسمین کرتے ہین سیر شیر و غزال
اور ایک دشت ہین کرتے ہین سیر شیر و غزال

ہے اس قماش سے حفظ مراتب ہر یک
کہ تاجدار کو ہرگز غلام دے نہ خلال

بجاے ناز نیاز اب ہی ناز نینون مین
جفا و جور کا اونمین فلک نہ قہر کی چال

ہے آشتی و وفا و سلوک یہ باہم
کہ کوئی عاشق و معشوق مین نہین دلال

مسافرون کو نہ رہزن کا ڈر نہ چور کا خوف
مزے سے سوتے ہین سونے کو ہاتھ مین دیکر اچھال

کرے عدو سے جو روز وغا وہ عزم جدال
رکاب چومے ظفر فتح تھامے رخش کی یال

حواس خمسۂ رومین تن اونکے پنجہ سے
یہ مختل اور پریشان ہون سخت ہو وہ نڈھال

یہ اونکے پنجہ درخشان مین نور بخشش ہے
عدو کو ہے ید بیضاے موسوی کی مثال

جو دست گیر ہو درماندگان کا دست کرم
تو ہو نہ غوث کی پروا نہ حاجت ابدال

سنے جو رزم یہ ہو بیحواس ترک فلک
ابھی تو ہاتھ سے گر جاے ماہ و مہر کی ڈھال

زمین پہ ڈال دی تیغ و سپر سر میدان
مقابلہ مین خطا سے گرآئے رستم زال

ہوا آفتاب بجاے سپر تو کرچ ہلال
فلک رگاے ثریا کا کہکشان مین حمال

نشان فتح اگر آئے سربلندی پر
تو لامکان پہ جا چمکی پرچم اقبال

ہے اونکے خیمہ کو بس ننگ ساحت عالم
ہے خیمۂ فلک اطلس اوسکے سامنے پال

ہلاے نیزہ جو مردانہ وار میدان مین
یہ حلقہ باندھے کہ ہالہ ہو جیسے گرد ہلال

وہ چھید چھید کے تاری فلک سے ارض پہ لاے
زمین فلک بنے سوراخ سے فلک غربال

وہ تیغ برق دم اونکی قضاے مبرم ہے
قضا و فتح کرے بڑھکے جسکا استقبال

عدو کے سر مین اگر ہمسری کا سودا ہو
تو بنکے نشتر کمین صاف لے رگ قیفال

گردن مین اسپ سبکرو کی اوسکی کیا تعریف
نہ دیکھے پائے اوسے ابلق نہار دلیال

اوڑے تو طائر سدرہ کا لائے شہپر توڑ
جو تاب مارے تو آئے زمین مین بھو بچال

ابھی فلک پہ ہو بجلی کہ چیر کر بادل
وہ لائے کرۂ ناری سے صاف اوسکو نکال

عدو کو آئے عدم تک یہ جلد پہونچا کر
نہ شہسوار نے دامن ابھی لیا ہو سنبھال

ہنوز ہووے عدو کی اجل مین گرد تاخیر
تو ہو زمانہ مستقبل اوسکی سیر ہو حال

نہ برق و رعد و صبا کا ہو اب گذر اوس جا — قضا ہوا و سپہ مقدم نہین قضا کی مجال
اوچک کو لائے معاً تو ڈ خوشۂ پروین — جو گندے وہم اوسی کو تہ زمین ہی اوچھال
عدد کا اسپ مقابل مین اوسکے کیا آتا — براق سے نہ ہوا ہمعنان خرد دجال
عدد سے خاک بسر کی دنون کی ہو گردش — تو مشت خاک سے اوسکی بنا کی چاک کلال
ہے اوسکی عہد مین یان تک علوم کا چرچا — کہ مدرسون مین ارسطو ہین آج کل اطفال
عمل مین اوسکی ہی گھر گھر یہ شرع گرم رواج — کہ متقی فضلا سے ہین لیکے تا حجام
نہ تاکے تاک کو زنہار بھولکر بھی کلال — شراب رند کی مشرب مین بھی نہین ہی حلال
چرس نہ پیے بنی چرسی کی چرم کا چرسا — پیے جو پوست تو جلاد کھینچے اوسکی کھال
وہ ٹکٹکی سے بندھے نام لے جو قلیان کا — کھلائین گل اوسی منہ سی لگائین جو منہال
ہین لاکلام وہ سحر الکلام نام خدا — بیان اونکا ہے اعجاز معجزہ ہی مقال
سخن سے اونکے وہ شیرین زبانی پیدا ہے — کہ ٹپکے طوطی ہندوستان کی سنکر رال
سنی ہی بزم منوکی جب سے زینت و زین — بشر تو کیا ہین ہی حیران چشم وہم و خیال
وہ بزم خاص یہان تک ہی غیر سے خالی — فرشتہ خان کو بھی پر دانہ سان گذرنی محال
عجیب شیش محل مین ہی آئینہ بندی — کہین اگر فلک نجم بر محل ہو مثال
مکان بلند ہے ایسا کہ اوسسے عرش ہی پست — محل وہ ہمسری جسکی ہے لامکان کو محال
زلیخا مریم و شیرین و لیلی و بلقیس — ہین آتو دائی کنیز اتا اور دو اکی مثال
جو سوی نغمہ و رقص و سرود ہون مائل — تو گائین خلد کی غلمان بنکے دان قوال
لگا کے جھومکہ ماتھے پہ عقد پروین کا — پڑو کے تارون کی پہنے وہ پاؤ مین خلخال
کرے یہ رقص سر بزم آنکہ ناہید — کہ آئے حضرت عیسی کو اوسکی رقص پہ حال
مجیرے شمس و قمر کے بجائے سپر فلک — کمال شوق سے رضوان ہی اپنی بجاتہ سی تال
وہ سیر چشم نظر ہے کہ جب ہوا منظور — تو اک نگاہ مین کرتی ہی مفلسون کو نہال
جو پوچھو سچ تو یہ خانہ ہے آفتاب تمام — سنا مین مثل ہی اونکا نہ دا دہین ہی مثال
الٰہی راحت و عیش و سرور و شادی مین — مدام رکھہ یونہین خوشحال اور فارغ بال

شب برات ہو دن راتین بھی ہون لطف و کرم ہمیشہ روز ہون نوروز و غرۂ شوال

کب اونکی مدح سے رعنا نہ شرمسار ہو عمدہ برار
قلم سے لوح مین ہو وصف جنکا بالاجمال

قصیدۂ دیگر

شاد اے دل کہ جہان مین ہے خوشی کی شہرت ساری عالم مین ہوا کہ عالم عیش و عشرت
طنطنہ فرط مسرت کا ہے اب تا ماہی غلغلہ شادی کا تا ماہ ہے خوش ہے خلقت
شاخ طوبے سے بنایا ہے عطارد نے قلم لکھنی منظور کسیکی ہے اوسی مدح و صفت
حور و غلمان کو ہوا نغمۂ ناہید سے وجد رقص سے اوسکی ملائک پہ ہے طاری حالت
پرتو مہر سے ظلمات تلک ہے روشن لامکان مین بھی نہین نام کو باقی ظلمت
ترک کی ترک فلک نے نہ فقط سفاکی بلکہ منظور ہے اب اہل جہان سے خلت
مشتری پر نہین موقوف سعادات اب کچھ ہر ستارے کو سعادت کی ملی ہے دولت
وضع اب ہوگئی کہتے ہین یہ اہل تنجیم تھی جو کیوان مین ہمیشہ سی نحوست کی صفت
اور مطلع مین لکھون کتنی ہے طلیع روشن گرد جو مطلع خورشید کی کردی طلعت
کس مسرت نے بنایا ہے جہان کو جنت ذکر خیر آج یہ کسکا ہے بخیر و برکت
دن اگر صبح سعادت ہے تو شب ہے شب قدر ہے سحر صبح وطن شام ہے شام وصلت
آمد مژدۂ جان بخش سے آتا ہے سرور ملک دل سے ہوئی یک لخت الم کی رحلت
الغرض دل کو جو حاصل ہوئی ہے تسکین آتی ہے خواب کے اک حور کی دیکھی صورت
شکل یوسف کی مگر وضع مثال رستم خو فرشتے کی مگر دیو قوی کی طاقت
اوسکی پیشانی خندان سے یہ روشن تھا صاف کہ یہ خالق کی مقرب کی ہے الحق صورت
رعب یہ تھا کہ بدن کانپ گیا ہیبت سے پوچھتا نام و نشان پائے نہ اتنی جرأت
اہل حال لطف کی فرماتی ہین جسطرح نگاہ مجھے ارشاد کیا دیکھکے میری حالت
شکر کر شکر ہے تجھے دولت بیدار ملی دن بھلے آئے ترے طے ہوئی روز غربت

بازہ کرو ست ادب اوسکی مین ذرعرض — بندہ ہی آپ پہ سو جان سے قربان حضرت
پھر پڑھا مطلع ثالث کو بصد عجز و ادب — دور کی طبع پریشان سے تمامی کلفت
مرحبا ہالف عیسی نفس و خضر صفت — آپ کا ہون مین بصد شکر رہین منت
تھا زیارت کا تری دل مرا از حد مشتاق — شکر خالق کہ میسر ہوئی تیری صحبت
ہے منور ترے انوار جمال رخ سے — عرصہ عالم امکان تا تک ای مہ طلعت
لعل تیرے لب جان بخش پہ سو جان سے نثار — اور تصدق تری دندان پہ دُر پر زینت
اک فقط بلبل شیراز کا دم بند نہین — طوطی ہند کو بھی ہی ترے آگے لکنت
الغرض مین نے کہا میری کہان یہ نصیب — یہ تو فرمائیے کس وجہ کیا مجھپہ کرم
ہون مہاراجہ جموں کا مجسم اقبال — مجھسے گویا ہوا تب لطف سے وہ مہ طلعت
باعث غور مئی عام ہین میرے مولا — ہون مین کشمیر کی والی کی مقرر دولت
سر و مہ کی زر و نقرہ پہ کیا ہے سکہ — ہے یہ سب لطف خدا داد کی اونکی برکت
عرصہ روے زمین اونکا ہی دیوان خانہ — اوس سلیمان کے ہی زیر نگین اک خلقت
عرش ایوان معلے ہے تو کرسی کو شک — جو ثوابت کا فلک ہی سو وہ اوسکی ہی حیثیت
مہر و مہ کو یہ شرف ہی کہ ہی اوسکی قندیل — عرصہ عالم امکان ہی اوسکی ساحت
وہ سلیمان ہے کہ ہو مور سلیمان اوسکا — اور زہرہ کو پریستاری سی اوسکے عزت
حسبہم اور جہان کا جو اک ہاتہ مین ہی رنگ اور اے — خوان یغماے جہان اوسکا ہی خوان نعمت
پشہ شاہین سی ہم پنجہ ہو کب یارا ہے — چار سو چار دن عناصر ہون عدد کی حضت
مہر کے سامنے کب شپرہ پرواز کرے — شیر سے ببر کو کہان خنگ و جدل کی طاقت
دشت بر قبضہ عدو پر ہو اگر وہ دم رزم — روز روشن سی شب تار کو کیا ہے نسبت
عرصہ جنگ مقرر ہو جو تیرا مقدم — خوف سی زرد ہو وہ برگ خزان کی صورت
غربا پروری اونکو ہی یہان تک منظور — ہو معاف فتح خدا داد کو اوسپر سبقت
شیر و بز پیتے ہین اک گھاٹ پہ ملکر پانی — کر سکا کین کو قارون کی عطا کی دولت
عدل اور داد رسی عام یہ ہے نصفت

دہ نظام تمس

وہ خطا پوش عطا باش ہے عالی ہمت
دوست ہو خواہ عدو عام ہے اوسکی رحمت

کھو دیا لفظ خطا حرف غلط کے مانند
دھو دیا کلمۂ تقصیر بآب رحمت

ہے کمال اوسکو ہر اک فن مین خوشا شان کمال
اور ہر علم مین کامل ہے زہے علمیت

فخر عالم کے عالم نہ اوسے کیون جس سے
زیب افلاک کو ہے اور زمین کو زینت

قد ہے وہ راست اوسی سرو کہون یا طوبیٰ
قدرت حق ہے عیان جس سے یہ وہ ہے قامت

راست بازی کی دلالت ہے اوسی قامت مین
سر بسر راست روی کی ہے اوسی قد مین صفت

شکل انسان کی ہے لیکن ہے ملک کی خو
یا فرشتہ مین بھری کوٹ کے انسانیت

ہے خم پشت فلک کا یہی باعث یعنی
راستی سے ہے اوسے قد کی فلک کو خجلت

راست آئی ہے اوسے قد پہ قبائے اقبال
سلطنت کا اوسی قامت پہ ہے زیبا خلعت

سر سلامت ہو وہ سر ہے نہین جسکا سر
سر بسر عقل سے معمور ہے پر ہے حکمت

سر جھکائین پے تسلیم ہزارون سردار
تا قیامت نہ ہے اس کو سر سر منت

سر بلندی اوسے زیبندہ ہے مانند علم
سر بسر ان وغا سایہ مین جسکے نصرت

چشم بد دور بعینہ ہین وہ آنکھین حق مین
اولو الابصار کو ہے رعب سو اونکی عبرت

مہربانی کی نظر مین ہین خواص عیسےٰ
نکھ کرم مین ہے مباعقہ کی خاصیت

وہ بلاغت ہے بیان مین وہ فصاحت جس نے
ساری لسانون کی ڈالی ہے زبان مین لکنت

گوش کو گوش کہون یا اوسے کان اسرار
غیر اوصاف سنا جسنے نہ حرف غیبت

سینہ ہے مخزن معنی تو زبان اوسکی کلید
دل مین وسعت ہے تو گویا ہے زبان مین فصحت

حق تو یہ ہے وہ نہین عرش ہے کچھ کم جسمین
عرصۂ کون و مکان سے ہے زیادہ وسعت

وہ دل صاف جو معمور ہے یاد حق سے
زندہ دل ہے وہی جس دل مین ہے حقانیت

نام کینہ کا نہین اور نہ کدورت کا نشان
پاک باطن کو ہے ان باتون سے بالکل نفرت

ہے وہ دل کعبۂ ایمان کہ ہے عرش اعظم
اہل دل کے لیے واجب ہے اوسکی طاعت

منظر لطف و عطا مصدر اخلاق و حیا
منبع جود و سخا مطلع مہر رحمت

دستگیری ہو میسر گر دن ہاتھون سے
شیر سے پنجہ کرین ہاتھ وہ آئی طاقت

دست پر قبضہ سر دست ہو گر دست بخیر
رستم کے پنجون سے نہ رستم کو ملے پھر مہلت

دوسرے پنجے سے لرزان تو یہ ہم پنجے سے غیر
اوسکے پنجے کی نہین پنجہ کو رہین طاقت

دستگیری ہین یداللہ کی ہی دست آویز
دم قوت ہے عیان اوس سے خدا کی قدرت

وصف مین پاؤن کے درکار ہی ثابت قدمی
اب قدمبوسی سے برآئے یقیناً حسرت

ہر قدم پر سر اقبال جھکی ہے یہ دعا
پاؤن پر اوسکے پڑے آکے جہان کی دولت

دوست آباد ہون جل جل کے عدو خاک سیاہ
اونکے بدخواہون کو دائم ہو جہان مین ذلت

سلسلہ اونکی حکومت کا رہے تا محشر
دم بدم لحظہ بلحظہ بڑھے ساعت ساعت

جیسے برعنا کو خلوص آپ کی سرکار سے ہے
ہو یونہین آپ کو الطاف و کرم مین وسعت

تمہیدیہ قصیدہ بہاریہ

چلی ہے گلشن عالم مین الہی باد بہار
کہ جسکے فیض سے نازہ خلیل ہے گلزار

زمین ہوئی ہے یہ سرسبز باغ عالم مین
بتون کے سبزۂ خط کو ہی جسکے رشک سے خار

چمن کی خاک ہی خاک شفا سے بھی بڑھکر
کہ باغ دہر مین نرگس تلک نہین بیمار

برنگ خاک شفا ہو کہ صاف ہو تریاق
چمن مین کھات کی جاڈالتی جو سم افعار

ہے سرد ابر بہاری سے آتش زرتشت
نظر مین سب کے ہین انگشت صورت گل نار

ہے شش جہت کا چمن ہشت خلد پر فائق
عیان ہی سبزۂ بیگانہ سے ارم کی بہار

عوض ہستی کے نہالان خلد ہون داعی
تو سرو باغ جہان اونکی حق مین ہون سب دار

ہر ایک گل مین ہی دلکش وہ آج نکہت مشک
ہے جسکے سامنے کافور نافۂ تاتار

عجب روش سے اب آراستہ ہی باغ جہان
کہ جس طرح ہو کسی بادشاہ کا دربار

کمر بندھی ہے نہالون کی عشق پیچے سی
گلون کے سر پہ جوانان باغ کی دستار

ہین ہر شجر پہ نوا سنج خوش خیالی سے
مغنیان چمن یعنے عندلیب ہزار

گہر بنے صدف گل مین قطرۂ شبنم
اوگے ہے موتیا نیسان ہی اب یہ گوہر بار

ترانہ سنجیون مین لطف سے ہے ترانہ کا
چہک ہی اونکی صدائے سیتار

قرار و ہوش خود کہ ہے اور ہین بیقرار و ہوش — الا پتے ہین عنادل جو سر بکعب گندھار
یہ جوشناہے مع گل یہ قطرہ شبنم — کہ دیکھکر اوسے غرق عرق ہے روی نگار
سواد گلشن عالم مین اب یہ ہے تنویر — بیاض صبح کی صورت ہر سطح انوار
چمن مین فوق مکان ہین وہ لالہ سین کو — کہ جسکی شان مین نازل ہی تختہا الانہار
روش روش ہین جوانان باغ بیخود و مست — گلون کے جام سے اب سرور سے سرشار
سوا ہین حق عنادل مین گل سے غنچہ و گل — ہین شوخ و شنگ و شریر و ستمگر و عیار
نہ باغبان کا ڈر ہی نہ خوف گلچین ہے — نہ خواب مین کسی صیاد کو نصیب گذار
جوان باغ اوڑاتے ہین گل کی گلپھرے — چمن کا آج زر گل سے گرم ہے بازار
موافقت کا ہے دور اور مخالفت ہی دور — گلے کا ہار عنادل کا ہے گل بخیار
زمین باغ جہان مصدر نمو ہے آج — کہ صرف نشو و نما سے ہین منشعب اشجار
روا ہے پھول سپر کی اگر ہری ہو جائین — بجا ہے سبز کرے کھیت اپنا گر تلوار
قلم کی شاخ سے بھی شاخسانے پیدا ہون — قواے نامیہ کا ہین کرون اگر اظہار
جو باغبان نہ تراشے تو برگ کاہ چمن — اثر سے ٹبرہ کے ہو روئیدگی کی شاخ خیار
دکان چمن کا ہے تختہ بفرط یمن نمو — گلون کی طرح شگفتہ ہین کوزہ عطار
اوگے ہین بے مدد آب و گل ظروف مین اب — بنفشہ کاہ زبان کا سنی و تخم خیار
حلاوت ایسی ہے اب آب و گل مین گلشن کے — کہ تخم ترش سے شاخ نبات کا ہوا دچار
تمام روے زمین صاف فرش مخمل ہے — گلون سی غیرت قالین ہے صفحہ گلزار
نمو یہ ہے تو یقین ہے کہ فرش قالی ہے — اوگین درخت پھلین پھل تو پھولین نقش و نگار
کیا جو گلشن ہستی کا مین نے نظارہ — تو فرط بوالعجبی سے ہوا بہت ناچار
یہ پھولی سرسون نظارت سے میری نظرون مین — کہ سبزہ نظر تھا زمین سے تا کہسار
یہ سوچا دل مین کہ خواب خیال ہی یا سحر — یہ ہے طلسم کہ نیرنگ یا کوئی اسرار
نہ آنکھون دیکھی نہ کانون سنی کہین یہ فضا — کہ جیسی پھولون سے ہے ہر طرف زمین بہار
چمن چمن ہے بہار ریاض رشک ارم — روش روش ہے عجب تخت گل بنجار

کیا مجھے چشمۂ خضر سے تو نے سیراب
تو ملتجی ہین ہو اے بیش حضرت دادار

کہ اسکے علم سے دے تو مجھے اب آگاہی
اور اوسکے راز عیان مجھپہ کردے یا ستار

یکایک آکے اسی فکر مین برا ہو کرم
وہ ایک خضر طریقت نے مجھسے کی گفتار

وہ نظم لکھہ خط فردوسیہ مین اک رنگین
کہین سب اوسکو یہ عنوان کا ہی خط گلزار

کلام تیرا ہے اک سحر سامری گویا
فصاحت اور بلاغت مین فرد ہین اشعار

یہ تیری سیف زبانی کی صاف جوہر ہین
کہ لوہا مانتی ہے اصفہان کی تلوار

کیا کلام سے تسخیر تو نے عالم کو
نکیون ہو صور دمک دیدۂ اولوالابصار

ہماے فکر کا تیرے یہ آج رتبہ ہے
کہ آسمانیہ سدرہ تلک وہ ہے طیار

عنان خامہ کو اب پھیر خودستائی سے
اگرچہ کفر نہین نقل کفر کا انظہار

کہا نصارت عالم کا خضر نے یہ سبب
ہے ایک ابر کرم بحر جود خود مختار

وہ حق پسند ہین حق پرور اور حقوق شناس
خدا شناس رسول خدا کے عاشق زار

یہ صلح کل ہے طبیعت مین اور خوش خلقی
کہ قبلہ کہتے ہین مومن او نہین ہنود او تار

سخاوت اونکی ہے عالم مین ایسی عالمگیر
کہ اونکے عہد مین درویش تک نہین ہین خوار

پھر انہین در دولت سے بے نصیب کوئی
اگرچہ لاکھہ ہو کم بخت بدنصیب ہزار

کرے سوال گر سنہ جونان کا جاکر
تو نانکار ملے اوسکو ایک استمرار

اگر فلوس کا سائل ہو اکوئی مفلس
تو پائے گنجینہ زر اور صرۂ دینار

کرے سوال سواری کا گر کوئی معذور
یہ اسپ و فیل شتر دین کہ ہو سکے نہ شمار

گدا ہین مال سے قارون کی آج مالا مال
ہین اہلکارون سے خوشحال آج کل بیکار

ہے اشرفی کا چلن آج کل بجاے فلوس
وہ کوڑیان ہین جو آگے تھی درہم و دینار

جہان مین ڈھونڈھے اگر لیکے ماہ کی مشعل
تو پائے نام کو مفلس فلک نہ اب زنہار

سنا ہو نام جو اہل جہان نے عنقا کا
وہ مفلسی ہی نہین ملتی جسکے اب آثار

مہوس اوسکو ہی کہتے ہین نسخۂ اکسیر
اوسیکو کہتے ہین شاید کہ نقش حب جبار

خریدے دولت جاوید دیکے بھی اوسکو
تو ایک جو بھی میسر نہو سر بازار

شب ہجرات ہین راتین تو روز ہین نوروز
ہوا یقین مجھے اوصاف فیض مشن سنکر
تمام دور ہوئی بخت بد کی ناسازی
ہین کیا کہون کہ ہون کون اور مرا ہی کیا ہے
ہزار پھینکے ہین ترک فلک نے تیر الم
کمان الم سے ہون اور دل ہے تودۂ افکار
بہ تنگ زیست سے کم بخت بخت سے مجبور
کرون نگاہ گہر پر تو صاف ہو پتھر
کہین خزانہ دکھادے مدا قسمت سے
نصیب سے جو میسر ہون مجکو لعل و عقیق
نظر بھی آتا ہے گر مجکو خواب مین پارس
جو باندھون تھان پہ کوئی خرید کر ہوار
کبھی جو اسپ ملے بھی تو لنگ ہو جاوے
گرائے صاعقہ گردون اندیہ ہو بالعکس
ہے زر کی دید ملک مشکل اب معاذ اللہ
جو مجھسے پوچھے کوئی زر کی وضع اور صورت
کرے نہ قول کو سائل مرے اگر تسلیم
جو شرط باندہ کے مجھسے کوئی شرط پوچھے
نہ مانے پھر بھی تو آخر کہون قسم کھاکر
جو پوچھے مجھسے کوئی جنگ زر گری ہے کیا
ضرور باندہ دے عطار کہکے مغز فلان ہیں
کرون جو قصد سوے آستانۂ حاتم
پئے فلاح جو کرتا ہون در دیا باسط

مطلع ثانی

مطلع ثالث

جہانیون کو ہے عیش نشاط لیل و نہار
کہ مقدرت سے مرا دور ہوگا کاسب اوبار
یقین ہے طالع خوابیدہ ہوگئے بیدار
ہون نامراد جگر خستہ سخت سینہ فگار
ہوئی وہ جسم کے جان کو دل و جگر کے پار
سجھے ہین ناوک غم دلمین میرے تا سوفار
نصیب کی ہے نحوست کا خود مجھے اقرار
اوٹھاؤن زر کو تو ہو ذرہ ذرہ مشت غبار
تو اوسکو چھونے نپاؤن کہ نیش مار کے مار
نگاہ کرتے ہی جل اوٹھے مثل اخگر نار
تو مشت خاک اوسے پاتا ہون ہوتی ہے بیدار
تو سر دمہری افلاک سے معاً ہو کنار
گرائی دیوی جو چاہون کہ اوسپہ ہو نمین سوار
پڑھون اگر دو فنار بنا عذاب النار
بغیر حشر ہے جسطرح دید حق دشوار
بتاؤن شکل مثلث کہ اوسکو مثل منار
اوڑاسکے زر کہون پہ بھی ہو مرے موسیقار
دکھاؤن لاکے مین کافور جاے خاک صیار
کہ ہوگا کوئی شتر راہوار فیل و حمار
کہون مین وجہ یہ اوسسے ملے جو کوئی منار
سکھے طبیب جو نسخہ مین شربت دینار
تو پیچھے مجھے قارون کی سمت کو ہو ہوار
زبان پہ آتا ہے یا قابض اور یا قہار

کبھی رہ ان سون اگر سوے دشت تو نہ یگا — سمجھا ہوا سے بگولا اور اڑائے گرد و غبار
ہے جان غمزدہ اک غم کا سو طرف سے ہجوم — یہ وہ محل ہے کہ ہو اک انار صد بیمار
ہوے مرے لیے رنج و غم و قلق پیدا — ہین آسیا مجھے ارض و سپہر کجرفتار
اور اک زمانہ تھا لطف خدا سے وہ میرا — کہ ایک بوسہ کے سائل کو بخشتا تھا قطار
ہے پیر چرخ تو دشمن عدو ہے مادر دہر — نہ اسمین مہر نہ اومین ہین لطف کی آثار
غریب و بیکس و حیران و مضطر و شرمسار — کہون تو سنگ بھی پانی ہو سنکے حالت زار
عدو بھی دیکھے تو افسوس کر کے کھائے رحم — بہائے اشک مجھے دیکھکر جو ہو جبار
کہان مین اور کہان غم خدا کی قدرت ہے — ترا کرم ہے یہ سب مجھپہ چنبر دوار
محال خوف ہے دیکھو مقام عبرت ہے — یہ حال فاعتروا یا اولی الابصار
مین اپنے وقت کا محمود کیا سلیمان تھا — غلام ایاز سے بلقیس ہی کنیز ہزار
فلک کے ترک نے کی میری چاکری اک عمر — کیا ہی طائر سدرہ کا مین نے برسون شکار
ہمیشہ مجھسے موافق تھا دور ہفت اختر — مری مراد پہ رہتی تھی چرخ کی رفتار
نہ تھی کچھ آنے کی شادی نہ کچھ گئے کا غم — نشاط و عیش مین کٹتے تھے میرے لیل و نہار
یہ انقلاب زمانہ کا بل ہے گردش چرخ — دنون کا پھیر یہ قسمت سے توبہ یا قہار
بُرے ہون دن تو ہو تیز اس مرہم کافور — بھلے ہون دن تو ہون افلاک ہم زنگار
الٰہی پھر بھی پھرے میرا بخت برگشتہ — کہین ہو طالع بیدار آ کے پھر بھی دو چار
نہین ہے کوکب ناساز کا گلہ مجھکو — نہ ہے شکایت بازی چرخ شعبدہ کار
خدا کا شکر ہے یا رہ بحر جود و سخا — کہ جسکی موج سے اک آسمین ہو بحر ایار
ہے چشم فلزم رحمت نگاہ کشتی ہے — وہ عین نوح کی کشتی بنے اگر ہو دو چار
نحوست اب قد دولت پہ تجھنے مجھونگا — بہت کیا ہی مجھے تو نے ایک عمر سے خوار
تو کان کھول کے سن دیکھ چشم غور سے آہ — کرم سے ہوتے ہین کس طرح سب کے کار بر یار
پھر آئے خواب مین بھی گر نظر تری صورت — کرونگا جھک کے ادب سے تجھے سلام ہزار
حضور سے مرے دلکو یہی ہے اطمینان — کہ یک نگاہ مین سب دور ہو مرا کہ و بار

نگاہ خاک پہ پڑ جاے تو رہو اکسیر
زبان ہلائے تو پارس کے ہون عیان آثار

نظر ہے عین عنایت حیا ہے آنکھون مین
ہے دل مین رحم تو ہمت کے بشری پر آثار

ادہر سے نقد مراد دلی ہو مجکو عطا
مری طرف سے گہاے نظم اونپہ نثار

ہون اونکے خیر طلب شاد و دوست ہون خرم
مسود اونکے ہون پامال اور عدو فی النار

جہان و اہل جہان سب ہین اونکے دست نگر
ہمیشہ دولت و اقبال و بخت و نصرت یار

ہو سبز برگ نہال مراد و نخل حیات
ہین سبز گلشن عالم مین جب تلک اشجار

پھلین مراد کے پھل سے وہ باغ ہستی مین
جہان کے باغ مین پھلتے ہین جب تلک اثمار

الٰہی دہر کی سر سے رکھہ انہین محفوظ
چمن مین دہر کے جب تک چلے نسیم بہار

خدا کا سایہ ہو رعنا کی ہے دعا آمین
کفیل کار دو عالم ہون احمد مختار

ناتمام قصیدہ مدحیہ ہند

آدم نے باغ عدن کو چھوڑا برائے ہند
سقدم نہین خلیفہ حق کا سوائے ہند

بھولے سے پھر نہ جاے کبھی ہے یہ وہ جگہ
جنت کی راہ بھول کے رضوان جو آئے ہند

سایہ نہین ہے جرم قمر مین یہ مرد مو
ہے مردمک مین دیدۂ گردون کی جاے ہند

آتا ہے رشک نکہت گیسوے حور کو
چلتی ہے جھوم جھوم کے جسدم صباے ہند

یعقوب کو ہے مد نظر دید تو کہو
آنکھون مین جاے سرمہ کرے طرطیاے ہند

سستا ہی نقد جان پہ بھی حسن ملیح ہند
زر ہے بہاے یوسف و یوسف بہاے ہند

ہاروت کیا ہے کھینچ لے یوسف کو چاہ سے
اللہ رے رسائی زلف رساے ہند

آبحیات آب ہے جان بخش ہے ہوا
کیونکر موافق آئے نہ آب و ہواے ہند

ہر ملک مین جو وصف ہین وہ سب ہین ہند مین
سب بادشاہ دل سے جبھی ہین فداے ہند

جان جہان ہی ہند اگر جسم ہی جہان
تھی سر مین افسرون کی اسی کی ہواے ہند

حب الوطن کو چھوڑ مہبت ظل ایزدی
آئے ہین کھینچ جان پہ زنجیر لواے ہند

گر کوس بھی کوئی لمن الملک کا بجاے
شایان شان ہے پیے فرماں روا ے ہند

تمہید قصیدہ ناتمام

گذشت دور کہن عہد راست نو آئین — شدست ثانی جسونت سنگہ تخت نشین
رخ عروس زمان روئق شباب آمد — گرفت بزم جہان بہر شاہ نو تزئین

دیگر

جور کم کن کہ نماندہ است مراد دولت دین — ماہ باشد رخ تو از چہ دلت شد سنگین
مہر را غیر تو ہرگز نہ شنیدم بے مہر — ماہ را جز تو ندیدم کہ شود چین بجبین
بگذر اینک ز ستم جور و جفاے عاشق — تا خدا ہم بکند رحم بتو روز پسین

دیگر

بس نکر جور اب اتنا شہ خوبان جبین — ناز کم کر تجھے کچھ خوف خدا ہی کہ نہیں
تیری ٹھوکر سے ہے ملک دل عالم پامال — اور برباد ترے ہاتھ سے ہی دولت دین
میرے نالہ سے خبر تو نہ ذرا اے غافل — اور ہلے آہ سے وان کنگرۂ عرش برین

قصیدہ ناتمام مدحیہ مارواڑ

چون مے خورد نمک ز نمکسار مارواڑ — زین شد تمام ہند نمک خوار مارواڑ
سیم آہن مس و سرب آورد م از جبال — ہم سنگ پارس آمدہ کہسار مارواڑ

دیگر

ہین مہاراجہ جسونت سنگہ اب تخت نشین — یہ اگر فضل الٰہی ہین تو وہ عرش برین
رشک گلزار بنی فصل بہاری سے زمین — عہد نوشاہ ہے اور فصل مہ فروردین
قدر خورشید سے ذرہ کی بڑھا کرتی ہے — سند زر ہے جو زرہ تو وہ خورشید مبین

بادشاہی کا اوسی سے ہے فقط نام و نشان | تخت ہی مہر سلیمان تو وہ ہین اوسکے نگین
ماہ ہالہ مین ہے یا برج شرف مین ہی مہر | تخت پر شاہ ہی اور سر پہ ہے چتر زرین

اول قصیدہ در صفت تار برقی لندن و امریکہ گفتہ یا کہ مضمون در رشتہ فکر سفتہ

شعر مین فکر کی ہے ریشہ دوانی درکار | تار دلکش کے مضامین کا باندھون کا تار
تار دلکش مرے نزدیک ہے تار برقی | نظم عالم کا ہوا ذات پہ اب اوسکے مدار
حق مین زاہد کے ہی وہ رشتہ تسبیح کی جا | برہمن کے لیے ہے تار بجائے زنار
رشتہ موزن عیسی سے گنہگارون کو | دست عصیان سی ہین جو چاک گریبان و نیدار
بہر عشاق ہے تار نغمہ محبوبان | سینے ہین زخم جگر اوس سے تو ہین سینہ فگار
تار باران بہاری ہی برائے دہقان | تشنہ لب کے لیے ہی بحر و ان کی اک دھار
شعرا کے لیے ہے فکر رسا کا رشتہ | طبع کی گرمی بازار کو ہے صورت نار
نغمہ سنجون کے لیے ہے نہ فقط سر کی طرح | تار طنبور ہے قوال کو یا تار ستار
نام ہے تیلی گرام اوسکا نہین لیک گرام | نہ وہ سنپک ہی نہ کچھ کھرچ رکھب اور گندھار
قول قوالہ گردون یہ بجا ہے یعنے | تار برقی ہے مغنی کے لیے موسیقار
راز دل بھیجتے ہین پردہ نشین در پردہ | واہ رے عصمت و الطاف کریم ستار
چور کو راز نہ ظلمات مین بھی روشن ہو | ہی عسس کے لیے یہ بہر سیاست شب تار
مانند بسمل کے رہا کرتا ہی مثل شہرگ | دشمن جان عدو مثل قضا ہے یہ تار
جان اعدا پہ گرا کرتا ہی بجلی کی طرح | خرمن ہستی ناری ہی اسی سے فی النار
کھوٹی کھوٹی ہو کھری صاف کھری ہو جاوے | تار برقی ہے غرض حق خبر مین معیار
جامۂ تن مین گل آسا نہ سمائی پھولے | تار برقی تو ہوا خواہ کو ہے باد بہار
باغ عالم مین ہر اک ملک برنگ گل ہے | تار برقی ہے ہر اک گل مین رگ گل کا تار
تار سی چیز نہین کوئی جہان مین خالی | بلکہ ہے نام خدا تار بنام ستار
مہر مین صبح و مسا تار شعاعی دیکھے | چاند نی چار ہی دن کی ہی وہ ہی چرخ تار

گر زمانہ کو کرو غور تو لبس ہے شب و روز
ہے یہی روشنی روز و سوا دست شب تار

تار باتون مین بھی ہوتا ہی بسا کرتی ہین
پیرہن اوس سے نہ خالی ہی نہ کوئی دستار

تار و پود اس سے ہوا پیرہن ہستی کا
رشتۂ جان کا اسی تار پہ ہے دار و مدار

حق نے بخشا ہے اگر تار نظر عاشق کو
بہر معشوق ہے موئی کمر اور زلف کا تار

تار سے نور ہوا بزم جہان مین معمور
تار شمعون مین نہوتے تو مکان ہوتی تار

تار مین گوہر و گل دونون بندھا کرتی ہین
سر کا سہرہ وہ ہوا اور گلے کا یہ ہار

رشتہ ہوتا ہی محبت کا جہان مین دلکش
خاص وہ پاے جو ما بین دو سر کار قرار

جب سے امریکۂ ولندن مین یہ تار برقی
مثل اک جان دو قالب ہی بنام غفار

متحد تار سے ایسے ہوی یہ دونون ملک
جیسے دو آنکھون مین ہوتا ہی نظر کا اک تار

وہ اگر گل ہی تو یہ رنگ جو یہ رنگ وہ بو
وہ چمن ہے یہ فضا وہ ہی فضا تو یہ بہار

وہ ثمر ہے یہ مزا یہ ہے مزا تو وہ ثمر
موج وہ بحر یہ وہ بحر یہ موج انہار

جیسے دو بحرون کو اک نہر ملا دیتی ہے
جیسے ہون متفق الرای دو مرد ہشیار

ملک تو دو ہین مگر قوم تو در اصل ہے ایک
نہین امریکۂ ولندن مین تفاوت زنہار

دونون ہی قند مکرر ہین مگر ذائقہ ایک
ایک تاریخ ہے دو نام کو ہین یسل و نہار

قطع ہوتا ہی نہین بعد سے رشتہ ہوا گر
لیک قاصد ہی سخن سنج مقرر در کار

تار برقی نہ کہو جو ہے ملا دونون سے
ملکہ ہے قاصد مستعجل و گرم رفتار

اب خدا سے یہ دعا ہی کہ رہی وہ الفت
جس کی شہرت عجم و ہند سے ہوتا تا تار

تار ہی نام کو در اصل نہ ہے لیکن وہ قول
صلح دو تار کے ملنے سے ہے ما بین قرار

قائم امریکہ و ولندن مین رہی یون رشتہ
عقد گوہر مین رہا کرتا ہی جس صورت تار

تار برقی ہو گئے لندن و امریکہ بھول
آج کی نظم کا ہے نام نظامی یہ بانداز تار

قصیدہ بجواب وارد قصیدۂ انگریزی لندن در شان صاحب اعظم فرمانروا بلند و گلستان

اے گل گلشن شاہنشہ ہند و لندن
آب و رنگ چمن ہند و فضاے ہند تن

خلد لندن کو اگر سمجھیں تو تو ہے طوبیٰ
تجکو سدرہ کہیں گر ہند ہو رضوان کا چمن

گر ولیعہد بہادر ہیں قبائے اقبال
تو بھی پیراہن شاہی کا ہے شاہا دامن

فرط شادی سے کبھی جامۂ تن میں نہ سمائے
آپ کے جدۂ شاہنشہ ہند و لندن

ہند و لندن جو حقیقت میں ہی مانند صدف
اوسکا تو ہی دُر یکتا کہ نہیں جسکے ثمن

تو اگر زمرۂ اطفال میں ہی شاہنشاہ
شاہ نسوان تری مادر بھی ہی شاہ زمن

شاہ مردوں میں ہیں بے شبہہ پرنس ویلز
شاہ شاہان تری جدہ ملکہ یعنے کوئین

دستِ قدرت ہیں جو شاہی کی خطاب ملکہ
قوتِ بازوی شاہی ہیں ولیعہد زمن

تو سہی خود کلیدِ درِ دولت ہے مگر
عقدہ حل ہوتی ہیں ناخن سے جو کھولو تو معاً

ہیں ولیعہد فلک عرش جناب ملکہ
مہر تابندہ ہے تو نام ہے جس سے روشن

مہر شاہی میں ولیعہد مگر تو ہے نگین
تو انگوٹھی ہے سلیمان ہی جو شاہ برٹن

وسعتِ ملک میں گر روس و حبش ہی بڑھکر
قوتِ علم و ہنر میں ہی پرا فضل لندن

شاہ کا ہوتا ہے جس شکل سے فرمان جاری
مہر ہو خرد مگر نام ہے اوس سے روشن

کیا بزرگی ہے ہوا کوہ جو رفعت میں رفیع
حاصل کوہ یہی ہے کہ ہوا اوسمیں معدن

شاملِ دل جسم میں تو اپنے گھرانے میں ہے
اسلیے تیری بزرگی میں نہیں جائے سخن

کسرِ شان آہ میں خطاب ملکہ کی کیا ہے
نکتہ چین ایسی مثالوں سے نہ ہونگے بدظن

پہلے تو ایک تھیں اب سو ہیں خطاب ملکہ
بیٹیے اور پوتے میں دو صنف تو حضرت ہیں وہ زن

گود میں تخت نشینوں کی تری جا ہی آج
تجسے ہو رشک سلیمان کو تو ہے مستحسن

تو جو سویا تو خبر کون جہان کی لیگا
پاسبان سوتی ہے ہرگز نہیں یکچشم زدن

ناز کا خواب بلا شبہہ ہے خواب شیریں
مان سکائے تجھے زانو نہ جو رکھکر دامن

پر نہ سو ایک منٹ اور نہ کہا مان کا مان
لاکھ سونے کو کہے شاعر شہر لندن

چشم بد دور ترا جیسے ہی بخت بیدار
ہیں بیداری کا لازم ہے تجھے بھی قدغن

تہنیت اب تجھے دیتا ہے زمانہ شاہا
چین و امریکہ و ہند و حبش و روم و فرنگ

چشم انصاف سے دیکھے اور اوسکا ہو سلام
طالب دید ہیں دم بھر کو ادھر بھی چلیں

* یہ جواب شاہزادہ لندن کا ہے اس کی اور سے خطاب ہے

کوئی دیتا ہے تجھے عمر درازی کی دعا
کوئی کہتا ہے کہ دنیا کا ملے تجکو دھن

علم کی کوئی شجاعت کی دعا کرتا ہے
مین یہ کہتا ہون کہ ای افسر شاہان زمن

جال ہو کا کہکشان آیکا اور کرے ہالہ
ہو کمان قوس سپہر مہر ہو بجلی تو سن

پھر شہا تیرے عدو کو نہ کہیں ڈھونڈھے ملے
خانۂ مور تلک کون و مکان مین ہا من

توجو ہے ظل خدا سایہ ہما ہے تیرا
شاہ ہو جائے گدا تو ہو اگر سایہ فگن

مغفرۂ عام ترا ایسا ہو خوان یغما
مور سے تا بہ سلیمان رہین مہمان متن

دام اقبال ترا جوت کو افلاک سے لائے
جذبی و نور و عمل آ جائین ہی جاب متن

شیر شیرین دو ہو وہ گاو زمین کا خسرو
دودہ کا دودہ ہو آب آب ہو مکھن مکھن

کھینچکر لائے فلک خوشہ پروین سے شراب
مائدۂ عیسی و موسی کا ہو سلوے اور من

تیری رگ رگ مین ہی سر ملک ای دولت کا اثر
ای گل گلبن ڈنمارک و ہندو برتن

گو صبا بھرتی ہے ہر گل سے دم ہمنفسی
باغ مین گل ہون ہزار ایک ہی پر بو ہی چمن

جنگ ہفتاد و دو ملت سے تجھے کیا مطلب
صلح کل تو ہی تری عہد مین ہے اوسکا چلن

کام رکھہ معنی سے اور چھوڑ نزاع لفظی
تو ہے نوشاہ بدل ڈال یہ تقویم کہن

ہین ہنود اور مسلمان و نصارا تینو
تیری سرکار کے اے شاہ رعایا ہی کہن

بید قرآن اور انجیل رہین سب رائج
کر نہ مقبول فقط شاعر لندن کا سخن

رائج انجیل وہان ہند مین بید و قرآن
دل ما شاد برین چشم دل ما روشن

تو شہنشاہ ہے لازم ہے نظام دنیا
کچہ پیمبر نہین جو تجکو ہو دین کا قدغن

بادشاہون سے خدا عدل کا کرتا ہے سوال
انبیا کے لیے ادیان کا بنا رنج و محن

کام ہے تجکو شہنشاہ شہنشاہی سے
نہ ابھی خیر سے تیرا ہی ابھی تو بچپن

پیار سے واعظ کے فرصت نہین پاتا دم بھر
ہو جو مہلت تو بدر گو دین لیتی ہین معاً

اور نسے وقفہ ہو تو پھر لاڈ یہ ہے مادر کا
کہ جدا کرتی نہین گود سے یک چشم زدن

شوق سے کھیل ابھی گود مین اک کے
فکر سے تمکو ابھی چاہیے رہنا ایمن

باتے مین تجھے بلقیس جھلائے [illegible]
[illegible]

دم مسیحا کرین نا جنبش فلک زخم نہ لاسے
دامن حضرت مریم رہے ہے سایہ افگن

خضر کی عمر ملے تجکو خدا سے آمین
شکوہ شیر رہے واسطہ جان اورتن

خیر سے بیاہ کا دن آئے تو لکھون سہرا
تجکو نوشاہ کہون تیری پرسس کو دولہن

عہد مین آپ کی رادی کے ہوئی ہے بیداد
خسرو یاد رہے آج کا میرا یہ سخن

خیر سے ہو کے جوان آپ مری داد دلائین
مین نے پکڑا ہے شہا تیری کرم کا دامن

والدین آپکے ساعی ہون مرا ہو انصاف
تب مین جانون کہ ملا میر کو تصیدہ کا ثمن

یون مری داد رسانی کے لیے کافی ہین
نائب سلطنت سند خاب لارڈن

پوچھو وہ حال نہ رعنا پہ جو کچھ گذرا ہے
دل من داند دمن دانم و داند دل من

قصیدہ باو صاحب نواب خاص محل صاحبہ عالم تخلص بیگم حضرت شاہ اودھ

سحر بعین شکر خواب مین نے دیکھا خواب
وہ خواب یوسف مصری کی خواب سے نایاب

ہجوم فکر مین دیکھا بعالم رویا
کمال جوش حوادث سے ہون بچشم پر آب

غریق لجہ حیرت ہون اور یہ عالم ہے
کسیکو گھیرے دریا مین جسطرح گرداب

بچشم غور جو دیکھا تو ہے یہ رنج و قلق
کہ مستعار حیات جہان ہے عین حیات

ثبات عالم امکان فقط خیالی ہے
طلسم ہستی انسان ہے صان نقش بر آب

ملایا خاک مین دیکھو فلک نے آخر کار
کہان ہین آج سلیمان سکندر و دارا

مآل کار حیات دو روزہ ہے حسرت
برائے شاہ و گدا ہم برای شیخ اور شاب

کسی نے جان دی حسرت مین ملک و دولت کے
کوئی تڑپ کے ہوا مثل ماہیے بر آب

بقائے ہستی عالم کا ہے یہان یہ نشان
کہ جیسے دیکھو کوئی عین تشنگی مین سراب

جو نام پوچھو تو ہے اسقدر زمین پہ نشان
کہ یہ مزار گدا ہے یہ مرقد نواب

اسی ملال مین دیکھا فلک پہ کی جو نظر
کہ گرم سیر ہے طائر عجیب شکل عقاب

بیاں کرون کہ کہان ہے ہمارے عالم ہون
کہ میرے ساتھ ہے تقدیر کرکٹ شب تاب

یہ دن وہ دن ہی کہ یکسو غم جہان ہے آج
ہین جمع آج مسرت کے جا بجا اسباب

ہین محض فیض ہون روح القدس ہی میرا نام
سوائے لطف نہین میرا کام زجر و عتاب

کمال لطف سی رکھکر مرے دہن پہ دہن
کیا زبان کو عنایت مذاق شہد لعاب

کہون عقیق ہین یا رنگ لعل اودسے
وہ سرخ وصاف کہ ہو آب آب رنگ شہاب

مزے مین قند مکرر کہ لطف مین وہ عسل
سرور جس سی کہ ہو مثل نشۂ مے ناب

کہا ہو مین نے کہ اس لطف کا سبب کیا ہی
وہا برا ہ عنایت یہ اوسنے مجکو جواب

جہان مین ہی زبان زد ترا کلام بلیغ
ملا ازل سے فصیح البیان کا تجکو خطاب

نہ سال حزن نہ شہر الم نہ روز قلق
نہ وقت رنج کا ساعت نہ غم کی ہے یہ جناب

زمانہ عیش و طرب کا ہی روز شادی ہے
یہ وقت لطف و مسرت کا ہی پے احباب

ہجوم رنج کے ہے بعد بالیقین راحت
پس الم ہین خوشی کے جہان مین پھر اسباب

طلوع شمس و قمر کا ہی جیسے ظلمت سے
نزول بارش باران کا یا سبب ہی سحاب

جناب حق سی ترے حق مین ہی یہی قدر غن
یہی ہے تیرے لیے حکم حضرت وہاب

خزائن در مضمون کو کھول دون تجھپر
کرون مین وا تری خاطر سخن کے سب ابواب

کہون مین وہ کہ الہام اوسکو یا القا
کہ صاف اوٹھ گیا یک لخت میرے دل سی حجاب

کھلی جو آنکھ تو دیکھا عجیب اک سامان
کہ ایک نور ہی جس طرح چادر مہتاب

وہ اہتمام تھا فرش زمین سی تا بفلک
کہ جسکو دیکھ کے ہوتا تھا مجکو استعجاب

شب برات شب قدر یا شب معراج
تمام تھے متردد ملک شتاب شتاب

پڑی تھی چادر مہتاب کی فلک پہ نقاب
بروے اہل فلک چھا رہا تھا خوب سحاب

تھی سبد راہ پیے ساکنان عرش برین
ہزار طائر سدرہ کے پر برا سے حجاب

جدا تھا عالم علوی سے عالم سفلی
یہ حکم دیدۂ انجم کو تھا بصد آداب

نگاہ بھول کر ڈالی کوئی نہ سوی زمین
حیا سے آنکھ رکھی اپنی بند مثل حباب

ہین ماہتابی پہ ماہند ماہ جلوہ فروز
عروس پردہ نشین نوشہ رسیہ جناب

وہ ماہتابی کہ کرسی پہ جسکی ہے بنیاد
وہ ماہتابی کہ جلوے سے مہ ہی غیرت مہتاب

بلندی اوسکی ہے اوس مہ معراج شہرۂ خلق — کہ پہونچے اوسکے کبھی فکر کا نہ اوسپہ عقاب
جو سبیل جبان اونکا رودخانہ ہے — ثمر شک حبشہ کو ثمر ہے صحن کا تالاب
نجوم چرخ ہین اوس سے سعادت اندوز آج — سعید ہو جو زحل آکے پوچھے اوسکی رکاب
ہے مشتری کی سعادت بھی کوئی اونکی سی لیل — قرین ہوی ہین یہ سعدین یا اولوالالباب
ہے مشتری کو یہ حسرت یہ رشک زہرہ کو — کنیز ہوتی جو اونکی نہ پھرتی خانہ خراب
عجب نہین ہے جو بیت الشرف ہی آج محل — فلک نہین ہے کہ فرش زمین ہوا کمخواب
وہ شامیانہ ہے کہتے ہین جسکو عرش برین — فلک ہے خیمۂ اطلس تو کہکشان ہے طناب
بچھا ہے مخمل قالی کی جا تمامی فرش — سمور و قندز و دیبا و قاقم و سنجاب
ہے اونکی جلوی سے یہ دھوم فرش ہی عرش — اور اونکی فیض سے عالم کا ہے یہ عین شباب
یہ کہدو اوسے ہے در فیض نقد انجم لے — سنا سے آکے مغنی چرخ چنگ رباب
وہ لوح جسکو کہ محفوظ لوگ کہتے ہین — ہے اونکی فیض کے دفتر کے ایک فرد حساب
کیا ہے چرخ پہ زہرہ نے کار مشاطہ — زمین پہ کرتی ہے بلقیس جمع کل اسباب
ارم مین آج حسینون کی ہے حنا بندی — لگائے پھرتا ہے پیر فلک شفق کا خضاب
فروغ حسن خداداد کا یہ عالم ہے — کہ لیکے حور سے پریون تلک ہے استعجاب
ہے وہ وجود مقدس بصورت معصوم — خطا کا نام نہین ہے جہان سوائے صواب
وہ حسن مین فلک حسن ہے تو مہر مین مہر — ہے وہ جو مہر تو ذرہ ہے مہر عالمتاب
زبان پہ حور و پری کی یہ ذکر خیر ہے آج — زبان پہ کون سی ہم منہ سی لائین نام جناب
صفہ ذکر نام مبارک کمال بے ادبی ہے — نثار بار بشویم دہن بمشک و گلاب
ہے اونکی عفت و عصمت کا اک جہان شاہد — تمام ہند ہے واقف گواہ ہے پنجاب
ردائے عصمت و لاہی ہے چادر تطہیر — کہان جو دامن مریم نہین کہ ہے استعجاب
وہ غنچہ لیک خوش الحان ہین باغ عالم مین — کہ جنکو بلبل شیراز دے سکے نہ جواب
سخن ہے اونکا فصاحت مین وہ گویا وحی — نفس کو دل انکا ہے خدا کی کتاب
قیاس اونکا ہے مقیاس کل جہان ہنر — اور اونکا دیدہ ور مین ہین مین ہے بو تراب

نگاہ اونکی غضب پر جو چشم بد دور آئے
ہو خصم کوہ تو مانند کاہ ہو بیتاب

فلک پہ ثور کا اور حوت کا جگر ہو چاک
زمین مین گاو زمین اور سمک ہو جلکی کباب

نگاہ لطف مین اکسیر کی ہے خاصیت
پڑے تو سیم کی صورت ہو مس محمد سیماب

عسود اوسکے اوٹھائین جو ہیسری مین سر
فلک گلولۂ انجم کا بھر کے مارے گراب

نگاہ مہر پھرے اونکی جبکی جانب سے
نزول قہر خدا سے ہو نازل اوپہ عذاب

ہو ملک دولت و اقبال و حکم و جاہ و حشم
مدام تا ابد اونکو نصیب یا وہاب

ہمیشہ باغ جہان مین چلے نسیم مراد
ریاض دہر ہے جب تک کہ یاخدا شاداب

مدام دامن مریم ہو دامن عفت
ہمیشہ چادر تطہیر کی ہو رخ پہ نقاب

ہے اونکی ذرہ نوازی سے اتبدا یہ عنایت
بلند مرتبہ مانند مہر عالمتاب

تمہید قصیدہ ناتمام

کوس شادی کی صدا کا یہ سحر دم تھا وفور
نفخۂ صور کا تھا صاف گمان روز نشور

خفتۂ خواب عدم معجز عیسی سمجھے
چونک اوٹھے سنتے ہی سمجھے وہ اوسے نفخۂ صور

نازنین چونک پڑی بھول گئے ناز کا خواب
ہو گئے نشہ ہرن ہوش مین آئے مخمور

بخت خوابیدہ جو جاگے تو تعجب کیا ہے
کور باطن بھی تو بینا ہوے چشم بد دور

بالش بزم سے مینے جو اوٹھایا سر کو
کھلگئی آنکھ شکر خواب گی آنکھ سے دور

دیکھتا کیا ہون سلیمان کی سی ہے آمد آمد
لشکر مور کے مانند ہے لشکر کا وفور

دیکھکر جاہ و حشم تھا نہ فقط مین مشغول
رعب مین آگئے جمشید و سکندر فغفور

سارے مونث کی تزلزل کا جو کرون کچھ مین بیان
گور مین کانپ اوٹھی تاب نہ لائی تیمور

ظلمت شب کو کیا نور و ضیا نے زائل
صبح دم جیسے منور ہو کوئی مطلع نور

ایضا ناتمام

سحر جو باد صبا آئی گلشن سے
شگفتہ غنچۂ ہوا یہ گل پھول

رباعی

دماغ ہے گل مضمون کے عطر سے معمور
چلی وہ بوے روضۂ رضوان کی عطر بیز ہوا

ہے صحن صفحہ پہ اب گرم رقص کبک قلم
صریر ہے کہ کسی عندلیب کی ہے صدا

ہے آج مزرع طبع رواں میں ایسا نمو
کہ ہو بہار میں سرسبز جس طرح صحرا

ہوا ہے رشک سے لوح و قلم پہ عرصہ تنگ
ہر عندلیب قلم اس پہ ہے نغمہ سرا

زمین قصیدہ کی رکھتی ہے آسمان پہ فوق
گل سخن میں ہے انجم سے بڑھ کے نور و ضیا

کروں رقم جو میں احوال نرگس بیمار
خط غبار ہو نرگس کی حق میں خاک شفا

ہر ایک سطر مسلسل ہے صورت سنبل
ہر ایک بیت ہے مانند سدرہ و طوبیٰ

ہے سلسبیل وہ میں اس طرح رواں سپید
کہ جسکو خضر بھی سکتے ہیں نہر آب بقا

کہوں میں حاشیۂ صفحۂ قصیدہ کو
سواد داغ ارم تو نہیں ہے نادیدا

اگر ہے مثل گل اشرفی گل مضمون
تو موتیا ہے ہر اک گوہر سخن میرا

یہ سال سال مسرت ہے ماہ ماہ مراد
یہ دن ہے عید کا دن وقت فرحی نہ دلا

یہ روز روز ہے نوروز کا جو عالم میں
سرور و عیش کا گھر گھر اسی سے ہے چرچا

لکھوں قصیدہ کیا میں ابد مطلع روشن
کہ جس سے مطلع خورشید کی ہو ماند ضیا

مقابل اوسکے چراغ سحر ہو طور کی شمع
فق اوسکے سامنے موسیٰ کا ہو ید بیضا

جہان میں آج جو سرکار ہے سریر آرا
یہ جشن اور یہ نوروز واہ صل علیٰ

نثار فرق مبارک ہوے نجوم فلک
فدا ے پاے مبارک گہر ہیں سر تا پا

یہ دھوم دھام ہو شادی کی عرش سے تا فرش
کہ تہنیت کا ہے کرو بیون تلک غوغا

کہا یہ دل نے دکھاؤں تجھے قران سعید
فلک پہ چلکر بصد صدق دیکھ لے رعنا

قران وہ جس سے سعادت قرین ہو تا ابد
وہ اجتماع کہ ہون جمع مشتری زہرا

ایضاً ناتمام

بہار تازہ ہے عالم میں نو کا ہے ظہور
چمن چمن ہے جہان میں جہان میں کو بکو

یہ آج ہے جو نوروز کا ہے عالم میں
ہوے ہیں لذت شادی کا [illegible]

بڑھا ہے نشۂ جام بہار اس رتبہ — کہ سارے ہور و ملک جن و انس تک ہین چور
بہار باغ جہان کو ہے تحفۂ نعمت — فضاے گلشن گیتی مین ہو ہوا سے سرور
ہوئی بہار یہ باغ جہان مین رحمت عام — کہ تا بجاز و خشک سبز ہے برب غفور
جہان کی باغ مین گورنر کا یہ شہرہ ہے — بلند عالم علوی تلک ہے اوسکا شور
دعا یہ داعی صادق کی ہے بصدق و صفا — کہ رکھے آپ کو خالق مراد سے بھرپور
تری طرف سے کدورت جو دل مین کچھ ہیں — شمال شیشۂ ساعت ہون گرکے چکنا چور

ایضاً

بس نکر جو رہے کافر پر مکر و دغل — باز آ ظلم سے غافل تگرا دیان و ملل
جان و مال و دل و دین کر دیے ہین عشاق فدا — حیف ہے جاے وفا اونسے دغا اور دغل
کیا ہوا شکل فرشتے کی بظاہر ہے پر — باطنا کوٹ کے رگ رگ مین بھرا ہے چھل بل
دلربائی ہے زمانہ مین کمال دلدار — سخت معیوب ہے محبوب مین پر مکر و خیل

بتقریب جشن شادی ولیعہد بہادر مارواڑ

کیسا شادی کا مبارک ہے تری سر سہرا — راج کا ہے یہ ولیعہد کے سر پر سہرا
تیری شادی سے ہین سب شاد مہاراج کنور — تیری سہرے سے زمانہ مین ہو گھر گھر سہرا
گل کرتے ہین مضامین کے سہرے کے لیے — رشتۂ فکر مین گوندھین گی سخنور سہرا
سونیا مین ہے کلمین آب سے موتی سے — اشرفی کی ہے کلمین پھول سے پُر زر سہرا
صرف تا نظر عاشق صادق جو کرون — دل سے دین داد مجھے دیکھکے دلبر سہرا
کہکشان سے نہ مجھے عقد ثریا سے غرض — ایسے سہرون سے مین گوندھون ترا خوشتر سہرا
پیر کنعان کا اگر رشتۂ الفت پاؤن — گوندھون پھر سوزن عیسی سے مقرر سہرا
حسن یوسف کو مین ہون دیتا گل چین — کبھی ایسا نہ پر اوسکو میسر سہرا
گل جنت کے خیالون سے لائین فی الفور — عرق ریز مین کر لائین معطر سہرا

کم نہیں مردمک چشم عنا دل سے گہر
رگ گل تار ہے کیا خوب ہے بہتر سہرا

رشتۂ کاہکشاں ہیں ہیں پروئی انجم
پیر گردوں نے یہ گوندھا ہے منور سہرا

روی روشن ہے جو خورشید تو سہرہ ہے شعاع
باندھ کر آیا ہے گویا شہ خاور سہرا

عرش پر قدسیوں نے گوندہ کر تیار کیا
عقد پروین نہیں قدرت کا ہے مظہر سہرا

لعل و یاقوت ہیں الماس و عقیق و گوہر
کیا انمول ہے شاہا ترا پُر زر سہرا

حور و غلمان ملک و جن و بشر ہیں حاضر
دیکھیے کرتا ہے عالم کو مسخر سہرا

ہفت اقلیم کا رکھتا ہے تماشا یہ طلسم
شکل آئینہ ہے لے دیکھ سکندر سہرا

آج شادی سے سماتا نہیں پھولا عالم
دیکھ پایا ہے جو پھولوں کا سراسر سہرا

اہل محفل کے دماغ آج بسے خوشبو سے
عطر سے مشک سے گل سے ہے معطر سہرا

کہتے ہیں بید کے واقف تجھے دھرماتو تار
تار زنار ہیں اب گوندھیں گے منتر سہرا

قدر داں پھولیں گے پھولوں کی طرح محفل میں
داد دیں گے مجھے سن سن کے سخنور سہرا

سر پہ نوشہ کے مبارک ہو یہ سہرا آمین
گائے تو الۂ افلاک یہ گھر گھر سہرا

دل سے دیتا ہے نظام اپکو سہرے کی دعا
تیرے سر راج کا تا ساعت محشر سہرا

سہرا در شان سید صاحب

تمکو نوشاہ مبارک ہو یہ زرین سہرا
لعل و یاقوت سے ہے صاحب تزئین سہرا

انجمن حلقۂ انجم ہے مکان چرخ بریں
چاند سا آپ کا چہرا ہے تو پروین سہرا

نکہت گل سے بسی محفل جشن شادی
گوندھکر لایا ہے گلزار سے گلچین سہرا

سہرے کی شان بھلا کس سے بیان ہوتی ہے
سورۂ فاتحہ چہرہ ہے تو آمین سہرا

مصحف پاک پہ تفسیر ہے جس صورت سے
چہرہ سہرے کی جلا چہرہ کی تزئین سہرا

صبح تک شام سے اوڑھے نہ حیا کا پردہ
کان میں کرتا ہے نوشاہ کے تلقین سہرا

آپ سر تاج ہیں امت کو تعجب کیا ہے
گنگنا جبریل امین باندھیں سلاطین سہرا

نظم و نثر سے ہیں مضامین کی ہے کیا رعنا
ہمہ تن شکل زبان ہے سخن چین سہرا

تہنیت جشن بسم اللہ شاہزادی

کہو سہرہ سے گائے آج بسم اللہ کا سہرا
سر محفل سنائی آج بسم اللہ کا سہرا

دولہن ہے شاہزادی کہدی جناکر حور سی کوئی
ارم سے گونده لائے آج بسم اللہ کا سہرا

دولہن کا عطر اگر پیراہن یوسف سے پائے
پری لاکر بسائی آج بسم اللہ کا سہرا

یقین ہے موتیوں کی جو جھڑی سے اسد جھاری ہو
کہ سر سے پاتک کے آج بسم اللہ کا سہرا

بندھیگا پاک دامن کی یہ سر پر آب گوہر میں
کہو جاکر نہائے آج بسم اللہ کا سہرا

عروج سربلندی کہکشاں وعقد پروین سے
بھلا کیونکر بنائے آج بسم اللہ کا سہرا

بندھا ہے روی پاک گلبن گلزار زہرا پر
کہاں پھولا سمائے آج بسم اللہ کا سہرا

لکھوں کل بے بہا پھر دوسرا سہرا عروسی کا
اگر یہ تمکو بھائے آج بسم اللہ کا سہرا

مبارک باد سے بھی ہو زیادہ شور تحسین کا
وہ رعنا لکھ کے لائے آج بسم اللہ کا سہرا

تہنیت تیوہار راکھی سر بدربار مارواڑ

ہو مہاراج بہادر کو مبارک کنگن
آئے ہر سال مع الخیر یہ رکھشا بندھن

زیب راکھی کو ہوئی ہاتہ سے ماشاءاللہ
ہاتہ کا دست بخیر اوسنے بڑھایا جوبن

ہاتہ اور راکھی کا کیا خوب ملا ہے جوڑا
دولہ گر دست حنائی ہے تو راکھی ہے دولہن

عقد سے اوسکے کہلیں اہل جہان کے عقدے
یہ بیضا بھی نہوگا کبھی ایسا روشن

ہاتہ سے پنجہ خورشید تو راکھی ہے شعاع
عقد پروین ہے جو کیجے تو بجا ہے یہ سخن

کچہ عجب تاب ہے راکھی کی زرد گوہر سے
ماہ کی قوس دباتی ہے تو صبح کی کرن

اوسکی رنگینی پہ نیرنگ جہان کا ہے گمان
اور گیا دیکھتے ہی طائر رنگ گلشن

تہنیت کا جو گیا چرخ برین پر شہرہ
ہوگیا خم پے تسلیم سر چرخ کہن

حسن طرف دیکھیے پر یون کا عیان ہے جوبن

رکھ نظر پر کافی ہے اکھی کا بھاوارنہ — خلد سے ناچنے کو آئی ہین حورین بن ٹھن
سحر کانے نے کیا ناچ نے از خود رفتہ — دل اوڑا کے لیے جاتی ہے ہوا نچ دامن
پیر گردون نے عجب لی کا سما باندھا ہے — مہ و خورشید کے طبلون پہ اوڑاتا ہی پرن
دیجیے دل سے مہاراج بہادر کو دعا — مدح کے بعد مری طبع کو یہ ہی قدغن
خیر سے آئے یہ دن آپکو ہر سال آہین — جب تلک ہند مین جاری ہی اکھی کا چلن

مبارکباد بشرح سلطانیہ

ہوا پر نور سلطان جہان بیگم کا کاشانہ — کیا شاہ جہان بیگم نے کیسا جشن شاہانہ
سکندر بیگم علیا مسنے کی وہ آئینہ بندی — پھرا دیوانخانہ سے سکندر مثل دیوانہ
نظر خیرہ ہوئی تھی شیشہ آلات اسقدر روشن — پری شیشی مین اوتری ہو گئی محفل پر پنجانہ
کیا دربار مین زہرہ نے آکر جس گھڑی مجرا — ہوے بیخود سیجا دیکھکر نازعرو سانہ
ہزارون بزم مین جمشید سی ناخواندہ مہمان تھے — نکل خم خانہ سے دخت رز آئی بی حجابانہ
عیان ہی دور دورا اونکا دور ساغر می سے — سکندر کا بنا آئینہ دیکھو جسم کا پیمانہ
یہان تھی عام دعوت خوان یغما خوان نعمت تھے — وہ جنت تھی کہ آدم نے جہان پایا نہین دانہ
ہزارون طائفے تھے بزم کا پر یہ قرینہ تھا — زنانہ مین زنانہ اور مردانہ مین مردانہ
زلیخا مریم و بلقیس و حور و لیلی و شیرین — یہ سب مہمان بزم جشن تھین ہم صاحب خانہ
دل اپنا ہو جہان کی مطمین ہین اج عدالت سے — تمہارے عدل کا مشہور ہی عالم مین افسانہ
تمہارے عہد مین ہی خاطرون کو راحت و جمعیت — خیال زلف مین خواب پریشان اب ہے افسانہ
نہین پڑتی نگاہ گرم عاشق شعلہ رویون پر — شرہ چلمن بنی ہی اونکی مین مثل خس خانہ
تمہارے عہد مین اب بیکسی یہ ہو گئی عنقا — یتیم آتا نہین درج صدف سے کوئی در دانہ
تم ایسی پاک دامن ہو تمہارے عہد عفت مین — نہ آیا شمع کے دامن تلک بھی اوڑکے پروانہ
پڑین انکھون مین جالے ہو سلائی اک کا ڈورا — عنا دل کی جو پڑ جائے نظر نرگس بیمستانہ
تمہین تا زہ فلک پر نت نئے نجم کیے آیا ہے — ہوا ہو آپ کی سرکار سے گردون یہ جرمانہ

امیر ابن امیر و وزیر سے یہ پہلی بسم اللہ
غریبوں نے بھی پایا فیض ہر دولت امیرانہ

ترے جود و سخا کا عام گھر گھر ہو شہرہ
در دولت پہ حاتم سائل آیا ہی فقیرانہ

تمہارا ہر گدا حاتم ہی بخشش اسکو کہتے ہین
سخاوت آپ کی مشہور عالم ہے کریمانہ

کرین بندہ نوازی بندہ پرور کو یہ شایان ہی
زمانی مین یہی باقی رہا کرتا ہے افسانہ

رہی ناہید سلطان جہان بیگم کی مشاطہ
قمر کا آئینہ ہو پنجۂ خورشید کا شانہ

یقیناً دستگیری اونکی ہوگی قوت بازو
کئی دن سے جب ہی اکثر پھڑکتا ہی مرا شانہ

صلہ مین تہنیت کی اندنون دربار سے دیکھون
مجھے فرمان آتا ہی کوئی شقہ کہ پروانہ

قلم برداشتہ لکھی مبارکباد عنانے
کیا ہے کام مردان علیخان نے یہ مردانہ

مثنوی آپ رہ ان در لطف باران

شور باران کا ہے ہر صبح و مسا
رحمت حق کی چلی ایسی ہوا

جس طرف دیکھو برستا ہے مینہ
جھڑ لگی ہے نہین رکتا جھالا

لطف برسات کا بڑہ جاتا ہے
جھوم کر آتی ہے جسوقت گھٹا

دل گھرے رہتے ہین جو بادل کے
کھل گیا صاف محال اب ہے خلا

شامیانہ ہوا ابر رحمت
ہو گیا ابر کرم ظل خدا

ابر مین گرمی کا سطلع ہے صاف
واہ رے فرط کرم صل علیٰ

عیش سے کٹتی ہے ٹھنڈک مین عمر
دھوپ کا فور ہے تابش عنقا

پر سمیٹے ہوے بیٹھی ہے پری
دیکھنے کو بھی نہین ہے سایا

لوگ بے پر کی اوڑا دیتے ہین
پر تجھے اسکی نہین ہے پروا

خوف مرنے کا نہین بندونکو
بند ہے چار طرف راہ قضا

بطلقا خوف نکیرین نہین
کب ہے عاصی کو غم روز جزا

آندہی شب کی ملک کو نہین تاب
جو لکھا اسکو وہ منیب [illegible]

نام ستار سنا کرتے تھے — آج کل ابر مین آنکھون دیکھا
دھو دیا حرمت بادہ کو صاف — آج عالم مین ہے دور صہبا
بل بے فرط کرم ابر کرم — دود بنتا ہے دھوان دھار گھٹا
اور سیہ بادل کے گرجنے کا شور — جس سے ہے پیر فلک کور عشا
شش جہت کی نہین چھٹکے چھوٹے — کر ہین کروبی بھی سنکر غوغا
ٹوٹ جائے نہ طلسم افلاک — ہے یہی اہل سما کو دھڑکا
ہے گرج شورش نوبت خانہ — کون سن سکتا ہے طوطی کی صدا
اپنے مرکز سے نہ ٹل جائے کہین — چرخ نیلی کا ہر اک ستیارا
جا چھپین چھوڑ کے عرش اعظم — لامکان مین نہ کہین اہل سما
شورش رعد سے جی چھوٹا ہے — اور سیہ بجلی کی چمک ہے طرا
ہے یہ خیرہ نظر چشم خیال — خواب مین آنکھ کا تل ہو پارا
ڈر کے محبوب چمٹ جاتے ہین — وصل کا رہتا ہے ہر بار مزا
مینہ برستا رہے بجلی چمکے — ہے یہ عشاق کی دن رات دعا
دن کو تارے نظر آجاتے ہین — ہے شب تار کا دن پر دھوکا
پر فرشتون کے جل جاتے ہین — اور ہے کافور پری کا سایا
نفخہ صور سمجھ بجلی کو — رعد کے شور سے ہے حشر بپا
جنبش ابروے شعلہ رو سے — کام اس برق نے ہے برق کا کیا
خرمن ہستی قحط باران — جل گیا جلکے ہوا جل سارا
اہل عالم کو ہے گلزار خلیلی — آتش برق زہے صلل علی
نار ناری ہے حقیقت مین جبھی — نور سے برق کی ہے دل ٹھنڈا
گرمجوشی مین ہے معشوقون کے — اب اثر مرہم کافوری کا
جیسے نور نظر عاشق ہے — آتش مشتعل رنگ حنا
شعر مین گرمی طبع نظام — دیتی ہے جس صورت سے

ایسی ہنسے برق کی گر ما گرمی — ابر مین صاف ہے اعجاز نما
طور کی شمع اگر بجلی ہے — ابر ہے صورت طور سینا
کانگڑہ کا ہے گمان بادل پر — برق جوالا مکھی کیے تو بجا
شامیانہ ہے اگر ابر کرم — صاف اندر کا اکھاڑا ہے خلا
رعد کا شور ہے طبلہ کی پرن — مینہ سے زنگولہ کی آتی ہے صدا
رقص سے کم نہین بجلی کی دمک — زامنی کیے کہ اوسکو زہرا
بقراری ہے برنگ سیماب — ہے چمک رقص کا جیسے توڑا
دامن برق کی ہے قوس قزح — پیش واز ابر شفق ہے پیکا
برق کی ابر مین اس شکل نمود — جیسے محمل مین مقام لیلا
جیسے خیمہ سے اوٹھاکر چلمن — جلوہ دیتے ہین پری رو دکھلا
چاند بدلی سے نکل آتا ہے — جیسے رخ زلف سے ہو جلوہ نما
نظر آجاتا ہے کالے کا من — دانت یا اودے لبون سی پیدا
نظر مردمک چشم پری — یا خیالات دل اہل صفا
شب یلدا مین براق معراج — مائل عرش ہے یا اصل علی
ریل کے دود سے اوٹھتا ہے شرر — یا شب تار مین جگنو پیدا
برق کے جلوون کو زنہار نہ پونچھ — گہہ فلک پر ہین کبھی تخت پری
صاف شیشہ مین اوتاری ہے پری — حور ہے خلد مین یا جلوہ نما
ہے دماغ اوسکا جبھی گردون پر — اور مزاج اوسکا ہے بالائے ہوا
عرش والون کی ٹپکتی ہے رال — کون کہتا ہے اوسے مینہ کا جھالا
بزم عالم مین ہے گر ابر عروس — چشم بد دور ہے مشاطہ ہوا
گھیر لاتی ہے اوسے ہر سو سے — یہ جو شانہ ہے تو وہ زلف رسا
صاف اوڑائے لیے پھرتی ہے وہ — خوب باندھی ہے ہوا نے بھی ہوا
ہو ہوا خواہ جو لائے دم مین — جھوم جھوم آتا ہے بادل کیسا

کسی عاشق کا کہون کیا دم سرد
دم عیسے سے نہین کم جھوکا

خفتۂ کنج غم چونک پڑے
سن سے آیا جو کہین سنناٹا

کیا بیان کیجیے برسات کا لطف
دل اوڑا سے لیے جاتی ہے ہوا

بادو باران جو موافق ہین آج
کیسی دلچسپ ہے یہ آب وہوا

ابر سے ہو گئے سب نقش برآب
تون کو باران نے بنایا ہے صبا

کیا ہو باران کا بیان شان نزول
شان باری کی ہین بادل آیا

فیض باران سے ہین اشجار نہال
واہ رے لطف عمیم مولا

مہربان ہون تو برس جاتی ہین
دشت مین ہوتے ہین جاری دریا

رشتۂ سوزن عیسے سے نہین
تار باران مین کم اعجاز ذرا

رشتۂ الفت عاشق کیہے
خواہ تار نظر چشم حیا

فرط بارش سے ہے پانی پانی
بہہ گئے کوہ سے ہر سو دریا

صورت گریۂ عشاق کہین
خضر کا دل تو نہین پھوٹ بہا

چشمۂ آبروان صورت چشم
قطرہ قطرہ ہوا دریا دریا

بخت بیدار ہوے دہقان کے
کیا بہا جاتا ہے ہر سو سوتا

مردہ دل فصل خزان کے مارے
زندہ در گور تھے اب تک گویا

قطرۂ بارش باران سے جیے
خضر نے آب حیات اونکو دیا

عالم آب روان ہے یہ صاف
صورت طبع روان رعنا

دیکھہ دریا دلیے باران کو
شعر کی بحر کا ہے اب دھوکا

تار باران کا جو دیکھے تو ترا ز
صاف ہو آب روان کا دھوکا

آگ پانی نے جو ٹھنڈی کر دی
آج زردشتی ہین سا بھی ترسا

آگئی جان زمین مین مینہ سے
ہے یہ گل مین اثر خاک شفا

ہے طبیعت مین یہ موسم کی نمو
دوب ڈالو تو شجر ہو پیدا

صدر مین جشن حیوان ہے دولت
خانہ زاد قبلہ نے سے اونکا

ہو گیا ہے فلک نیلوفری — سدرہ حد سے بڑھے کیا سدرا
ہو سر ریشہ دوانی تو خیال — سبز باغ اوسکو دکھائے کیا کیا
گائے دیپک تو بنے گونڈ ملار — شمع ہو برق بنے دود گھٹا
طرفہ آزادی نے دکھلائے رنگ — بید پھولا ہوا ہے سرو پھلا
اشرفی کے نہ کہین گل پھولین — زر قارون سے بھی صحرا صحرا
شجر و گل ہوے سب نقش و نگار — وشی قالی سے نیا گل پھولا
قیس کی قبر سے بید مجنون — خاک لیلی سے بنفشہ نکلا
خون فرہاد سے برگ سادش — قبر شیرین سے ہے جل نیم اوگا
طائر رنگ چمن اوڑ نہ سکے — تار بارش کا بندھا ہے ایسا
سبز ہے سبزۂ بیگانہ بھی — عام ہے گلشن ہستی کی فضا
پھول بھی پھولے سماتے نہین آج — غنچے خوبون کے دہن ہین گویا
گل ہر اک جا پہ نیا پھولا ہے — ہے عجب رنگ کی باغ سین فضا
جل ترنگ آب روان کا ہے شور — خار ہین چوب تو گل نقارا
جھاگ سے کم نہین گل کی اوراق — غنچۂ گل ہے مثال شہنا
نوبت نغمۂ بلبل ہے آج — کوس شادی کی چمن مین ہے صدا
بلبلین مست ہین صیاد خموش — ہم صفیرون کی یہ دلکش ہے صدا
کہین غنچون کی صبا سے صحبت — شاخ ہے دست و گریبان صبا
گل کہین جامہ سے اپنے باہر — چاک ہر اک کا ہے دامان قبا
کیسی بیٹھی ہے دوبچے گل کو — کچھ بھی بلبل کو نہین پاس حیا
گل عنادل کے گلے کے ہین ہار — باغ عالم مین نیا گل پھولا
ہو گئی زندہ گلستان کی زمین — باغبان معجز باران دیکھا
کیسی اترائی ہوئی پھرتی ہے — باغ مین ناز سے بن بن کے صبا
سرو سے جا کے لپٹ جاتی ہے — نکہت گل کہین لاتی ہے اوڑا

کھوسے بیٹھے ہین غادل منقار — کان مین گل سے یہ جاکر پھونکا
[illegible] کھین دم بھر مین — بید مجنون کو پیام لیلیٰ
نخل بھی جھومتے ہین مستانہ — شاخ ہے پھل کے لیے اک جھولا
نکہت گل نے بسائے یہ دماغ — حقۂ عطر ہے باغ دنیا
صحن گلشن مین ہے کیسی لبکش — جابجا مرغ غزلخوان کی صدا
کوک کوئل کی پپیہے کی ہوک — قمریون کا وہ لب جونا لا
رقص طاؤس نچاتا ہے ناچ — بہر تفریح جو جاؤ صحرا
ہے نضارت سے ہر اک تدنظر — بحر اخضر ہے کہ دشت خضرا
فرش قالی ہوا کلکاری سے — نقش ارزنگ ہے اک اک تختا
چین دیر کی ہے سرسبزی — زور جوبن پہ جھجو ہے سبزہ
واہ کس دھوم سے آئی ہے بہار — عام ہے عیش جہان مین ہر جا
کشت امید ہے دہقان کی سبز — فارغ البال ہین عامل ہر جا
عاشقون کو ہے وصال معشوق — گرم رہتی ہے نعل صبح و مسا
دور عالم مین ہے وخت رز کا — جیسے چکر مین ہے چرخ مینا
ہے یہ دریا دلی پیر مغان — مے کے ساقی نے بہائے دریا
دیکھکر رندون کی بدمستی کو — یہ دل عود ملک للچایا
خوب کوثر پہ چلے جام طہور — جاے تسبیح مچایا غوغا
پر جبرئیل بنے موجہ مے — جام مے صور سرافیل بنا
سب عمر درازی جہان — ملک الموت کا نشہ ٹھہرا
جتنی بیکال نے پی دل بھر کر — خوب دل کھول کے اوتنا برسا
پاکے تب حورون نے خالی میدان — دیکھکر کروبیون کو مستوا لا
فارغ البال تخلص باطبع — آکے یکجا ہوئین زیر لوے
خیال سے رحمت عام باری — کس زبان سے مین کرون شکر ادا

جو رہیں ساغر مستانہ زنند
ما من خاک نشین رعنا

مثنوی سرد مہر

گرم سردی کا خوب ہی بازار — بھائی ہے نوریون کو بھی اب نار
گرم ہر ایک گھر مین ہی مجمر — تاپنے کا ہے شغل لیل و نہار
مرد مومن بنے ہین زردشتی — حیف آتش پرست ہین دیندار
اہل کشمیر ہو گئے زنگی — کینگڑی اونکے ہے گلے کا ہار
چلہ جاڑے کا تاپ کر کاٹا — وقنا ربنا عذاب النار
نوری ناری بنے ہین دنیا مین — کیا عجب بخشدے جواب غفار
آنچ ہوا آتش سقر کی حرام — گذرا سرما عذاب سے اس بار
ایسی سردی کبھی نہ دیکھی تھی — نہ سنی کان سے کبھی زنہار
ہو گئی ہے دوات یخ بستہ — دم تحریر خامہ ہے بیکار
بید کی طرح کانپتا ہے قلم — ایک لکھون تو ہون حروف ہزار
ہاتھ مین بھی ہے اسقدر رعشہ — تھامنا تک قلم کا ہے دشوار
سرد مہری سے فصل سرما کی — گرمی طبع ہو گئی فی النار
نفس سرد بھرتے ہین شاعر — اب ہے کافور گرمی اشعار
کرۂ زمہریر ہے عالم — اسکے جاڑے کی ایسی آئی بہار
نیلا سردی سے ہو کے چرخ برین — چرخ نیلی مثل ہے آخر کار
برف کے ٹکڑے ہین نہین انجم — چشمۂ مہر جمگیا اس بار
باغ جنت مین آگئی ہے خزان — لیک دوزخ مین آج کل ہی بہار
صاف یخ بستہ نہر کوثر ہے — پل بنی جگہ سلسبیل کی دھار
زندہ ہین دیکھ لین گے گرما مین — خالد آیۃ نعتہا الابصار

عرصۂ عیش لٹ گیا نہیات — ہے یہ مشتے نمونہ از خروار
ہون بہشتی اگر بہشت نصیب — کیا عجب ہے جو ہین یہی آثار
آئین دوزخ مین تا پنے حورین — ہوکے دل سرد و خلد سے اس بار
ہے جو شان جلال زورون پر — انقلاب اب یہ ہے بروی کار
ناز ہے ناریون کو نوری پر — واہ رے جوش رحمت غفار
رحمت عام ہوگیا دوزخ — ناری ناجی ہوے جو تھے فی النار
دوزخی لطف حق سے بھول گئے — وقنا ربنا عذاب النار
جوش پر آگئی جو رحمت حق — ہے جہنم خلیل کا گلزار
جو موے ہین وہ جیتے جیتون سے — زندہ در گور ہم ہین یا غفار
گر پیئین چاہ گرم یا قہوہ — صاف تبریدکا کرے وہ کار
کرۂ زمہریر ہے حمام — صورت نور ہوگئی ہے نار
قطرہ گرتے ہین مثل شبنم سرد — عین موج صبا ہین اہمین بخار
دود لوبان سے ہے وہ چھینک چھینک — آج بار دھوا ہے نزلہ بحار
جل جلاتا ہے پانی پانی ہے دل — غسل میت ہے غسل آخر کار
باہر آنے لگی جو سن سے ہوا — ہوگیا تیر سا جگر کے پار
پہنو ہر چند قاقم و سنجاب — مارے جاڑے کے ہے یہ بیکار
دن گذارین اگر عذابون سے — رات کا کٹنا سخت ہے دشوار
دھوپ کافورون کو ہے دیکھو — شمع مہتاب شب کو ہے فی النار
سنگ مرمر ہے چاندنی کا فرش — پھول قالی کے ہوگئے ہین خار
شمع ٹھنڈک سے ٹھنڈی ہوتی ہے — شام سے صبح تک یہی ہے تار
جاڑا سیماب کو ہوا اکسیر — پارہ مقیاس مین ہے قائم نار
نہین ملتا مزاج جاڑے کا — ماہو اب ہوگئے مزاج حمار
اوڑھے مینہ کی جگہ برستے ہین — ابر نیسان ہو جیسے گوہر بار

بجلی کا نون کی ہو گئی بجلی — دامنی نہین دمک نہین زنہار
نقش سرداب ہے نفخۂ صور — جاڑا محشر سے کم نہین زنہار
امرا کا ہے پشم پر جاڑا — غربا کو نہین میسر تار
آہ سرد آہ منہ سے آتی ہے — پیٹ دوزخ نہین ہے اب زنہار
ہند مین ہو گئی روئی عنقا — ہے یہ پنبہ کی گرمی بازار
لکھنؤ چھوڑ جائین جان بچے — دیوین سرما کو آگرہ مین گذار
گھوڑا گاڑی مین کانپور کیا جائین — یہ سفر بھی سقر ہے اور دشوار
تر کی گھوڑون کی بھی تمام ہوئی — اونکو جاڑے سے ہو گئی ہے کٹار
خیر مرکر جو ریل تک پہونچین — اور قسمت سے اوسمین ہون سوار
آگ گاڑی کا اب یہ عالم ہے — نہین چلتی ہے ایک دم زنہار
برد نے یہ دھوین اوڑا نے ہین — یک قلم شور و شر ہوا فی النار
آگ کی بجھ گئی طبیعت گرم — چوب ہے سنگ سنگ ہے مردار
ہے غلط سنگ مین نہان آتش — توڑ کر دیکھ لو تو ہا قرار
لاٹ جو الاؤ کی ہے دم سرد — نور ہے صاف تھی جو پہلے نار
طور کی لن ترانیان دیکھین — کہدو موسیٰ سے آپ ہون ہشیار
برق کی ہے جو سرد بازاری — تار برقی کہین نہو بیکار
دھونکنی پھونک سکتے ہین آہنگر — آگ کی جا ہے بھٹیون مین غبار
آگ کا اسقدر رہے اب توڑا — نالی بندوق کی ہوئی ہے نار
جانے جاتے ہین جانور رنجک — جنکا جا جا کے کھیلتے تھے شکار
چلہ اب ہے کمان کا چلہ — نکلے گوشہ سے کیونکہ اب سوفار
جب سمندر کو آگ مین ڈھونڈا — دیکھا عنقا اوسمے دیا فی النار
شب برات آئی اب کے سرما مین — قحط آتش سے سب عجب ہین انار
جھاڑ اپتھر تو اوس سے پھول گرے — طور پر کو لے مل گئے دو چار

پایا نارِ خلیل کو بھی سرد — جاکے مالک سے پھر کیا اسرار
یہ دہان سے جواب صاف ملا — آگ ہے یک انار و صد بیمار
مے ہے شیشہ مین بند مثل پری — پنبہ قاضی کی بند گئی دستار
ہو گئے نشہ اب ہرن اونکے — جو شب و روز رہتے تھے سرشار
اسم اعظم ہوے معاذ اللہ — بلکہ عنقا ہوئی جہان مین نار
ہے تو کوئی نہین بتاتا ہے — اور مانگو تو آگ دین نہ اودھار
نقد جان خواہ نقد ایمان دو — بخشدو لاکھہ اونکو یا دینار
مثل قارون دبا کے رکھی ہے — کم نہین زر سے آگ یا ستار
لاکھہ رگڑو دیا سلائی کو — بو ہے کافور کی سنی اوسکے شرار
آب حیوان سے لکھین استعفا — خضر من لین جو آگ ہے درکار
گر رہی یونہین آگ ناپیدا — اور سردی کا گرم یون بازار
تو مقرر مین اب کے چلے مین — پڑہ کے اسم جلائی ستار
دیکھون سردی کو اب کی سرما مین — گرم تا کے رہا نداین بازار
گر میان ساری شعلہ رویون کی — ہو گئین سرد کیسی یا غفار
آتشک کا مرض ہوا کافور — اور سوزاک بھی ہوا فی النار
آتشین رخ کا اب ہوا یہ رنگ — لالہ مرجھاے جیسے بعد بہار
رکھتے ہین پردہ قبا مین ماتہ — مثل موے بغل مین لیل و نہار
مارے جاڑے کے جبکہ یہ گت ہو — کیسے کیونکر بچا ئین بین ستار
قافیہ تنگ ہے گو یون کا — گشکری ہے صدا کی اب تکرار
دم پر یکا ہوا ہے اوڑنے سے — اب تو ناری تلک ہوے بیزار
سا تہ سایہ رہنے اونکا دھوپ کی جا — زندگی کیون نہو اونہین دشوار
مردم چشم کو ہے قید رنگ — باہر آتی نہین نظر زنہار
صفحہ گلگون نہین پر یہ سچ ہے — نہین ہوتی ہے اب نظر بھی دوچار

آنکھین پتھرائین سرد مہر ونکی ڈورا آنکھون کا ہے نظر کا تار
ہے اوا بگڑی رنگ روغن ہے اور پریشان ہین گیسوے خمدار
مارے جاڑے کے اکڑی ہین ہاتھ ہین نہ سہی ہے نہ سرمہ ہے نہ سنگار
باغ مین ہو گئی صبا اندھی مرغ ترک چمن پہ ہین طیار
گوش گل کر ہین غنچے ہین خاموش نہ داب بلبلون کی ہے منقار
کیا اودا سی چمن مین چھائی ہے شاخ مین گل نہ نخل مین اثمار
ستیاناس ایسی سردی کا اسنے گل کو بنایا صورت خار
بو ہوا ہو گئی ہے پھولون کی شاخ گل مین نہ برگ ہے نہ بار
پتھر آب روان پہ کیون نہ پڑین جم کے پتھر ہوے ہین صاف نہار
وصل کا خاک یان جمے نقشہ آئے گا گشت کو نہ جب دلدار
پاؤن باہر نہین نکلتے ہین بھولے کجرو سب اپنی اب رفتار
آج گوشہ نشین وہ کافر ہین بیٹھا کرتے تھے جو سر بازار
مین نہین قائل اونکی عصمت کا ہین وہ بیچادری سے اب ناچار
اونکی خلقت مین ہو دل آزاری پاس ہین ایک رات بھر بیکار
کاٹتا ہے پلنگ منزل پلنگ مائل خواب ہون جو وقت خمار
پہلو ون مین ہزار ہون معشوق گرم ہوتی نہین بغل زنہار
بات بنتی نہین کوئی ہرگز تھرتھری ہے عجب دم گفتار
جی کی رہتی ہے جی مین ہی حسرت مارے جاڑے کی بات ہے دشوار
سرد مہری سے عین ہجر ہو وصل ایسی سردی پہ ہے خدا کی مار
ٹھنڈ سے ہاتھ پاؤن لکڑی ہین کانپتا دل ہے ہر گھڑی ہر بار
پاکبازی کا یہ رواج ہوا معصیت کے رہے نہین آثار
اب نکیرین کا نہین کچھ کام کہدو رہنا ہے آب کا بیکار
عسرت وصل یار سے ہر دم ٹھنڈی لیتے ہین [illegible]

سرد مہری سے تیرے اے سرما
سو گئے بخت چشم ہے بیدار

تو بھی میرے لیے رقیب ہوا
دل میں حسرت ہو پاس ہو دلدار

خیر چلّہ اگر گذر جائے
خیر سے اب کے آئے فصل بہار

سرد مہروں کو تو نے مات کیا
مٹ گئی اونکی گرمیٔ بازار

ہین ترے حال سے نہین غافل
تو بھی میری طرف سے رہ ہشیار

زندگی قہر ہو گئی کمبخت
ایسے جاڑے سے توبہ استغفار

لعنت اس تیری سرد مہری پر
ہو گیا اب حلال بھی مردار

خوب گرمی مین تجھسے سمجھون گا
دیکھہ کیسا تجھے بناؤن یار

تو بھی میری طرح سے او موذی
جلکے گرما مین اب کے ہو فی النار

نام کو بھی نہو نشان باقی
سرد ہو تیری گرمی بازار

گرم صحبت ہو یار سے رعنا
عیش ہو صبح و شام لیل و نہار

مثنوی ناتمام

ہوا اسمال سردی سے جہان سرد
زمین و آسمان کون و مکان سرد

ہے اس درجہ فلک کی سرد مہری
زمین ٹھنڈی ہوئی ہے آسمان سرد

ہوا سردی کا ایسا گرم بازار
ہوئی گرمی بازار و دکان سرد

فقط باقی ہے فکر گرم رعنا
گمان کرتے ہین لیکن بدگمان سرد

ظرافت لغنی ہجو ملیح عباسی پیر نابالغۂ لکھنؤ

نفس اتارہ مین ہے دعوئہ فعل حرام
اسلیے کرتے ہین مردان خدا اوسکو ملام

جوش سے وہ نہین نفس کہ ہے خالی
حیف ہے پنجۂ ابلیس مین ہین خاص و عام

وسوسہ ہے وہ نفس کا شیطان ہے
سبکو معلوم ہے آغاز اور اوسکا انجام

دیدۂ عقل پہ غفلت کا پڑا ہے پردہ — نفس کے لوگ ہین در پردہ جو پوچھو تو غلام
قدر ابلیس فرشتہ سے سوا ہے تو یہ — کم نہین جانتی ہین وحی سے اوسکے احکام
سارے نیرنگ اسی کے ہین خیال فاسد — خواب مین بھی یہی ابلیس کو کرتا ہے رام
پر جو پوچھو تو کسوٹی ہے یہ انسان کے لیے — یہ نہوتا تو ملک کرتے نہ آدم کو سلام
فخر انسان کو اسی سے ہے ملک پر الحق — اشرف الخلق اسی وجہ بشر کا ہے نام
نفس ہوتا نہ اگر پھر تو ملک تھا انسان — آدمی دہر مین بے نفس کے ہے کالانعام
خاکساری سے جو بے نفس ہے بیشک ملک — بندۂ نفس ہے جو رکھتا ہے شیطان سے کام
الغرض ساری شرافت ہے جبھی انسان کی — نفس امارہ کو اپنے جو کرے ضبط سے رام
خاص خاص ایسے بھی ہوتے ہین جہان مین اشخاص — عام جو لوگ ہین وہ نفس شقی کے ہین غلام
اونمین مخصوص جو پوچھو تو مین کرتا ہون ذکر — قوم کسبی کی ہے اس فرقۂ بد مین بدنام
نفس ہے اونکی غذا نفس ہے اونکا ایمان — نفس ہے اونکا خدا نفس کی کسبی ہے رام
نفس کا پڑھتی ہین دن رات وہ کافر کلمہ — نفس ہے اونکو سروکار ہے ہر صبح و شام
بندۂ نفس ہین اور نفس کی بے پیر مرید — نفس امارہ ہے پیر اونکا وہ اوسکی خدام
نفس ہے اونپہ سوار اور وہ ہین اوسکی مطیع — دست قدرت مین اسی نفس کی ہے اونکی لگام
کسب اوقات ہے اور نخس معیشت اونکی — اونکا پیشہ ہے جوار ذال کو بھی ہے دشنام
مین تو اس قدرت خالق کا ہون یارب مداح — کہ ولی کرتا ہے ابلیس کو رب علام
نار سے نور کرے رات سے دن کو پیدا — یخرج الحی من المیت آیا ہے کلام
حق وہی کرتا ہے باطل سے یقیناً پیدا — روشن اسلام ہو چھا جائے جہان کفر و ظلام
خیر کی فرقۂ بیدین کو عطا ہو توفیق — ہو حلال اوسکی عنایات سے اکدم مین حرام
ہے یہ منکر کو یقین دیکھ کے عنقا سی کو — خیر کا شر مین ہوا دیکھیے کیسا ادغام
نام کسبی کا ہے خوبو ہے مگر عورون کی — اور پیری کہتے ہین دیوانی جنھین ہے سرسام
پیر فرشتون کے جلین ہو نہ دعا اونکی قبول — التجا لا کہ کرین لین نہ کبھی اونکا سلام
آنکھ ہاروت کی ماروت کی تھی جس سے لڑی — تھی وہ زہرہ ہے یہان لو تو کوئی عشق کا نام

ناج مجرے کی یہان گرمی بازار ہے بس
بات کھوٹی ہے کہ چلتے ہین فقط چام کے دام

دولت حسن ٹکائی وہ نما دیتی ہے
مالزادی کو میسر ہو اگر ایک چھدام

قول ہاری ہوئی بیٹھی ہے یہان دولت نعت
زر بنے ذرہ جو وہ ناتہ مین لے اوسکو تھام

لائے گر ہندز کو تو منہ وہین کالا ہو جاے
رونما کے لیے کچھ حاصل اقلیم سیام

جیمین آتا ہی نہین اوسکی گمان فاسد
پختہ مغز ایسی کہ ہین خواب خیالات حرام

غنچہ مرجھاتا ہے صرصر سے جہانین جس رنگ
اوسکی نکہت سے معطر کہین ہوتی ہین مشام

سن چل و شش ہے مگر ہے وہی عالم اب تک
جیسے غنچہ کا ہو محفوظ صبا سے اندام

ذکر کیا دخل کرے نام کو کچھ نفس نفیس
تل کے رکھو کا نہ ہو نام کو جس جا پہ مقام

پاک نفس ایسی بھی دیکھی ہے کسی نے کبھی
ہو خرابات مین اور نیک کرے خیر سے کام

تعزیہ دار ہے شیعہ ہے مخیر بھی ہے
جان سے مال سے ہے عاشق شیدا ے امام

ایک سو لاکھ تلک بخشدیے لاکھون کو
مالزادی کو بھلا داد و دہش سے کیا کام

پیر فرتوت ہے دانش مین خرد مین لقمان
عورتین گو کہ ہین نقصان خرد مین بدنام

بیسوا ہے نہ وہ عیار نہ مکار ہے
خلق ایسا کہ ہنود اور مسلمان ہین رام

ہے وہ بلقیس سلیمان کا ہے لیکن پایا
کسبیان اوسکے مقابل مین کنیز لے دام

لکھنؤ مصر زلیخا ہے یہان عباسی
خیر سے چاہ مین یوسف ہین مگر اوسکے غلام

سر دمہری پہ جو آجائی تو دل کانپ اوٹھے
گرمجوشی مین دکھا جاتی ہے لطف حمام

اوسکے کوچہ کو جو عشاق حرم کہتے ہین
سر سے پھرتے ہین کفن باندھے بجاے احرام

حسن پردہ شہ خوبان ہے یہان تک مغرور
لے زلیخائی مین یوسف کو نہ زنہار وہ دام

شاہباز نگہ ناز کو کردے جو رہا
زندہ در گور ہو اور گور مین تڑپے بہرام

برش خنجر ابرو سے بچا یا رب
ننگی شمشیر ہے جسکا نہ غلاف اور نہ نیام

رشتہ تار نظر سوزن مژگان پری
ہو میسر تو سیے گھاؤ کو اوسکے حجام

مڑکے دیکھا بھی نہ اوسنے کبھی بندہ کیطرف
لاکھ لاکھ اوسکو سلیمان نے بھیجے پیغام

سال خوردہ ہوئی ہر چند وہ چشم بدور
خود وسال اوسکو ابھی جانتے ہین خاص و عام

حسن پیری مین ہی اُس کل ہی اب جوبن پر
صبح کا بھولا ہوا آتا ہے جیسے سر شام

اب بھی سب مانتے ہین سیف زبان کا لوہا
کہنہ ہو کر نئی دکھلاتی ہے جوہر صمصام

جوبن آجاتا ہے ہر سال مین بے ماہ الجبین
جس طرح لائے صبا فصل بہار یکا پیام

آخر انسان کا ہو جاتا ہی پیری مین شباب
پیر فرمائیے ہوتی ہین کہین بھی اصنام

وہ نزاکت ہی کہ پھولون مین نہین تُل سکتی
نگہت گل کو اگر سونگھی تو ہو جائے زکام

خواب مین بھی نہین آتا ہی کثافت کا خیال
کٹتے ہین لطف خداداد سے ماہ و ایام

ور کی دوست نہ وہ یار فرشتہ خان کی
گرچہ عبا سی مین عیاشی مین تخنیس ہی تمام

جھوٹھ سمجھو نہین سچی ہی کمر بند کی وہ
نہ تو اوباش کی طالب ہی نہ عیاش ہی کام

نہ تو کچھ عصمت بی بی ہے یہان بے چادر
خوش غلافون کی طرح بھی نہین گھر گھر بدنام

جھوٹھ طوفان غلط نام جو بے مرتی ہین
اپنی شیخی کے لیے لکھتی ہین اوسپر الزام

کس سلیقے کی ہی دیکھو تو نشست و برخاست
بیٹھنا ناز سے آفت ہی قیامت ہی قیام

کسبیان دانۂ تسبیح ہین رشتہ ہے شہر
ہے وہ ان دانۂ تسبیح مین جسطرح امام

جب کہ دار و غہ ارباب نشاط اوسکو کیا
کسبیان شہر کی تھین اوسکی کنیزین دایم

دست بستہ اوسے سب نذر دیا کرتی تھین
صبح و شام اوسکو کیا کرتی تھین جھک جھک کے سلام

اب بھی سچ پوچھو تو اوسکا ہی وہی جاہ و جلال
روبرو اوسکے کوئی کر نہین سکتی ہی کلام

نام پاک اوسکا ہی وہ نام خدا صل علیٰ
قدسی اس نام پہ پڑھتی ہین درود اور سلام

بات ہی اوسکی بنات ایسی ہی شیرین سخنی
گالیان اوسکی ہین گلقند جو دی شیرین کام

مردم دیدۂ عاشق کو یہی ہے قد عنن
خواب مین وصل کی بھی اوسے نہ لائین ایام

رقص کے سامنے پرگاس کو کیا رتبہ ہی
نان سین اوس سے کرو گا نہین ممکن ہی کلام

ایسی باریک ہی کلبانگ سی گلرو کی صدا
آشنا صوت سے ہوتی نہین گوش گلفام

رقص کا اوسکے یہ عالم ہی کہ دل بیچی ہین
ناز کہتا ہی کہ آہستہ مناسب ہی خرام

دیکھہ لو چال یہ دیوانہ تماشا بین ہین
سایہ کرتا ہی دم رقص پری بنکے خرام

نازکی پاؤن پہ سر رکھہ کے یہ بول اوٹھتی ہی
دیکھنا غش کہین آجائے نہ اوٹھتے ہی گام

گانا سن پائی جو بس سنتی ہی سُن ہو جائے — دل تڑپنے لگے رہجائے کلیجے کو تھام
تان لیجاتی ہے جب تان کے کوئی ناگاہ — عرش اعظم کو فرشتے وہین لیتے ہین تھام
بھاؤ کا بھاؤ جو پوچھو تو بہت ارزان ہی — ایک کیا لاکھ دکھا دیتی ہی وہ سحر کلام
لب کسیوقت ہین خنداں کبھی آنکھین گریان — شور تحسین ہی کہین اور کہین ہی کہرام
ناموزون ایسی ہی وہ صورت و سیرت مین آج — کلمہ پڑھتے ہین سب ہندو سے لیکر تا شام
یا الٰہی رہی دنیا مین یہی اوج و عروج — شب کو عیش مین ہون اوسکی موافق ایام
آئینہ دار سکندر رہے ساقی جمشید — ہو ثریا جو صراحی تو ہلال اوسکا جام
عشق مین اوسکی پھنسین طائر جان عالم — خال رخ دانہ ہو اور گیسوی مشکین ہو دام
بول بالا رہے آفاق مین عباسی کا — کلمہ دل سے پڑھین ہندو و مسلمان ہو رام
قافیہ تنگ نہ ہو جائے کہین مدحت کا — ایک ہی نکتہ مین کرتا ہون مین اوسکو اعلام
کر دیا ذکر فقط تذکرہ مین نے بھی — مدحت و ذم سے مجھے ورنہ ولی کیا کام
جسکا مداح زمانہ ہو اوسے کیا پروا — گو مری مدح سرائی بھی ہو مشہور انام
طول مدحت سے کہین ہو دل نازک ملول — کلمۂ خیر پہ قصہ ہے قصید یکا تمام
دوست آباد رہین اوسکے عدو ہون برباد — اوپہ لطف اپنہ رہی نون مع عین اور لام
تو سن ناز شب و روز رہی گرم عنان — جب تلک سیر مین ہی رخش لیالی ایام
مدح ممدوح مین تب تک ہو قلم فرسائی — روشنائی سے ہون جب تک کہ سیہ رو قلام
سایۂ حضرت عباس ہو عباسی پر — بہتر آغاز سے ہو دونون جہانمین انجام
جسنے عباسی کا دیدار ندیکھا ہوگا — ہوگا دیدار خدا اوسکو قیامت مین حرام

واہ کیا خوب لکھا تمنے قصیدہ رعنا
مدح و ذم صورت و معنی کا ہی اسمین انضمام

ایضاً

آپ ہیو جہ ثنا خوان ہی ہوئین ہین بجبین — مدح مین ذم نہین مداح کا ہرگز آئین

زود رنجی سے مجھی آپ کی ہی استجاب
ہو کی ارباب نشاط آپ ہون مغموم و حزین

جب کہ اک موت کا دن ایک ولادت کا ہی روز
بے ثباتی کا ہی اس عمر دو روزہ پہ یقین

دم پہ کچہ خانہ برانداز نہ تھی در پردہ
ہوتی ہی پردہ دری اوسکی جو ہو پردہ نشین

یار لوگون نے فقط آپ کو بھڑکایا ہے
آگیا تمکو دراندازون کی کہنے کا یقین

قدردان آپ جو ہوتین تو مجھے ملتی داد
ہین سخن چین تو بہت کوئی سخن فہم نہین

عین خوبی ہی قصیدے مین اگر ہو تمہید
عرش ہی رتبہ مین ہوتی ہی بلند اوسکی زمین

نفس امّارہ مین ہی ولولۂ فعل حرام
اس قصیدی پہ چڑھی حاشیہ کیا خوب متین

فتنہ انگیز ہوئی راستی الحق ورنہ
تھی خوشامد نہ درآمد نہ چنان اور نہ چنین

خشک و تر پوچھو تو یون آیا ہی قرآن مین بھی
رطب و یابس ہی معا نہین قرآن مہین

کوئی دنیا مین تر و خشک نہین ہے بیکار
فائدہ آہی کا دیتی ہے تیمم مین طین

نکون بے عیب ہی جز ذات خدائے اکبر
چشم بد دور اگر رکھتی ہو چشم حق بین

حسن ظن سے جو کہو عیب تو ہو جائے ہنر
حسن کو قبح کہا کرتی ہین لیکن بدبین

فرق فرقان کی بھی معنی و صورت مین کیا
اختلافات سے آرا کے ہوا برہم دین

جب کلام اہل خطا کو ہے کلام حق مین
حرفگیری سخن سنده مین کچہ بات نہین

مدح جو کچہ ہے قصیدہ مین تمہاری ہی بس
تمکو تمہید سی تمثیل سے کچہ کام نہین

بے صفا چھوڑ کدر ہے جو عمل سے تمہین
کیلیے آپ ہین فرمائیے پھر اب غمگین

اور اسپر بھی نہوا آپکا گر دور ملال
ضد سے اس نسخ قصیدہ کے نہو کچہ تسکین

تو خدا نے کیے منسوخ صحائف اپنے
ہو نہین تنسیخ یہ کب ایک قصیدہ یکی غمگین

فیض روح القدس آخر ازلی ہی حاصل
وہ نہین اور سہی اور سہی گروہ نہین

نجل کیون مدح سرائی مین مجھے ہو لیتے
نہ مجھے کبر نہ نخوت ہے نہ پندار نہ کین

خلق خلقت مین ہی اور ربط مری عادت مین
خود پسندی ہی نہ خود رائی نہ مین ہون خود بین

دوست کا دوست ہون اور یار ہون مین یار شاطر
میرا دشمن نہین زنہار جز ابلیس لعین

حرز جان ہی مجھے صورت تری اور نام ہی ورد
نام منزع نہ بھولون گا مثال یٰسین

حسن صورت ہی بھلا آپ کے کب ہی انکار
حسن سیرت کا بھی سو جان ہی ہی مجکو یقین

شکل وہ پاک کہ پڑھتی ہین درود اوسپہ ملک
سورۂ مصحفِ ایمان ہی پیے صاحب دین

جعد کا نافہ تبت کے ہے سر مین سودا
چین پیشانی سے مین لعبت چین چین بجبین

اور مطلع ہی تری شان مین ای ماہ جبین
جیسے جوزا مین کہین جمع ہون ماہ پروین

رنگ گورا ہی بڑی آنکھ سیہ چوٹی ہے
جنتی جو ہین سمجھتے ہین تجھے حور العین

تیری سفاکی سے مریخ نے مانگی ہے پناہ
قاتل ابرو نہین تیری ہین یہ ہین خنجر کین

طائرِ سدرہ کا منظور نظر ہو جو شکار
نگہِ ناز تری اوسکے لیے ہو شاہین

ہے وہ شیرین سخنی جس پہ ٹپکتی ہی رال
چاٹتے لب ہین تری حسن کو شکر نمکین

تیرے جوبن کی بہار ایسی ہی ای رشکِ چمن
تنگ ہی دامنِ نظارۂ شوقِ گلچین

حسنِ سیرت جو کسی مین ہی تو صورت معلوم
اور صورت ہی تو سیرت کا کہین نام نہین

تیری اک ذات مین دو وصف ہین لیکن توام
سچ تو یہ ہی کہ نہین بجز ترا نی مین حسین

پیاری بد قد ہے تو جادی ہی بہت چیچک رو
کالی حیدر ہی تو اک ہونٹھ ہی ہینگین کا نہین

ناز سندر کو عبث حسن دو روزہ پر ہے
ماہ کے کرمک شب تاب برابر ہے کہین

پوچھ لے تجھسے ذرا لطف و لطافت کو لطیف
سیکھ لے تجھسے امیر آکے وقار و تمکین

نوک کی لیتی ہی پاپوش سے تیری بولن
چٹپٹی گرگابی کی ہوتی ہے بھلا نوک کہین

رقص پہ تیرے غلط کر گئی رفتار چکور
چوکڑی بھول گئی رم پہ ترے آہوی چین

تیرے گانے پہ مسیحا بھی ہے از خود رفتہ
محو قدسی ہین گرے ہاتھ سے زہرہ کی بین

شہر کی کسبیون مین تم ہو فقط طالبِ لباب
بالیقین علت و آخر ہین باقی ہیگین

عیب ہین عیب تری نام مین تب تبلاتا
جب کہ ہوتا نہ الف اور نہ تری نام مین سین

تو وہ عاقل ہے جسے کہتے ہین عقلِ فعتین
فضل مکتب ہی ترے سامنے جبریل امین

تو فرشتہ کو جو چاہے تو ابھی چاہ جھکا دی
پاکبازی کی ترے دھوم ہے تا علیین

یوسفِ مصر زلیخا کا اگر تھا معشوق
تیرا عاشق ہے پری یوسفِ خیر آباد نین

تیسرے مطلع خوش آب کا جاری ہو جو ذکر
تشنۂ شربتِ وصلت کو معاً ہو تسکین

سنگدل کوہ کے مانند وہ تیری ہین سرین — مطلع — کوہکن لایا تھا جس کوہ سے جوئے شیرین
تنگ تیرا ہی رہا اور رہے گا جاری — کسبیان شہر کی خاتم ہین تو تو اے نگین
ایک تو نے نکری بات تلک قارون سے — اور سردارین نفر تک نہین کرتین نفرین
تو وہ ہے صاحب شوکت کہ کنیزین ہین تیری — لیلی و زہرہ و بلقیس و زلیخا شیرین
تو وہ ہے غارت دین و دل و جان عاشق — ہو ترے عشق مین برباد دل و دولت دین
جانا دشوار ہے جا پہونچے تو آنا مشکل — کوچہ تیرا در خیبر ہے تو گھر ہی غرنین
کالبدان تو ہے ترا نام جو عنقا سا ہے — اسلیے شعر لکھے وصف مین تیری رنگین
یہ قصیدہ کا بڑھو مطلع چارم سے عروج — فلک الشمس سے ہمسر ہو قصیدہ کی زمین
چاند ماتھا ہی شب تار ہے جعد مشکین — مطلع — کہکشان مانگ ہی موباف زری ہی پروین
مدح اک اور ہو تا قند مکرر ہو جاے — آپ تھین پہلے قصیدی پہ جب ہی خشم آگین
پیشکش آپ کی یہ مدح ہے لو راضی ہو — منتقل مدحت اول ہے برائے تمکین
رخ نہ بدلین گے صلہ کے لیے گرچہ مجھسے — چال مین آپ ہین شطرنج جہان کی فرزین
جب تلک نام ہی عنقا کا جہان مین باقی — پر رہی تیرا پری بال ہما سے بالین
قلم عفو کھینچ تیرے معاصی پر صاف — بے اثر جائے نہ یارب یہ دعاے مسکین
تیرا ہو جائے سیہ نامہ اعمال سفید — کوئی پوچھے نہ تجھے روز قیامت آمین
انکسار آدمیون کو ہے بجائے معراج — پیر و مرشد کی ہے بندہ کو ہمیشہ تلقین
خاکساری ہو مجھے تکمہ مبارک نخوت — بوریا جائے من و جاے تو تنگ قالین

ہجو ملیح جعدی سوم بعصای موسوی بفرمایش دوست بی ریا

حق نے جس مرد خدا کو ہے دیا خلق حسن — مطلع — نبت الشعر سے مقرر ہی وہ مومن بدظن
جعد کو سانپ سے نسبت شعرا دیتے ہین — کم نہین رنگ مین کالے سے یہ جعدی پر فن
من کی من ہی مین رہی مار خدا کی جو پڑے — آستین کا ہی جب ہی سانپ یہ جانی دشمن
آیا قرآن مین ہے کید عظیم عورت — فہم کج رکھتی ہے اور نام ہے صنوبر کی زبان

حرف علت جو بڑھاؤ تو بنے لفظ زنا
قلب سے نر ہے مادت سے عیان مکر زن

زن مریدی نکری جو ہے وہی مرد خدا
دوست کا دوست ہے اور دشمن دین کا دشمن

جعدہ گر نر ہے تو مادہ ہے اوسکی جعدی
جان کی وہ ہے تو ایمان کی یہ ہے دشمن

کالی کالی ہے وہ صورت کہ بھرا ہے سمین ہر سر
جسکا کاٹا نہ بچے یہ وہ بلا ہے ناگن

لاکھ ظاہر مین زبان اوسکی ہے شیرین گویا
زہر مار اوسکا ہے تاثیر مین ہر ایک سخن

زہر خندہ ہے ہنسی جیسے جراحت پہ نمک
ہے وہ ضحاک کرے جو اوسے زیب گردن

ہمنے منظور کیا قد ہے عصائے موسیٰ
اژدھا لیک دم غیظ وہ ہو جاتا ہے بن

مانگ سے صاف یہ پیدا ہے کہ ہے سانپ کی راہ
پیٹے سو بار لکیر اور نہ پائے ناگن

مار لپٹا ہوا بیٹھا ہے نہین یہ جوڑا
کینچلی سانپ کے جھاڑے ہین تو گیسو ناگن

سامنے کالے کے جلتا نہین سنتے ہین چراغ
ماند ہے زلف کے آگے جب ہی وے روشن

بھروی صاف ہے رفتار سے موذی کی عیان
معتبر کیا ہے جو سوراخ مین سیدھا چلن

دم فسونگر نے دیے ایک بھی منتر نہ چلا
کھیلتا ہی نہین وہ جسکو ڈسے یہ ناگن

مالزادی اوسے جو کہتے ہین بجا کہتے ہین
لیتے ہے سانپ خزانہ کی یہ قوم کنجن

مار صورت مین ہے سیرت مین ہے شیطان لعین
خلد مین آدم و حوا کا تھا جانی دشمن

اب یہ آفاق مین ہے قالب بے جی مین عیان
اس سے لازم ہے حذر ہے یہ وہی اہرمن

جو کوئی مار گزیدہ ہے ڈرا کرتا ہے
اتفاقاً نظر آجائے اگر اوسکو رسن

زندگی شاق ہے عشاق ہین زندہ درگور
سر پہ باندھی ہوئی پھرتے ہین شب و روز کفن

آتش عشق مین ناری کے جلے جان و جگر
خاک ہو جائے معاً ننگ و حیا کا خرمن

چاک ہوتا نہ کبھی دامن یوسف ہیہات
کوشش سے پاک زلیخا کا جو ہوتا دامن

کج ادائی ہمگی خاک مین ملجاتی آہ
چال سیدھی نہین چلتا ہے مگر چرخ کہن

مامبارک ہے قدم بادِ خزان کی صورت
خاک اوڑ جائے اگر جائے کبھی سیر چمن

اسکا افسون نہین دنیا مین بغیر الاول
تو ہے تریاق ہی کیا ڈر جو وہ ہے تو یہ شکن

ہے کی دشمن تو قاتل ہین ہر دو لعنت
نیت اشعث ہے وہ عہدہ تو ہے جعدی ایضاً

قطعات روز کلان

یہ شور شنیت اب ہے بعالم ایجاد — جناب عیسیٰ مریم کا آج ہے میلاد
ہے سال خرمی و ماہ بیش و روز عرب — فرح جہان مین ہر گھر گھر جہانیان ہین شاد
فلک پہ رونق تازہ ہے خلد مین زینت — زمین پہ گرم مسرت ہین آج سارے عباد
ہے آسمان چہارم عروج مین وہ گہر — کہ جسمین حضرت عیسیٰ مسیح کی ہے یاد
اوسی وجود مقدس کا ہے یہ اک اعجاز — پدر بغیر ہوئی ہے نہو کبھی اولاد
رہے نہ نام کو نام خدا کوئی ناکام — یہ دن ہے یمن ولادت سے اونکے روز مراد
کرسٹ مسڈی کی دیتا ہے آپ کو رعنا — خوشی سے شوق سے اور لطف سے مبارکباد

ایضاً

یہ عید کا دن کرسٹ مسڈی — ہے روز سعید خیر سے آج
ہے یوم ولادت مسیحا — آج اس سے ہے انبیا کو معراج
گر جا ہے بند کر خیر کعبہ — ذاکر نام خدا ہین محتاج
اہل قدس آپ کو خوشی سے — دین کیون نہ مبارک اے مہاراج
لیتے ہین خراج ارض سے آپ — گردون سے لیا ہے آپ نے باج
اے مالک ملک و دولت و دین — اے صاحب بخت و تخت و ہم تاج
اونسے ہے یہ داد و بخشش موجود — کون آپ کے عہد مین ہے محتاج
داعی کی یہی دعا ہے آمین — قائم رہے تا بحشر یہ راج

ایضاً

دھوم اب ہے کرسٹ مسڈی کی — ہر جا عیش ہے سرور ہے آج
ہے جو روز ولادت عیسےٰ — اور مہر فلک مین نور ہے آج

حور و غلمان ہین شاد جنت مین | جوش پر بادۂ طہور ہے آج
صرف نغمہ ارم مین ہین غلمان | خلد مین گرم رقص حور ہے آج
بھول جائے کلیم کو ارنی | شمع گر جادہ شمع طور ہے آج
مشکلین ہر بشر کی آسان ہین | رحمت حضرت غفور ہے آج
مدح ممدوح سے تمہین رعنا | شاعری مین بڑا غرور ہے آج

قطعہ تہنیت جشن دسہرہ مہاراجہ کپورتھلہ

جناب مہاراجہ رندھیر سنگھ | سپہر راجۂ راجگان جہان
سلامت رہین با جلال و حشم | فلک پر ہے انجم مین جب تک قران
عدو اونکے پامال ہون شاد دوست | رعیت خوش اور متفق خاندان
دسہرا کا دن ہو ہر اک روز عیش | دیوالی ہون راتین با من و امان
فلک عقد پروین کرے لاکے نذر | رہین تحت فرمان زمین و زمان
دسہرا جو ہے روز جشن و خوشی | نہ کیونکر ہون خوش اوسمین اہل جہان
خوشی سے نہو فرش کیونکر زمین | کہ پھولا سما تا نہین آسمان
خدایا ہے جب تک قیام زمین | مہاراجہ اوسپر رہین حکمران
ہے رعنا جو گرم صفیر دعا | ہما ہے کہ طوطی ہند و ستان

قطعہ دیگر حسب استدعای اکبری مرحوم وقت آتشی گفتہ شد

دیوان باوقار امر ناتھ اکبری | نام خدا ست فرد بخلق و کمال علم
چشم فلک ندید چو رعنا بعالمی | مثالش کریم و مرد خدا باوقار و حلم

ایضاً

اکبر کو فخر اکبری سے | ہے نام خدا جہان مین مشہور

لاہور ہے آبرو سے پنجاب | اور اکبری آبرو ہے لاہور

دیگر

خاک پر آئے ملک جائے فلک پر انسان | عشق اعجاز نہ دکھلاتا یہ کچھ بات تھی
جذبۂ عشق محبازی سے زمین پر آیا | ورنہ ہاروت کی زہرہ سے ملاقات تھی
لیگئی عشق حقیقی کی کشش گردوں پر | ورنہ زہرہ میں کوئی ایسی کرامات تھی

بشکایت سرما و طلب لباس گرم از تحویل میر صاحب

ہے اب کے برس یہ سرد مہری فلک | ہے صاف زمین برف سی مثل بلور
کس طرح نہ آفتاب ہو کوزۂ برف | چشمہ خورشید کا ہے یخ بستہ ضرور
سردی سے ہوا ہے زمہریر اب عالم | ہے رات کو شمع و دھوپ دن کو کافور
ہے مہر و مہ میں سرد مہری نہ فقط | عشاق بھی ٹھنڈی سانسیں لیتے ہیں ضرور
گرتا ہے کبھی جو آنکھ سے دانۂ اشک | ہوتا ہے شمال آبگینہ وہ چور
یخ مردم چشم پر ہوا مید فرنگ | نکلے در چشم سے نظر کیا مقدور
نارنی بھی بنے ہیں انبو نوری تو بہ | ارتھی پہ ہے شعلہ نار کا صورت نور
سردی سے یہ انقلاب دیکھا رضوان | دوزخ میں جنان سے تاپنے آئیں حور
سردی سے خدا پرست ہیں زردشتی | آتے ہیں شبانہ روز آتش کے حضور
چلہ میں ہیں مچھلیاں کہ یخ بستہ ہے | کرتی ہیں پیادہ اب سمندر سے عبور
بجلی بھی جو گرتی ہے تو ٹھنڈی ہو کر | مرغوب مزاج کیوں نہ اب محرور
گوشہ میں کمان کے تیر ہیں چلہ نشین | ہیں خانۂ مور میں نہاں سارے طیور
سمجھوں گا میں اگلے سال تجکو سرما | خیر اب کے برس اور ہوں زندہ در گور
گھبراؤ نہ اے سرما ابھی | اے حضرت دل ہنوز دلی ہے دور
جب قبلۂ عالمی اسیر تب آخر کار | لکھا ہے یہ قطعہ میں نے ہو کر مجبور

اے میر اگر نیست ہمہ رعنا کی غرض — تو بھیجیے جلد رخت سنجاب و سمور
فی الحال یہ دور وقت رز ہے تو جا — نشہ مین شراب کے ہین صوفی تاک چور
جو گوشہ گزین و خم نشین تھے وہ بھی — دیکھو سر بازار ہین سارے مخمور
دلستد ہے قاضی کی گرو ہے کی غرض — میخواری کا اب جہان مین ہے یہ دستور
زاہد مسجد کو جا کر خم خانہ — مے جون کو خم مے شراب کہتے ہین حضور
سمجھے وہ عصا کو تار لا حول ولا — اور دانہ تسبیح کو تاک انگور
بارات کی جگہ ہے ابتر بلدان شراب — دیکھین رعنا خدا کو کیا ہے منظور

دیگر

خان عالی منش معتاب خان — کرم و خلق و لطف عادت اوست
چہ عجب گر نواخت رعنا را — فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

دیگر

چو جم در جاہ و اقبال و خرد در عدل نظیر خود ان — بطالع چون سکندر در دلیری رستم دستان
بزرگا باشی تو ئی حاتم بجان بخشی مسیحا دم — مثال خضر دریا دل بفیض عام چون باران
بلطف و خلق و عدل و عقل و جود و ہیبت و ہمت — نہ تنہا فخر کابل بلکہ فخر ہند در اعیان
الٰہی تا جہان باقیست تو ہم در جہان باشی — جہان باشد مثال جسم تو اندر تنش چون جان
بود در جرعہ پرور دا لہم چو بخت تخت سنگ آمین — مجتبی خان بہادر میرزا حاجی محمد خان
بختم وصف تضمین کرد در رعنا مصرع سعدی — چہ غم قصر ریاست را کہ باشد چو تو پشتیبان

دیگر حالیہ سفر مارواڑ در ۱۲۶۵ھ کہ از بی امنی راہ ناہموار در منازل عمیر آباد و غیرہ پیش آمدہ

حال رعنا پرس اے مغنی — کز اودہ چون بہ مارواڑ آمد

قائم اللیل تا نہ در شب ما | روزہا صائم النہار آمد

وصف پردلہ

کیا خوب یہ پردلہ ہے دیکھو زرکا | تلوار ہے بجلی تو وہ ہے ابر بہار
ہے پردلہ گر کمند تو اژدر تیغ | یا بنکی ہوا غفر گلی کا وہ ہار
ہے پردلہ یوسف کا کمربند اگر | شمشیر دودم ہے ذوالفقار کرار
تان کی کام مین زبان ہے گویا | ستیاح کے پردلہ مین یا ہے تلوار

قطعات

افلاک کی ہے یہ سرد مہری | اکڑا ہوا پیر اور جوان ہے
یخ بستہ ہے صاف چشمۂ خور | کافور سا دھوپ کا نشان ہے

دیگر

کھینچی ہے کسی نے آہ سرد آہ | یا ہے کسی بت کی سرد مہری
سردی سے اکڑ گیا ہے عالم | اب ہو گئی زمہریر ہستی

دیگر

برسات مین جو وہ پور دیکھو | ہے باغ ارم سرور دیکھو
سب کردیے تشنہ کام سیراب | دریا دلی حضور دیکھو

دیگر

تھا نظام الدولہ آگر اب نظام الرای ہی | تھا ارسطو پہلے لیکن آج وہ لقمان ہوا
بندہ سے آزاد ہے محکوم سی حاکم نظام | پیشتر دیوان تھا اب صاحب دیوان ہوا

رباعیات

ہون خانہ نشین نہ ہاتھ ملتا ہے نہ پیر
نے سعی و تلاش نے سفر اور نہ سیر
من و سلوا و مائدہ سے کیا کام نظام
دیتا ہے کریم رزق بے منت غیر

دیگر ہجو بہ بہلی

رستے مین پڑی جو کچھ مصیبت بہلی
سب بھول گیا سفر کی کلفت بہلی
کچھ پوچھیے نے عذاب تکلیف سفر
بہلی مین نہ ایک دن طبیعت بہلی

دیگر

ہدم کی طرف سے نذر تنباکو ہے
گو مشک نہین ہے مشک کی خوشبو ہے
کھانے کی عوض یہ ناشتا ہو مقبول
برفی پیڑا ہے لوز لڈو ہے

رسید خربزہ

جڑواں ہین خربزہ جو تمنے بھیجا
ہم پا گئے آپ کا دل منصو با
یہ وصل مجسم ہے پیام وصلت
یا نخل ملاقات مین پھل ہے آیا

ایضاً

دو پھل یہ جڑے ہوے مری جان نہین
یہ فال ہے نیک جسکا ہوتا ہی یقین
رعنا کو دکھائی شکل جمعیت خوب
یکجا ہین جمع مثل شکل پروین

رباعی

الفت نہ دلبرون سے نے رہ راہ
نے سوے بتان مری بھٹکتی ہے نگاہ

توبہ کرکے کرنے گا رعنا پھر عشق
لاحول ولا قوۃ الا باللہ

دیگر

مومن ہے تو ہو نہ تو کسی بت کا رام
کافر ہے تو کعبہ میں نہ باندھ اب احرام
ہے سر حقیقت سے جو بہرہ رعنا
تو کعبہ سے رکھ غرض نہ کچھ دیر سے کام

دیگر

اے قبر پرست قبر سے سود نہیں
ہے خاک عباد کچھ یہ معبود نہیں
کرتا ہے عبث سجدۂ تعظیم ولی
درگاہ در کعبۂ مقصود نہیں

دیگر

ہے زلف رخ یار اگر شام محن
پیشانی ہے پر مراد کی صبح وطن
ہے سورۂ واللیل وہ جعد مشکین
اور سورۂ والشمس ہے چہرہ روشن

دیگر

امسال جہان برف سے ہے یہ معمور
کشمیر سے ہے سوا ہر اک جا مشہور
بلور کا تختہ ہے جہان اے رعنا
برسا نہیں برف نور کا ہے یہ ظہور

دیگر

تا مد نظر ہے صاف مانند بلور
موسم خنک اور برف کا اودے پہ وفور
اللہ رے زمہریر کی کیا تاثیر
اس چلے میں کھینچیں چلہ سورۂ نور

دیگر

ہے کوہ مری برف سے اب کوہ نور
تا مد نظر برف ہی ہے مثل بلور

آتش سے کے دھوئیں اور گرد تھراتی ہے | ہے رات کو شمع دھوپ دن کو کافور

دیگر

سیماب وہ سیم تن ہے جالا کی مین | ہمسر نہین اوسکا کوئی بیباکی مین
کیا حسن خدا داد ہے ماشاء اللہ | کیا نور ہے اوسکے بدن خاکی مین

دیگر

تھا روے زمین پہ ہند باغ رضوان | اب چشمک دہر سے ہے تاراج خزان
امسال تو غدر سے ہی در خاک و خون | اور سالگذشتہ مین رہے ہیضہ خان

رباعی ہجویہ آگرہ

نے شام اودہ ہے نہ بنارس کی بھور | ہے آب و ہوا سارے جہان کی آخور
اعداد سے آگرہ کے ہی گور عیان | رعنا بھی ہے آگرہ مین زندہ در گور

دیگر

کافر ہندو سے اب مسلمان ہوا | بعد اسلام اب کرستان ہوا
نازیست رہا یون ہی نکالی مذہب | جیتے انسان موے پہ شیطان ہوا

ہجویہ کوہ آبو

ناساز ہے آبو کی اب اسدرجہ ہوا | بیمار ہوا مسیح اچھا نہ ہوا
گر جان بچی جان غنیمت ورنہ | موجود ہے دیکھ قالب آبو مین وبا

گلگشت باغ بحولائی

برسات شباب پہ ہے جولائی ہے | رد پڑتی ہے خوب آب جولائی ہے

سانون کی گھٹا سے لطف برسات بڑھا | گلگشت ہے آقا ہین بچھولائی ہے
(اس مرزع ۱۲)

دیگر

بارش سے ہے مارواڑ مین عالم آب | دریا دل ہوکے بہہ رہے ہین تالاب
فوارہ قلم ہے بحر ظلمات دوات | کاغذ آبی ہے حرف ہین نقش برآب

دیگر

کیا غم ہے جو ہو کفر محیط اسلام | ہوتے ہین شب تار سے پیدا ایام
ہے مرد مک سیہ مین یہ نور نظر | یا کفر مین اسلام کا جلوہ ہے نظام

برآمد کانہای مخففہ بندہ در مارواڑ

ہر کس کہ بہ بحر غوطہ زد گوہر یافت | چون کند زمین و کوہ و صحرا زر یافت
تحقیق بہ مارواڑ چون کرد نظام | سیم و مس و آہن و سرب را زر یافت

ایضاً

آبحیوان بظلمت اسکندر یافت | جمشید بدور سلطنت ساغر یافت
از کندن کوہ کہ بر آید لیکن | اقبال نظام مین کہ کان زر یافت

دیگر

کچھ ایسے تو ناسمجھ نہ اب کم سن ہین | پھر کیلیے غائب آپ رات اور دن ہین
رعنا سے جدا از دل نہین فرماتے | کیا خیر سے آپ بھی فرینشن ہین

رباعی تبدیل تخلص خود

آغاز سخنوری مین مضطر تھا نام | رعنا تھا شباب شاعری کے ہنگام

ہے زیر نگین جو کشور نظم نواب | نواب خطاب اور تخلص ہے نظام

۸۶ شکریہ قطعہ دیوان صاحب عالم مرزا ولیعہد بہادر شاہ اودھ ۱۷

اے وارث ملک و افسر و چتر و سریر | اے کوکب برج فلک دولت و دین
دیوان حضور سے ہوا لطف مجھے | آباد رہے خانۂ احسان آمین

دیگر

فقط گندم تلک تھا آب و دانہ | نہیں تقدیر کی اسمیں شکایت
ہوئی گندم نمائی جو فروشی | یہی تھی آدم و حوا کی قسمت

شکایت

محنت بباد داد و عنایت زیاد رفت | داد از تغافلش ہمہ کارم زداد رفت
رعنا چو گلبدی ہمہ آخر برابرست | ناشاد رفتہ باش کہ زین دہر شاد رفت

قطعات بصنعت اشتقاق بنام مشفقی کرپا رام دیوان جموں و کشمیر

اے دل برکت چو در جہان میخواہی | کن ورد بہ اسم اعظم کرپا رام
تخلیص حروف نام کن بے تکرار | پیداست بہ بین لفظ مبارک از نام

دیگر

دیوان سخی ابن سخی کرپا رام | مشہور شد از داد و سخاوت حاتم
از نام دو حرف اولی و یک آخر | دال آمدہ بر جود بہ بین لفظ کرم

ایضاً

دیوان کہ بکف خدا داد آمد | پیداست کہ ہست محترم کرپا رام

سوگند رب ارحوی زنامش رعنا | ماند ز لقدم الف بس اکرام

ایضاً

امداد کرشت چار صد و شصت و چهار | آحاد بهین چارده آید بشمار
دست غیبم مرا بود کرپا رام | پیداست ز چارده جوید آخر کار

دیگر

خاک پر ہی آدم خاکی کی سجدہ کی یہ وجہ | تا رہی او سکو ہمیشہ اصل کا اپنے خیال
پھر دوبارہ خاک ہوئی سو کھلا رعنا پہ راز | ہر زوالے را کمال و ہر کمالے را زوال

قطعہ پرکالہ آتش بمقام آگرہ ۱۲۶۴ھ عیسوی کہ در گرما آگرہ اسم با مسمے آمدہ

سخت گرمی کی ہے گرما گرمی | آج عالم ہے جہنم سے سوا
چرخ نیلی کا طبق گلخن ہے | خاک بھوبھل سے نہین کم ذرا
آب دریا نہین تیزاب سے کم | آبلے ہین کہ حباب دریا
سیب چونا ہوئی ہے جل جل کر | آب موتی ہین نہین خاک ذرا
مستحیل آگ سے اب باد ہوئی | مشتعل یہ کرۂ نار ہوا
اسلیے خاک بسر ہے قارون | جلکے کشتہ ہے خزانہ سارا
بنگیا گل کے وہین صورت آب | یعنے ٹکسال مین جو تھا سکا
بھنکے گرتے ہین کباب اب ہین طیور | اسقدر عام ہے من و سلوا
شور ہے شہر خموشان تک آج | کہ چلے جاتے ہین ہم تحت سری
پتھرون سے یہ نکلتے ہین شرر | کہ ہر اک کوہ ہے طور سینا
نا ہیں بھل ہین تو گلنار ہین گل | ہین درخت آگ کے اشجار کی جا

چھوڑ دی نار پرستی آخر — سارے زردشتیون مین شکر خدا
ایک دل دوسرا دوزخ ہے شکم — ایسا دوزخ دیکھا نہ سنا
جتنی باتین ہین جلی اور کٹی — یہ زبان ہے کہ زبانہ گویا
انجرون سے تہ و بالا ہے بخار — تپ زدہ تپنے سے ہین ارض و سما
کچھ نہ گایا کبھی دیپک کے بغیر — چرخ سے آئی جو گانے زہرا
نظم بھی لکھین تو لکھین واسوخت — واہ رے گرمی طبع شعرا
خاک پر ذرے فلک پر تارے — کم شرارون سے نہین صبح و مسا
مہر بے مہر تو تھا ہی مجمر — ماہ مشعل ہے فلک گرم توا
ماہ نو سے یہ نمایان ہے صاف — چرخ ہے نعل در آتش گویا
پر فرشتون کے جلے جاتے ہین — کوئلا ہو گیا جل کر طوبیٰ
ہے جو آتشکدہ دوزخ تو ضرور — دھونکنی صور ہے بجلی نفخا
پر سے اب لیتی ہے پنکھی کا کام — نہین ملتا جو پری کو سایا
خلد مین خشک پڑی ہین نہرین — العطش کی ہے بہشتی کی صدا
سرد خانے ہوئے سارے حمام — برف خانے ہوئے مطبخ سے سوا
ڈھونڈھتی پھرتی ہین پانی حوریں — حوض کوثر مین نہین اک قطرا
کھا گئے ماہ کو دلسوزی سے — کبک سمجھی جو اسے انگارا
موج کی جا نظر آتی ہے گرد — خاک اڑتی ہے جہان تھی دریا
ریگ ماہی ہوئی ماہی بے آب — وان بگولا ہے بھنور تھا جس جا
شعلہ رویون کا عجب عالم ہے — ہے لب آتش کا ہر اک پر کالا
تار برقی ہوئی تار گیسو — کان مین ہو گئی بجلی شعلا
آگ ہین طیش کے ماری گلرو — لال گرمی سے ہوا رخسارا
تل کے دانے کا نکلتا ہے تیل — جا سے روغن ہے پسینا گویا
[illegible] آتش مشتعل رنگ حنا

کیسی بے لطف ہے گرما گرمی — عین وصلت مین ہے فرقت پیدا
قہر عشاق ہے معشوقون کو — چکھا گرمی مین جلاپے کا مزا
آتشین رخ سے بھڑک اوٹھتا ہے — شعلہ ہر وقت نصیب اعدا
ایسی گرمی مین کہین ممکن ہے — جمع ہون عاشق و معشوق اک جا
تاب کیا ہے جو کرین شعلہ رو — نگہ گرم سے اب نظارا
گرم جوشی کرین کیونکر عشاق — دل ہوا جل کے کباب اب سارا
نفس گرم تو ہے گرم دھوان — جسم گلخن کی طرح ہے جلتا
ہے نسیم سحری باد سموم — چمن دیر کو چھوڑ و رعنا
آگرہ مین نہین رہنا بہتر — گرم گرمی مین ہے دوزخ سے سوا

دیگر قطعہ حالیہ مشعر صنعت اشتقاق لفظ رعنا

ہے عیان تکسیر اور تجنیس سے رعنا کی صاف — لفظ عیار اور الفاظ غبار و ہم عیار
جو منافق ہین مقرر اونسی مین عیار ہون — جیسے خیر الماکرین آیا ہی قول کردگار
خاکساری آب و گل مین ہی بنام بوتراب — جو موافق ہین مین اونکی کفش پا کا ہون غبار
امتحان نیک و بد کو سنگ اسود ہی محک — مین بھی ہون اسطرح انسانون کی کسنے مین عیار
اور اگر رعنا کے معنی مین کسیکو ہو کلام — جس سے ہے شان غرور و خود پسندی آشکار
محکوم خود اقرار ہے لاریب ہون مرد غیور — پر فقط اونسی جنمین غرہ نہ ہی کچھ افتخار
آئینہ ہے الغرض انسان انسانکے لیے — یعنے ہر جیسے کو تیسا ہے میان روزگار
ورنہ من آنم کہ من دانم بسچ پوچھو تو بس — دوستون کا دوست ہون مین بس اور یار غمگسار
نام مردان علیخان ہی اور آقا ہین مرے — شاہ مردان شیر یزدان قوت پروردگار
ہاتھ مین میری ہی کلک امتحان یون حسطرح — لا فتا الا علی لا سیف الا ذوالفقار
قول میرا فعل ہی اور فعل میرا قول ہے — قول مردان تمام سے نام خدا ہے آشکار

آبرو دنیا مین ہو ایمان بھی باقی رہے | بس یہی ہے دولت دارین کافی کردگار

شکریہ شبیہ موصولہ

سورت کی ہے نواب کی وہ صورت پاک | جسنے دیکھا یہی کہا صل علےٰ
بشرہ سے عیان ہے آئینۂ رحمت حق | ہے سورۂ یوسف کا بعینہ نقشا
خط آیۂ سجدہ ہے جو پیشانی پر | سجدہ کرتے ہین اوسکو سب اہل صفا
والشمس ہے والقمر ہے سب کی نزدیک | اخلاص سے ہاتف نے کہا صل علےٰ
یعنے ہے مجاز بھی حقیقت در اصل | ہے عین مناسب جو کہون ظل خدا
مصداق تھا یو منون بالغیب کا مین | اب معرفت روکا محبوب دیدار ہوا
جسوقت مرقع وہ صورت رکھی | سب بولے ہوے اہل کتاب اب رعنا

دیگر جشن نشرہ

بزم عالم مین ہے عجب رونق | جشن گھر گھر ہے عیش ہے ہر جا
مادر دہر شاد ہے آج | پیر گردون پہ ہے شباب آیا
ہے نظیر حسن کا نشرہ آج | برکت نے یہ روز دکھلایا
بزم مین رات تھا وہ صدر نشین | جمع تھے لکھنؤ کے سب امرا
کہا رعنا نے دیکھ کر محفل | رفعت شان جشن صل علےٰ

دیگر

مہاراج الور ہین شیودان سنگھ | وہ ہین فخر اقلیم ہندوستان
سخاوت مین وہ حاتم وقت ہین | شجاعت مین ہین رستم دستان
ملا راج میراث اجداد مین | خدا داد ہے عدل نوشیروان
بڑی سید چشم اور رعایا نیم | شریف و ہنرمند کے قدردان

سنگھ ہین شرکت مین جسم جاہ مین	ہے اقبال جسم اور وہ اسکے جان
وہ ہمپایہ صاحب تخت ہین	رہے قوت بازوئے خسروان
کرشن اور اندر ہین وہ بزم مین	مہادیو تا رزم مین پہلوان

دیگر در تہنیات اقسام

تہنیت جشن شادی سہیارا جہ بیٹا کہ بعد شادی چیچک عارض شدہ غسل فرمودند

سرکار کی شادی کی نہ کیونکر ہو دھوم	شاہانہ تجمل تھا نہین شبہہ و شک
تھا ایک جہان محو تماشا شہر سوء	انسان کا کیا ذکر ہے تا جن و ملک
نوشاہ کی شادی کا یہ عالم دیکھا	تھا محو جمال چشم انجم سے فلک
مشتاق تھے دریا مین ہر اک چشم حباب	جھپکی نہین گلزار مین نرگس کی پلک
لیلی محمل سے اور محمل سے شیرین	خلوت سے نکل آئی دریچا در تک
اللہ رے جذب شوق دید نوشاہ	آ بیٹھی ہے زہرہ بھی لب بام فلک
دیکھی ہے لگا کی سیر اس شادی کی	پیر گردون نے ماہ و خور کی عینک
تھا غلغلہ عیش کا جو عالم مین عام	چشم بد دور از سما تا بسمک
دیکھو ہمہ تن چشم ہوا جسم حضور	دیدار کی خاطر نکل آئی چیچک
رنجا سے برائے فال غسل صحت	ملہم بولا فراغ بے شبہہ و شک
	۱۲۸۱ھ

دیگر

آب از جوے رفتہ باز آمد	یا بباغ جہان رسید بہار
نخل امید باز بار آورد	شاخ گل شد سراز گل بے خار
پرگہر گشتہ باز درج صدف	ابر نیسان چو گشت گوہر بار

مدبر آمد ز ابر مه سپهر — مهر تابان ز مطلع الانوار
پئے معراج سوے عرش عظیم — گو مئیا رفت احمد مختار
ز احمد آباد آمده اینک — همچنان با عروج عز و وقار
میرزا حاجی محمد خان — نائب جود پور از سرکار
شاه را ماند این چنین دستور — فخر هند و ولایت و دربار
مخزن عدل و داد و خلق حسن — معدن عقل و همت و هشیار
نام حاتم شد از سخایش سطے — شد گدا هم بعهد او زردار
تا جهان ست در جهان باشد — این چنین مرد با خدا دیدار
سال تاریخ گفت ملهم غیب — دو و هشتاد و هم دو صد به هزار

۱۲۸۲ھ

قطعه دیگر در شان مهاراجه

کهون او نکو گر مهر عالم فروز — تو اظهر من الشمس ہے مہربان
کہ ہے ہاتھ مین اونکے مینزان عدل — عدالت سے ہین روز و شب حکمران
ہین یہ صلح کل جنکے شاکر مدام — ہنود اور مسلمان ہین باصد زبان
بدل حق سے کرتا ہے رعنا دعا — مہاراج ذیجاہ کا مدح خوان
رہین تا قیامت وہ فرمانروا — بزیر نگین ہون زمین و زمان
رعیت ہو شاد اور آباد ملک — سلامت ہین جب تک ہین آسمان
وہ عقل اور فرہنگ مین سر ہین — مگر بخت اور عمر مین ہین جوان
عدالت سخاوت شجاعت مین گنج — وہ ہین مخزن اسلاف ہم خاندان
چراتا ہے اب گلہ گوسفند — فقط رعب سے اونکے شیر ژیان
وہ نام خدا کیسے ہین نامور — کہ نام آوروں کے ہین نام و نشان

دیگر

بتکے کو اسواسطے کرتے ہین سجدہ — پہلا آدم کا ہوا روز ازل مین مسجود

سجدہ آدم کا اوا سے فرشتون نے کیا | ورنہ انسان کا انسان کہین ہے معبود

پیش از مرگ واویلا یعنی تاریخ فوت خود در ایام وبای ہیضہ ۱۸۶۳ء مقام لکھنؤ جسکے بعد بعالم رویاے صادقہ بشارت سلامتی ہوئی

دور دورا ہے وبا کا گھر گھر | شہر آشوب ہے ہیضہ ہر جا
ہیضہ حد درجہ ہوا عالم گیر | اس سے ہے محطِ رجال اب گویا
خاک مردہ ہو بدستِ زندہ | جان سے ہاتھ جہان نے دھویا
عشق کو بھول گئے عاشقِ زار | لاے جانون کے پڑی ہین بخدا
جان سے تنگ آئی ہین جانانِ جہان | غمِ جان یاد ہے بھولے غمزا
سانس کیا لیجیے دم رکتا ہے | متعفن ہوئی اس درجہ ہوا
مادّہ کا ہے نہ موسم کا فتور | عملِ زشت سے پھیلی ہے وبا
معصیت سے جو ہو توبہ تو ابھی | سایہ کی طرح پلٹ جاے قضا
اب بھی غفلت ہے تو میرا ہے سلام | آپ کردار کی پاؤگے سزا
زندگی خواب ہوئی عمر خیال | عافیت اور ہے خیر اب عنقا
شہر مین شہر خموشان سارے | خوب آباد ہوا ملک بقا
زندہ درگور ہین اتنا مقلد | ملک الموت کا یہ ہے دھڑکا
پاؤن لٹکاے ہوے بیٹھے ہین | قبر مین تابعِ تسلیم و رضا
ملک الموت بھی جاتا ہے سہم | پاس آتے ہوے ڈرتی ہے قضا
اب حسابون سے بھی منکر ہے نکیر | غرق ہے خوابِ عدم مین مردے
گوش زد نالہ و شیون ہے آہ | ماتم عام ہے گھر گھر برپا
سہل مرنا ہوا جینا مشکل | کیا قیامت ہے یہ رب دوسرا
رحم اے ہیضہ بس اے غرِ رائیل | ہے خدائے یہ یہ کیا قہر خدا
کام تیزاب کا کرتا ہے گلاب | زہر مہرہ ہے ہلاہل سے سوا

بارجیل

نار جیل اور لگا تا ہے آگ | فاد زہر او سپہ معین صفرا
خطرۂ جان ہون نکیون نیم حکیم | نام کو بھی نہین ہوتی ہے شفا
تھا مسیحائی کا دعوے او سپر | عیسے دم دیتے ہین ترسا ترسا
خضر لاتے ہین جواب حیوان | کارگر خاک نہین ہے اصلا
تے نہین تھوکتے ہین جنیر پر | تف ہے اس ہیضہ پہ لاحول ولا
دست وقے ہو گئے پیغام اجل | پیٹ چلتے ہی مریض آپ چلا
یون بھی مرنا ہے مسلم یار و | پیش از مرگ ہے کیون واویلا
ہم کفن باندھے ہوے بیٹھے ہین | شوق سے آئے جو آتی ہے قضا
مرگ انبوہ نہین جشن سی کم | گرچہ ہے مرگ مفاجات وبا
وصل سے لاکھ غنیمت ہے وصال | موت آجائے تو ہے شکر خدا
جینا عزت سے بایمان مرنا | ہے یہی عمر ابد صل علی
ورنہ بے اسکے تو جینا ہے ہیچ | خاک جینے پہ ہے لاحول ولا
موت کی دیکھ کے گرما گرمی | اپنے مرنے پہ نصیب اعدا
تھا غرض حفظ تقدم مجکو | ناند تکلیف او ہمائین شعرا
بے کم و کاست لکھی یہ تاریخ | فوت مروان علیخان رعنا

۱۹۰۶۳

دیگر

پڑا کر دیون مین شور رعنا | معاصی کا ہوا میرے یہ طومار
سیہ نامہ کا جب دیکھا سیاہہ | ہوئی اک لوح محفوظ اور تیار
فرشتے آئے یان تک تنگ آخر | کہ لکھتے لکھتے سمجھے اوسکو بیکار
گنہ جب اسقدر مین نے کیے ہین | ہوا مشہور جب سے مین گنہگار
تو میری مغفرت پھر کیون ہی مشکل | حضور کبریا ہے جو کہ غفار
کرے جب محو خط سے میرے عصیان | تو ہے حرف غلط وہ آخر کار

چھپا لیگا وہ دامانِ کرم مین | کہ ہے نامِ خدا نامِ اوسکا ستار
غمِ عصیان نہین اس سے کہ وہ ہے | گناہ آمرزِ رندانِ قدح خوار

قطعہ بنام مشفقی شیخ داؤد صاحب

ماشاء اللہ واہ چشمِ بد دور | کیا مجمع اوصاف ہی حضرت کا وجود
یعقوب کی الفت ہے جمالِ یوسف | ایوب کا صبر ہے سلیمان کا جود
موسیٰ کی جفاکشی ہے اعجازِ مسیح | سن خضر کا ہے نوح کا حلمِ محمود
فولاد کے دل ہین اسلیے آب سی موم | ہے خلقِ محمدی تو نامِ داؤد

تاریخیات

قطعہ وفات ابوظفر بہادر شاہ معزول شاہ دہلی مقیم رنگون خاتم السلاطین حنفیہ تیموریہ

میرس احوالِ ین دنیا کہ چون ست | فنا باشد ہمہ آغاز و انجام
بچرخِ نیلگون رنگِ وفا نیست | تہی چون شیشہ وازون صورتِ جام
کجا اسکندر و جمشید و ضحاک | کجا اسفندیار و رستم و سام
مگر از نیک و بد باقیست نامے | کہ مے ماند زنیک و ہم ز بد نام
غنیمت دان دورِ روزِ عمرِ نادان | بسر گردت گرت باعیش و آرام
شہ تیمور چنگیزی ز ترکان | شنیدستی کہ بودش عالمی رام
ہمہ در سایۂ صیتِ جلالش | زچین تا ہند بود از روم تا شام
چو ہند و ہند وان بودند در اش | ہمہ ترسا و گبر و اہلِ اسلام
سمندِ شاہیے او در سمرقند | زدہ در ہفصد و ہفتاد و دو گام
ز تیمور ابتدا ابر بوظفر ختم | بہند آمد شمار بست و سہ نام
شمار سال عمرِ سلطنت گشت | ازین زر پنج صد اے نیک فرجام
ز ابراہیم تو دی باز چون کرد | ظہیر الدین بابر ہند را رام

هزار و یکصد و بیست و شش از سال — چه سال از سال عیسی بود هنگام
غرض سه صد سی و یک سال دیگر — شمار کامرانی شد ز ایام
بعهد شاه عالم عهد شاهی — بعهد کمپنی چون کرد ادغام
هزار و یک ۱۱۳۱ صد و هفتاد و سه بود — ز هجرت آنکه آمد سال اسلام
ز تخت و تاج شاهی ماند تا هم — نشان باقی و از شاهی فقط نام
چو کشت عدر شد سر سبز از جور — رسید از دست اهل عدر آلام
هزار و دو ۱۲۰۳ صد و هفتاد و سه بود — که گشته از بغاوت شاه بدنام
پس از یک سال شاه انگلستان — گرفت از کمپنی احکام حکام
هنوز آن شاه شاهان حکمران است — که حکمش باد در هر ملک ما دام
بگیر آمد بهادر شه چو در رزم — به رنگون رفت آخر با صد آلام
به بحر شور شد شوریده آخر — شده آغاز شورش را چه انجام
گرت دا گوش فهم و چشم بینایست — شنو نظم به بین احوال ناکام
من از آن روز دانستم که آخر — بود در دهر هور شید لب بام
شده طالع ز مغرب شد بمشرق — شود روز شهی را زود تر شام
مقام ترس و جای خوف و بیم است — که آغاز آن بود این باشد انجام
من و تو هر دو را کار از قضاست — دگر خواب و خیالات ست و اوهام
دگر محروش ای رعنا که آمد — ز بحر شور شوریدنج و آلام
چه در رنگون شه بیکس قضا کرد — بهادر شاه غازی بوظفر نام
۱۲۷۹ هـ

دیگر

شه بیکس چو رفت از دنیا — بیکسی کرد بر سرش ماتم
دید رعنا چو دست راجالی — گفت تاریخ او غزال ارم
۱۲۷۹ هـ

دیگر

بہادر شاہ چون سوے ارم رفت — کہ بر او نام شاہی راست اتمام
پئے فوت بہادر شاہ غازی — چنین رعنا رقم زد خلد جنام
۱۱۲۷۹ھ

دیگر

رفت از دہلی سوی رنگون چو شاہ بوظفر — شادمان گشتند بہر دعوتش ارباب خلد
رخت بست از ملک مشرق چون سوی خلد برین — گفت رعنا سال فوت او کہ مشرق باب خلد
۱۱۲۷۹ھ

دیگر

دز رفانی مقام عبرت ہے — کیا کوئی اوس سے آہ دل کو لگاے
شاہ بیکس گئے جو دنیا سے — کہا رعنا نے رخت باندھا ہاے
۱۱۲۷۹ھ

بجواب نذر محمود نامہ بخط ناخن جلی

مصطفے را دید بیضا ست دین صنعت نغز — بے قلم میکند از ناخن خود صورت کن
گفت رعنا کہ عجب نامہ محمود نوشت — ناخن عقدہ کشا خوب بخط ناخن

تہنیت ولادت فرزند مرزا حاجی محسن مرحوم کہ دوستا ہمراہ سامان و لازمہ چھٹی فرستادہ شد در ۱۲۶۳ھ ع

مژدہ اے دل راحت جان جہان پیدا ہوا — شاد اے جان تو تند وح وروان پیدا ہوا
پیر گردون تو بلا گردان ہی ہر شام و سحر — مادر گیتی ہے قربان وہ جوان پیدا ہوا
کیوں نہو فرط خوشی سے آج گھر گھر دھوم دھام — خیر مقدم رونق ہندوستان پیدا ہوا
نقد ایمان کا نہیں ہے سالکوں کو دغدغہ — کشتیے سلام کا وہ دیدبان پیدا ہوا

مطلع امید سے طالع نہوا ماہِ مراد
منیر برج شرف ای مہربان پیدا ہوا

لے زلیخا سے تمنا رہ تو تیرے دن پھرے
جسمین یوسف تھا ترا وہ کاروان پیدا ہوا

نقد انجم خرد یا افلاک نے بالکل نثار
جو خزانہ جس زمین مین تھا نہان پیدا ہوا

بزم عالم مین جو شور تہنیت ہے ہمنشین
کون مہمان نواز و میزبان پیدا ہوا

عرش و کرسی سے زمین کا بڑھگیا ہے اب درج
افتخار رفعت ہفت آسمان پیدا ہوا

نکہت بستان رحمت نوبہار باغ خلد
ثمرۂ نخل حیات جاودان پیدا ہوا

ہمصفیر و گلشن ایجاد مین آئی بہار
دھوم ہے باغ جہان کا باغبان پیدا ہوا

دیو بندی بندگی پریان کنیزین ہیگئین
کون اے آصف سلیمان زمان پیدا ہوا

تشنۂ آب بقا کو مژدۂ عمر ابد
چشمۂ حیوان سے وہ آبِ دان پیدا ہوا

طوطی ہندوستان کا ہند ہے اب ناطقہ
بلبل شیراز گویا خوش بیان پیدا ہوا

آیۂ رحمت کا ہے نام خدا شان نزول
افتخار امت فخر جہان پیدا ہوا

حاتم ابن حاتم ثانی سخی ابن سخی
چارہ ساز زمرۂ بیچارگان پیدا ہوا

قوت جان و دل مشتاق بہر والدین
طاقت روح و روان انس و جان پیدا ہوا

صبحدم جیسے سپیدہ ہو سحر کا نوربار
غازۂ روے زمین و آسمان پیدا ہوا

عدل کا پلہ نہ کیون بھاری ہوا انصاف مین
طالع میزان مین وہ نوشیروان پیدا ہوا

گوہر مقصود سے درج تمنا بھر لیے
قسمت دایہ سے ابر درفشان پیدا ہوا

میرزا حاجی محمد خان مبارک نور عین
دیکھیے چشم و چراغ خانمان پیدا ہوا

ناصر دین آپ پر اب نام نامی آپ کا
تا ابد باقی رہیگا وہ نشان پیدا ہوا

صاحب اقبال بخت و ثروت و جاہ و حشم
ناصر ممتاز و فخر خاندان پیدا ہوا

تاریخ سال ولادت کا جہان مین امتیاز
کہ دلا ممتاز عبداللہ خان پیدا ہوا
۱۲۹۱ھ

سالگرہ کوہ نور لاہور مع تاریخ سنہ ۱۸۶۴ع

کوہ نور اختر عمر او دراز
تا ابد بادا الٰہی برقرار

کوه در تمکین و نور اندر صفا | زین مسمی شد باسم نور بار
لوح محفوظست لوح روشنش | خط تقدیرست خط مشکبار
چشم بد دور آن سوید ای خطش | سرمهٔ چشم بصیر روزگار
از سطور و نیز از بین السطور | آشکار اصورت لیل و نهار
مخبرش گشته چو جبریل امین | در خبر آمد مسلم اعتبار
سنگ او از طور سینا ساختند | زین سپید و هم سیه راشد عیار
دستکاران دست قدرت یافتند | کار پایش چون نباشد استوار
طبع عالم را ازین مطبوع گشت | شد بلا نافه چو طبعش هفته وار
میکشد از بهر آن یوسف مدام | هر زلیخای تمنا انتظار
عاملان را گشت دستور العمل | خسروان را هست چون آئین بکار
مجلس مینوسپل را رهنما | حاکمان عهد را هم خضر وار
هست گورنمنٹ را بس خیر خواه | هم رعایا را بجان و دل نثار
میکند تسخیر عالم گیر او | نه بطاعت نه بواقع را شکار
شد جهانی بندهٔ احسان او | یاور و یارش شده هر شهریار
در وفا بر اهل دولت سرتوی | در وفا لاهوریان را یار غار
شد مقابل هر که از خیره سری | او بر آورد از سرش آخر دمار
آن ز رشکش میخورد خون جگر | وان دگر سر در گریبان سوگوار
ذم اگر فرمود کار پند کرد | مدح گر بنوشت افزود افتخار
صولتش ملک جهان را در گرفت | هیبتش را شد بعالم اشتهار
از خریداران اخبارش مپرس | تا ابد هرگز نیابد در شمار
در سما از هند و از پنجاب هم | شاعران را وصف او باشد شعار
لیک من در مدحتش ای بوالعجب | آمدم مسعود هر ملک و دیار
آرزو پنجاب را بر خوان مرا | خطهٔ هندوستان را افتخار

نور او بادا مستور اے مکرم
کوہ باشد برزمین تا برقرار

بخت و اقبال ست چون عمرش دراز
روز افزون ست تا روز شمار

سال نو ہر سال نیکو میرسد
در چمن تازہ چو ایام بہار

رنگ گل در دیدۂ احباب باد
سخت در چشم حسودان نوک خار

گفت رعنا سال نو از عیسوی
یک ہزار و ہشتصد شصت و چہار

طرح سازم گر ازین مصرع فقط
باشد از سال مسیحی یادگار

قطعۂ تاریخ اودہ اخبار ۱۸۶۴ء

مژدہ اے ناظرین باتمکین
خوشی سے جہان مین ہین آثار

ہے اب آغاز سال نو یعنے
ہشصد و یک ہزار و شصت و چہار

گلشن دہر رنگ لایا ہے
کیسی دلکش چلی ہے باد بہار

ہر روش ہے گلون پہ اک جوبن
گرم نغمہ ہے ہر چمن مین ہزار

نہر آب روان بعینہ ہے
جیسے گلزار خلد مین انہار

چشم بد دور ایسی رونق ہے
چشم رضوان مین رشک سے ہے خار

پھول پھولا نہین سماتا ہے
گل سے لگتا ہے نوک کی ہر خار

آتش رشک سے جلا لالہ
وقنا ربنا عذاب النار

رونق باغ عالم امکان
ہے مگر صدقۂ اودہ اخبار

روشنائی ہے اوسکے حرفون کی
سرمۂ دیدۂ اولو الابصار

صورت دہر کا مرقع ہے
جس سے عالم کے ہین عیان اسرار

صفحہ آئینۂ سکندر ہے
جام جمشید ہے اودہ اخبار

اسقدر اوسکی ہے خریداری
گویا یک انار و صد بیمار

ہین خریدار لاکھ یوسف سے
سبز تک ہے یہ گرمی بازار

ہے شش و پنج مین مہندس عقل
کچھ خریدارون کا ہے نہین ہی شمار

بہر تاریخ سالِ نورِ عنا
عقل کرتی ہے مجھسے استفسار

بے کم و کاست ہین ز سالِ مسیح
لکھدیا خدمت اودھ اخبار

تاریخ نواب خاص محل صاحبہ بیگم شاہ اودھ تتمیمہ داخلی خانم

خواستم سالِ ہجری از نواب
عالمش خواندہ است خاص محل

گفت ہاتف بگو و را حاتم
تا کہ اعداد او شود اکمل

بحرِ جود و سخا و لطف و کرم
کان حلم و حیا و علم و عمل

سنگِ محراب و خاکِ درگاہش
پارس و کیمیاست ضربِ مثل

چون بعالم تخلصش عالم
گشت مشہور آخر و اوّل

علم از عینِ عالم ست عیان
الف از نامِ احمدِ مرسل

لام لطفش چو لاد بالی نیست
کے باقرارِ اوست لیت و لعل

میم مبنی بملّتِ مولے ست
صلح کل با جمیع دین و ملل

نام ثانی عقدہ عظمے
وہ چہ نامِ خدا ز روزِ ازل

سن و نامش سزد کہ مے شویم
دہنے از گلاب و از صندل

کے دہد دست این غرض رعنا
کہ بخوانم دگر بوصف غزل

تاریخ بنام منی تتمیمہ داخلی لفظ جعد

نام نامی کہ حسبکی اک تاریخ
نقشِ خاطر ہے مجکو اے رعنا

نقش دلپر ہے مثلِ نقشِ مجر
نام اوس نامور کا نامِ خدا

طرفہ مشہور بر محل ہے نام
نام و نامی ہے نام ہے گویا

الفِ نام پاسے گر بدلے
لفظ نامی ہے یا الف ہو جدا

بہر تو فوراً بصنعتِ تقلیب
تین حرفون سے نام ہو پیدا

ہے مروت تو میم سے مفہوم
اور نزاکت ہے نون سے جلوہ نما

بالیقین یا یقین کی ہے یعنے — نام نامِ خدا ہے صلِّ علے
پر ثلث کیا جو نام سے نقش — بہر عین و ہم از برائے شفا
سالِ ہجری کہا یہ ہاتف نے — عدد آب چار سو سے کر یکجا
بعد پڑھ اوسکے باندھ یہ تعویذ — سر موفرق تا نہو اصلا
حرزِ جانِ جہان ہوا وسکا نام — وردِ اہلِ جہان ہو ہے یہ دعا
عاقبت عافیت سے رکھہ باکام — یا الٰہی بحقِ آلِ عبا

تاریخ فوت

حسن جان از فرط رنج و قلق — بمرگِ زن خویش چون غصہ خورد
سر و شم پئے سالِ فوتش بگفت — کہ رعنا بگو کوچ آغا بمرد
۱۲۷۷ھ

تاریخ ولادت شاہزادہ اودہ بمقام کلکتہ

بسال و مہ و روز و وقتِ سعید — چو پیدا ہوا وارثِ تاج و تخت
پئے سال کی شہ سے رعنا نے عرض — مبارک ہو فرزند برجیس بخت
۱۲۷۷ھ

تاریخ کتاب میر وزیر علی بمقام لاہور

لکھا ہے میر وزیر علی نے اک نسخہ — کہ فہم و عقل میں یکتا ہے وہ زمانہ کا
لکھا ہے خامۂ رعنا نے طرفہ سال تمام — سنو خلاصہ ہدایت ہے ہفتگانہ کا
۱۲۷۵ھ

دیگر

کرد تصنیف چون وزیر علے — نسخۂ با بلاغت طرفہ
گفت رعنا بسالِ تاریخش — ہفتگانہ ہدایت طرفہ
۱۲۷۵ ہجری

قطعہ تاریخ والیہ بھوپال

یارب آباد ہے جب تک کہ بنی آدم سے — راحت و عشرت و آرام سے سارا عالم
گلشن عالم امکان مین ہو جب تک شب و روز — تیری رحمت سے برستا ہو یہ ابر کرم
اپنے الطاف و عنایات سے اے رب کریم — میرے ممدوح کو رکھ خیر سے شاد و خرم
سر ہمت سے یہ رعنائی رقم کی تاریخ — کارفرما رہین نواب سکندر بیگم

۱۲۷۷ھ

تاریخ ولادت ولیعہد نواب کوٹلہ

ہین والی کوٹلہ بہادر — نواب سکندر علیخان
وہ نام خدا یہ نامور ہین — پڑھتے کلمہ ہین اونکا نشان
عالی نظر و بلند ہمت — دیندار ہین اور بڑے مسلمان
جسم بزم مین رزم مین ہین رستم — ہین دولت و ملک مین سلیمان
خالق نے دیا ہے اونکو فرزند — تابان صفت مہ درخشان
اس مژدہ کی دھوم ہے جہان مین — عالم مین سرور کا ہے سامان
ہر رات تو ہین نثار انجم — ہر روز ہے مہر بھی زرافشان
لو واہین در خزانۂ غیب — جاری ہے عطا کا آج فرمان
کی مین نے جو دل مین فکر تاریخ — ملہم بو لا بحکم یزدان
الف و مایتین و ہشت و ہفتاد — کہ سال ولادت اے سخندان

۱۲۷۸ھ

تاریخ تولد فرزند دیوان کپورتھلہ

جو پیدا گشت نور چشم دیوان — نوید شادمانی رفت ہر جا
بساط خرمی فرش زمین شد — ز رقص زہرہ شد عشرت مہیا
ز شادی گفت ہاتف بہر سمت — بگو رعنا کہ عمر خضر بادا

۱۹۱۸

قطعہ تاریخ نذر ظرف یادگار نذر بہادر مہاراجہ پورتھلہ بمقام کلکتہ

بکرماں سنگھ بہادر سردار — فوج کی قبضے مین ہی اونکے کمان
افسر فوج نے ظرف نقرہ — پیشکش اونکو کیا بہرنشان
فکر درکار نہین اے رعنا — ظرف صہبا سے ہے تاریخ عیان

۱۲۶۷ھ

تاریخ مظہر العجائب اخبار روڑکی

مطلوب ہے مظہر العجائب چھاپہ — مرغوب ہے مظہر العجائب چھاپہ
روڑکی مین جو مطبع ہی تو رعنا تاریخ — کیا خوب ہے مظہر العجائب چھاپہ

۱۲۷۰ھ

تاریخ فوت لارڈ کنگ ولیسرائے ہند

وہ اقبال مجسم تھا کنگ آہ — کہ تھا عالم مین اوسکا جابجا شور
خلیق و محسن و مونس مربی — شجاع و عاقل و فیاض و غمخور
ظفر کھاتے تھے الحق اوسکی سوگند — لیا تھا ہند سارا باز و زور
ہوئی داد و دہش بس ختم اوسپر — سلیمان کو نظر تھی تا بمور
عدم کو گھر سے جاتی ہی سدھارا — جہان ہے اس الم سے زندہ درگور
دل مغموم رعنا سے یہ سنکر — صدا آئی بصد غم ہائے غمخور

۱۹۰۲ء

قطعہ تاریخ باغ

لاہور مین بنا ہے یہ وہ یادگار باغ — لالے کی طرح خلد کو بھی جسکا داغ ہے
اب سرزمین باغ جہان کا فلک تو کیا — سچ پوچھیے تو عرش بریں پر دماغ ہے
تاریخ کا خیال جو رعنا کو آگیا — آواز ہاتف آئی کہ گلزار باغ ہے

۱۲۷۶ھ

تاریخ فوت مولوی نہال الدین

آہ آن مولوی نہال الدین — مالک دوربین کلکتہ
نونہال بہشت چرخ برین — رونق سرزمین کلکتہ
بر و از باغ دہر چون اجلش — چین کشیدہ جبین کلکتہ
گشت تاریخ یدخل خلدا — ایہا الساکنین کلکتہ
۱۲۹۰ھ

تاریخ تولد فرزند مرزا خاور سیستانی - پور مغل ۱۲۷۸ھ

تاریخ دریا بردی باغ نواب علی رضا خان واقع لاہور بر کنار دریاے راوی

آن باغ کہ در سواد لاہور — غیرت دہ جنت ست در رضوان
ہر تختۂ گل ز رنگ و بویش — گلزار خلیل و عنبر افشان
گلگشت کنند در بہارش — حور و ملک و پری و انسان
الحال روایتے ز رادی ست — کو رفت ز جاز موج عمان
رعنا بمسیح گفت سالش — تاراج شنید چون گلستان
بہر شہ ست روح پرور — باد چمن علی رضا خان
۱۲۷۹ھ ۱۸۶۲ء
دل کرد چو فکر سال ہجری — تاریخ بگفت جور طغیان

قطعہ تاریخ تعمیر مسجد نواب عبد المجید خان ملتانی در لاہور

خان و نواب ست چون عبد المجید — فخر در ملتانیان در باوفا
مسجدے تعمیر در لاہور کرد — گفت رعنا خانۂ یاد خدا
۱۲۷۶ ہجری

تاریخ یادگار باغ کہ از نام باغ یکنیم کردہ می آید

نضنٹ پنج آب ہے سرجان لارنس — ہے نیکنام بسکہ وہ صاحب دل و دماغ
باغ جہان مین نام رہے تا کہ تا بحشر — لاہور مین بنایا عجب یادگار باغ
رعنا نے نام باغ سے ڈیوڑھی کی عدد — روشن سن مسیح ہوا صورت چراغ

دیگر

لاہور مین بنا ہے یہ وہ یادگار باغ — لالہ کی طرح خلد کو بھی جسکا داغ ہے
اب سرزمین باغ جہان کا فلک تو کیا — سبح پونچھیے تو عرش بریں پر دماغ ہے
تاریخ کا خیال جو رعنا کو آگیا — آواز ہاتف آئی کہ گلزار باغ ہے

۱۲۶۶ھ

مادہ تاریخ واگذاری عمارت خانہ خدا داد آباد ۱۲۷۸ھ

تاریخ طبع قصہ امیر حمزہ تصنیف شایان لکھنوی

قصص حمزہ کی جب شایان نے لکھی — ہوا مسرور سنکر ایک عالم
خرد نے جب کہ پونچھا سال تاریخ — کہا رعنا نے اوس سحر اعظم

۱۲۷۹ھ

تاریخ سفر ولایت کرنل ایپٹ صاحب کمشنر لکھنؤ

ہین فخر فرنگ کرنیل ایپٹ صاحب — کہ گشت وطن کو ہند سے پا بر کاب
تھی قسمت لکھنؤ کی فرمان فرما — عدل و کرم و خلق سے وہ عرش جناب
باندھی ہے ہوا نے عدل نے اونکی ایسی — کیا دخل ہوا تو رسکے ایک حباب
ویسے ہین وہ سپر چشم بد دور — حاتم کو رہا اونسے ہمیشہ ہے حجاب
خلقت مین ہے اونکی اسقدر خلق عمیم — مداح ہین سب غریب امیر اور نواب

اب اونکے فراق مین یہ ہی مردم چشم — دریا کو نہ سمجھین ہو کہ ہے چشم پر آب
دلسوز شفیق کی جدائی مین آہ — دل آتش دوری سے ہو مثل سیماب
جب تک ہو جہان مین رسم رحمت آئین — فرمانده خلق وہ رہین یا وہاب
رعنا کی دعائیہ ہے تاریخ سفر — بالخیر کہ لکھنؤ مین وہ آئین شتاب

۱۲۱۸

تاریخ فوت چھوٹے میان احمد علیخان عکسی مصور لکھنؤ

جنھین لوگ کہتے تھے چھوٹے میان — وہ تھے لکھنؤ مین بڑے نامور
اور احمد علیخان بھی تھا اونکا نام — ہے اوصاف سے اونکے سب کو خبر
جو اخلاق پوچھو تو تھے احمدی — علی کی صفت تھی وہ سینہ سپر
رہے عمر بھر ایک انداز سے — مسرت سے کی زندگانی بسر
معزز رہے دور شاہی مین وہ — رہے انگلشیہ مین بھی معتبر
مصور تھے ایسے زمانے مین وہ — کہ بہزاد و مانی نہ تھا اسقدر
پری تک اوتر آئی شیشے مین صاف — یہ تھا سحر گویا کمال ہنر
اور اسپر تھی یہ سیر چشمی عیان — کسی سے نہ لیتے تھے کچھ سیم وزر
رشہ تھے مگر شہ سے وہ پاک تھے — کہ خسیر مجسم تھے عالی گہر
وبا کا کہین ستیانا س ہو — قلم کا رقم سے ہے شق اب جگر
وہ یوسف جو تھا آہ ہر دل عزیز — جہان سے گیا ایک دم مین گذر
بہشتی تھے انسوا سطے خلد مین — معا پہونچی شیشے مین جیسی نظر
مرقع مین عالم کے تھے منتخب — ہوئی جب یہ اہل بقا کو خبر
کیا جذب رحمت نے اونکو طلب — کہ نقشہ جمائین یہان بیٹھکر
جو نقش فنا تھا فنا ہو گیا — قضا کا بقا عکس باقی ہے پر
ملائک تو کہتے ہین یا وش بخیر — دعا کرتے ہین مغفرت کی بشر
وہ مغفور ہے اسلیے سال فوت — کفایت ہے رعنا سے یعنے غفر

۱۲۸۰

تاریخ تولد فرزند میر فضل حسن

ہین محمد حسین جو حافظ — یعنے اولاد سید الثقلین
اونکو برسون سے یہ تمنا تھی — دے خدا اونکو ایک نور العین
حق نے آخر دیا اونہین فرزند — جبکہ طالع ہین آگئے سعدین
میر فضل حسن سے نام خدا — ہے عیان حاء عین ورا و عین

۱۲۷۸ھ

دیگر

صاحب تقویم اور تنجیم بھی — بوالعجب ہین سنکے حال خبتری
ہے ستارہ اوج چہارم طبع کا آج — کیون نہو رعنا کمال خبتری
مشتری زہرہ سے جاکر پوچھ لے — حسن معنی و جمال خبتری
محکمہ مین تاریخ کے بولا سروش — مظہر قدرت ہے سال خبتری

۱۲۷۸ھ

تاریخ باغ نواب عبد المجید خان

سرشت خلد ہے اس سرزمین مین — مثال خلد ہے لاہور کا باغ
مگر جسوقت دیکھا باغ نواب — کہا رعنا نے فوراً نور کا باغ

تاریخ تولد فرزند حاجی محمد خان

مژدہ میلاد عبد اللہ خان عرش دہان — میفزاید رنگ و از فرط شادی بر رخت
میرزا حاجی محمد خان بہادر شنود — سال فرزند شما آمد ز رعنا فرخت

۱۲۸۰ھ

دیگر

در سال نکو چو گشت مولود سعید — کشت امید سبز شد صورت باغ

چون فالِ نکوش در گلستان دیدم | آمد پئے آئندہ نکو نقطہ فراغ
۱۲۸۱ھ

تاریخ فوت لارڈ ایلجن وسیرای ہند ہنگام یورش نیروستور وغیرہ

در عہد جناب لارڈ ایلجن | چون گشت عیان قتال مغرب
از سالِ وفاتِ او سروشم | فرمود بگو جدال مغرب
۱۲۸۰ھ

دیگر

تا دھرم سال رفت از شملہ | لارڈ ایلجن باحتشام وشکوہ
کربت راہ کثرتِ امراض | کرد ناگہ ز ہر طرف انبوہ
بر دھرم سال چون رسید قضا | قلب سال او فتاد از اندوہ
سالِ تاریخِ فوتِ او رعنا | گفت شد آفتاب بر سر کوہ
۱۲۸۰ھ بعد نظر بہ قلب سال

تاریخ فوت ترمتی پاتر

مراد آباد مین تھی ایک پاتر | کہون کیا تمسے انداز ترمتی
پڑی گھر مین نکل آئی معاً دم | وہ تھا انداز یہ ناز ترمتی
مسلمان ہو گئی تھی مدتون سے | ہوا اب فاش یہ راز ترمتی
وہ ڈھنڈھو تھی مگر اے ہمصفیرو | جوانانہ تھے انداز ترمتی
گریزین کرکے دکھلاتی تھی جوبن | یہ تھی مشہور اعجاز ترمتی
اجل کا آپڑا جسوقت شہباز | نہ نکلی کچھ بھی آواز ترمتی
اوڑا جب طائرِ جان ہمصفیرو | پڑا سب رہگیا ساز ترمتی
پئے تاریخ رعنا خود اجل نے | صدا دی ہجو پرواز ترمتی
۱۲۸۰ھ

تاریخ باغ میرزا صاحب در اجمیر

از کوہ و سواد آب آنا ساگر | آمد چو ہوائے سرد و چون تیر از توس

انداخته طرح باغ آن نیک نهاد | رعنا پی سال گفت ظل فردوس
۱۲۸۰ھ

معجز فکر که در ایام یورش فوج بطور تفاول گفته آخر کار حسب تاریخ مسخر شد

دل عساکر سر کار شادمان گردد | دمیکه از ظفر کوه صولت گردد سیر
سته کوه گشت مسخر بپای فال ظفر | ز فکر سالم رعنا ستهانه صولت نصیر
۱۲۸۰ھ

فقره تاریخ مسجد + فاخلع نعلیک انک بواد المقدس
۱۲۸۰ھ

تاریخ مسجد حاجی محمد خان

بهنام شده آنکه باسم اعظم | نامیکه ملک نام خدا خواند درود
تاریخ بنای مسجدش هاتف غیب | تیار شده گفت خدا خانه بزود
۱۲۸۰ھ

تاریخ فوت خود قبل از مرگ باتباع موتوا قبل ان تموتوا

کے از غم دنیا رسدم بر دل داغ | نرمیدارم ز نکبت خلد دماغ
میبرد اگر امسال نصیب اعدا | دارد رعنا ز سال تاریخ فراغ
۱۲۸۱ھ

تاریخ فوت خود مثل قبل از مرگ واویلا

سوائے ذات یزدان کسکو بقا ہے | نہین کافر کو بھی مرنے سے انکار
پھر اسپر موت سے غفلت عجب ہے | کریگا ایک دن یہ خواب بیدار
کرا سکی فکر گر ہے عاقبت مین | نہو مرنے سے غافل گر ہے ہشیار
خیال و خواب ہے یہ عمر دو روزہ | قضا آنی ہے اک دن آخر کار
یہ پیش از مرگ واویلا نہین ہے | اجل کو مین نہین بھولا ہون زنہار
ہزار و دو صد و ہشتاد و یک مین | قضا آجاے گر میری قضا کار

تو فکرِ سال فرماہیں نہ شاعر — مجھے ہے بارِ احسان سے بہت عار
بشارت مجکو دیتا ہے یہ ہاتف — نہ ڈر ناکام ہے گو تو گنہگار
نصیبِ دشمنان امسال رعنا — مواتوق کو ہے بخشش سے اقرار
عیاں ہے نام سے نامِ خدا فال — کہ وہ غفار ہے غفار غفار

۱۲۸۱ھ

تاریخ وفات ناظر وحید الدین

ناظر نے افسوس قضا کی — سب کی شکستہ کیون نہو خاطر
رعنا نے تاریخ رقم کی — آہ وحید الدین ناظر

۱۲۸۰ھ

نام تاریخی فرزند عبد العلیخان

سپہ در خانۂ عبد العلیخان — عنایت کرد چون خلاقِ سبحان
برائے نام تاریخیش ہاتف — ز رعنا گفت تمکین علیخان

۱۲۸۱ھ

تاریخ غسل صحت نواب عبد المجید خان

آنکہ او نام خدا ہست مجید — گشت بیمار نصیب اعدا
یافت صحت چو ز لطفِ شافی — فارغ آمد بزبان سال شفا

۱۲۸۱ھ

دیگر

مدرسہ در اٹاوہ شد تعمیر — در زمانِ سعید مرشد روم
گفت سالِ مسیح او رعنا — خانۂ فیض اہل فن وعلوم

۱۲۸۲ھ

تاریخ فوت سیٹھ سجان مل اجمیری

ہمسر نہیں جسکا ہند میں کوئی آج — تھا سیٹھ سجان مل وہ ساہو رزدار

اجمیر شریف مین جو کی تپ سی قضا | تاریخ جب ہی نام خدا ہے غفار
۱۲۸۱ھ

ایضاً

تھا سیٹھ سجان مل جو زر دار | ہے سالِ وفات اوسکا شاہد
بیشک نکل آئی عیسوی سال | مفرد جو لکھون حروف واحد
۱۰۶۴ھ

پیش از مرگ واویلا یعنے تاریخ فوت خود نصیب اعدا

موت ہر سال و مہ و ساعت و روز | گھات مین رہتی ہے سب کے بخدا
صورتِ سایہ قضا میرے ساتھ | دشمنِ جان ہے نصیب اعدا
جی کسی بات مین کسطرح لگے | کب بھروسا ہے یہان جینے کا
زندہ درگور ہین گو جیتے ہین | سامنا موت کا ہے صبح و مسا
نوح اور خضر کی ہر چند ہو عمر | عاقبت ایک دن آنی ہے قضا
بھولتا مین نہین مرنا ہر گز | یاد رہتا ہے مجھے روز جزا
دیکھتا ہون جو دو حرف سر اسم | نام مین مر نہے تو جینا کسکا
پھر مجھے موت کا ڈر کیا یعنے | شوق سے آئے جو آتی ہے قضا
مین تو مرتا ہون قضا سے پہلی | پیش از مرگ نہین واویلا
ہے رضا محکوم قضا پر الحق | پر گناہون کا ذرا ہے کھٹکا
جسم کہتا ہے نہ اب خاک اڑا | روح کہتی ہے کہ چل سوے بقا
نفس اور روح مین ہر دم ہے جنگ | دشمنِ جان ہے ادھر حرص و ہوا
ہے عجب چپقلش اس جنبی مین | ایک جان لاکھ عدو سو ایذا
خانۂ جسم ہوا دار الحرب | ہجرت اب تن سے روانکو ہی روا
اتفاقات سے شاید مہ سال | اسن کش کش مین جو آجاے قضا
سال تاریخ تفاؤل ہے یہ نیک | جیت ہے گو نرہون مین جیتا

آیهٔ فتح یه پائی تاریخ | فتح مردان علیخان رعنا ۱۸۶۵ م

تاریخ بناے مسجد

مسجدے ساخت چون بگرد یانه | خانِ اقتدر دیا محب خدا
سالِ تاریخ او چو رعنا خواست | گفت دل خانهٔ خدا زیبا ۱۲۸۱ھ

نصیب اعدا پیشگی تاریخ فوت رعنا

چه گویم همنشین احوال دلشب | عجائب داستانی هست از جان
نجلوتگاه انور صورت طور | نشستم محو یاد رب سبحان
شده چون حامل بار امانت | چه باشی بوالعجب از فخر انسان
ملک چون از در آمد در حضورم | تو گوئی از برائے کسب عرفان
سوال مرگ خود کردم درین سال | که هست الف و دو صد هشتاد و دو اثنان ۱۲۸۲
بعرض آورد عزرائیل باسن | ندارد علم مرگت غیر یزدان
کنی هجرت چو در اسال هجری | ازین عالم سوے گور غریبان
برائے سالِ تاریخت دم نزع | بگویم گورِ مردان علیخان ۱۲۸۲ھ

تاریخ فوت سید باقر علی

حیف جوان مرگے آن نوجوان | سید دیندار و سخی و ولی
مردِ خداداں و بحق آشنا | محرم اسرار خفی و جلی
صورت یوسف چو بنی حسن خلق | علم چو حیدر بخرد بوعلی
سالِ قضا گفت زر رعنا ملک | سوے جنان رفت چو باقر علی ۱۲۸۲ھ

ایضاً

گر بخواهی سالِ فوت سید باقر علی | سیزده با چار صد اعداے آنرا بر شمار

سه بچار و ده بهفت و چار در سه ضرب کن | یکهزار و دو صد و هشتاد و دو شد آشکار ۱۲۸۲ھ

تاریخ مسند نشینی نواب حاجی کلب علیخان بهادر والی دار السرور رام پور

خدیو عالم و عالم پناهے | جنابِ حضرتِ کلبِ علیخان
ندیده اینچنین نوابِ عادل | فلک با چشم ماه و مهر حیران
ثباتِ عالم تکوین ازان ست | جهان باشد اگر تن او بود جان
ببین بالاے چرخ از بهر عدلش | مجسم عدل گشته برجِ میزان
قضاے مبرم امر و نهی او هست | شد از روزِ ازل قدسی بفرمان
ز رعبِ او زنم گر حرف اینک | معانی گردد از الفاظ پنهان
ز جوهر خنجر و خنجر ز جوهر | جدا گردد چو جان از تن تن از جان
بعقلش چون نخوانم عقل اول | ارسطو پیش او طفلِ دبستان
ندیدم در جهان شش شهی را | بعدل و داد و خلق و لطف و احسان
بصورت یوسف و حیدر بصولت | بسیرت خضر و در شاهی سلیمان
جهان و هر چه باشد در جهان خوب | چو ظلش باد دائم زیرِ فرمان
بآغوشش عروسِ هفت کشور | بود چون جان به تن در دل چو ایمان
همایِ دولتش باد امسخر | چو مرغ جان به دامِ زلفِ خوبان
بود دائم ملکِ رام پور رام | بحکمش تا ولایت باد افغان
به تکسیر آمد امرا ز رام زین رو | اولوالامر آمد او از حکمِ یزدان
به عمرِ خضر باد اتا جهان ست | جهان زیرِ نگینش چون سلیمان
چو اکبر صلح کل نواب آمد | مسلمان رام و هندو پیش مسلمان
نبی حامی علی هم یار و یاور | خدایش حافظ و ناصر نگهبان
بود مدّاح او جبریل امین | نه تنها بلکه مروان علیخان

بپے سالِ جلوسش گفت رعنا | پس شبامی دمیدہ صبح خندان
۱۲۸۱ھ

تاریخ مطبع کانپور

نوبہارِ مطبع تازہ عجب لائی ہے رنگ | نکہت گل سے معطر ہے دماغ کانپور
گوشِ گل مین مژدۂ تاریخ تو پہونچا دیا | قاصدِ بادِ بہاری نے کہ باغ کانپور
۱۲۸۲ھ

تاریخ فوت نامی سردار مہتاب سنگہ مجیٹہ

کرد مہتاب سنگہ چون رحلت | بود خوش خلق و نامور سردار
سالِ فوتش ز فرطِ درد و الم | گفت رعنا جدائے غمخوار
۱۸۶۵ء

تاریخ فوت میر ناصر احمد بین کار لاثانی

سیدی کو بہ تارِ بین و ستار | گوہرِ نغمہ را بیک جا سفت
در جہان مثلِ ناصر احمد کس | مرد کامل نہ بین کار شنفت
حیف در بزمِ شہر خاموشان | از اجل ہیچو بختِ نغمہ بخفت
رفتش گشت در کپور تھلہ | گویا کنز نغمہ گشت نہفت
وی مغنی چرخ از رعنا | واقف نغمہ سال فوتش گفت
۱۲۸۲ھ

تاریخ یافتن خلعت مسند نشینی نواب کلب علیخان بہادر حاجی الحرمین والی رامپور

مبارک ساعت و روز و مہ و سال | کہ در وے شد مخلع شاہِ افغان
ندیدم مثلِ او شاہے بعالم | بعدل و داد و جود و لطف و احسان
بملکِ رامپور چون حکمران شد | بالف دو صد و ہشتاد و اثنان
نوید جشنِ عام اور سید ہ | بشاہنشاہِ ہند و انگلستان
خطاب و خلعتش امداد فرمود | بصد اعزاز و با صد ساز و سامان

بروز جشن دربار و دربار — چه پرسی همنشین از ساز و سامان
کمر بسته برای خدمت او — هزاران قیصر و خاقان و فغفور
بجاه آمد چو جم در صدر بنشست — نثار گوهر و زر شد چو باران
مربع بر سر مسند نشسته — چنان نواب نمن کلب علیخان
برآید شاه خاور چون ز مشرق — درآید بدر یا در برج سرطان
مسیحا بر فلک شد مسند آرا — منور طور شد با نور یزدان
بملک دل چو حسن یار جا کرد — درآمد بر سریر یا سلیمان
برآمد لعل احمر یا ز معدن — درآمد یا بجسم مملکت جان
سریرش خاتمست و از نگین ست — بود خلعت چو خاتم او سلیمان
نیامے راست بر شمشیر کردند — کہ پیچید ند لف بر خط جانان
تو گوئی قبلۂ دین جامہ پوشید — غلافے یا مگر پوشید قرآن
درآمد یا بقالب جان شیرین — کہ جسمے ہست گو آمد پے جان
تامل کرد چون در سال خلعت — نظام الدولہ مردان علیخان
ز رعنا ہاتف غیبی چنین گفت — بگو نواب تن کلب علیخان

۱۲۸۲ھ

تاریخ فوت فتح محمد خان حکیم پٹیالہ

اگر نامست تاریخی کز اعداد جمل رعنا — برآمد سال تولیدش ہزار و دو صد و سی یک
ہزار و دو صد و ہشتاد و سہ سال وفات آمد — ازین ایام عمرش ہم بود پنجاہ و دو بیشک
عدد را حاد بر گیر از حکیم و بین بطرز نو — باول نقل آخر ساز و ہم یک گر بود منفک
ہزار و دو صد و ہشتاد و سہ می ماند از ہجری — ز روی صنعت تکسیر برخوان سال فوت انیک

۱۲۸۳ھ

تاریخ اشرف الاخبار دہلی

مخزن سر بمہر شاہ زمانے — بیان اشرف الاخبار دہلی

شرف بر مسکن جبریل دارد | مکان اشرف الاخبار دہلی
بود با مشتری چون ماہ آمین | قران اشرف الاخبار دہلی
ز رعنا گفت ہاتف بہر سالش | نشان اشرف الاخبار دہلی
۱۲۹۶ھ

تاریخ سبیل آغا حسن جان

ساختہ نذر امام شہدا | سال بخشیدن آب از دریا
۱۲۸۳ھ

دیگر

چو رعنا نیاز حسینی شنفتہ | بگفتا ز آغا حسن جان سبیل
۱۲۸۳ھ

تاریخ فوت گنیش پرشاد مدرس چنار گڈہ

مدرس کہ پیش امین طفل مکتب | جہان را بعلم و ادب بود استاد
حضور سکندر شدہ چون ارسطو | ہر آنکس کہ زو کرد علم و ہنر یاد
پئے درس قدسی رحیل ارم گشت | شد استاد کرو بی گنیش پرشاد
حسابی ز تاریخ چون خواند رعنا | ہزار و دو صد گشت و دو سال و ہشتاد
۱۲۸۱ھ

تاریخ ابجد خوانی صبیئہ نواب صاحب سورت

پئے مریم عصر نواب سورت | عجب ساخت نام خدا بخش مکتب
دلم خواست چون سال تاریخ ابجد | ز قرآن چہ خوش خواند جبریل فارغب
۱۲۸۳ھ

دیگر

پیدا شدہ در خانۂ نواب پسر | در جاہ سلیمان بجشم اسکندر
کردم چو سوال سال میلاد او | ملہم ز رشاد کرد یک بخت جگر
۱۲۸۳ھ

دیگر

نواب غلام سید بابا خان را
کو بود ز خاندان خود گوی شرف

خالق چو نمود پروریدن ارعطا
شارع فرمود سال با شرع خلف

۱۲۹۳ھ

دیگر

به نواب صاحب خدا داد آمین
پسر تا ابد پاک گوهر مبارک

بخود فر سیکے آمده سال عیسے
خوش اقبال فرزند اکبر مبارک

۱۸۶۶ء

دیگر

نور چشم حضرت نواب سورت ای کریم
نام آور هو کریم النفس هو دیندار هو

سال تاریخ ولادت مین جبکی رعنای فکر
خوب هاتف نے کہا نواب برخوردار هو

۱۲۹۳ھ

دیگر تعمیر مکان

مکانے ساخته نواب سورت
ندارد مثل خود در هند و ایران

پئے سال بنا لیش از سر اوج
شده تاریخ سنگی قصر خاقان

۱۲۹۳ھ

دیگر

در بلد آن خوش سورت نواب فلک پایه
قصرے چو آفرهو د آن ثانی اسکندر

نامش چو اسد منزل اندیم ازین سالش
از ملهم غیب آمد بیت الشرف نیر

۱۲۹۳ھ

دیگر

نواب غلام سید بابا خان نے
عشرت مین بنایا جو مکان بے تمثال

اہل تنجیم سے جو پوچھی تاریخ | بیت الشریف مہر سے فرمایا سال

تاریخ ولادت ولیعہد بہادر حضرت عالیمقام نواب نظام دکن مدظلہ العالی ۱۲۸۳ھ

افضل الدولہ میر آصف جاہ | صاحب ملک و چتر و افسر و تخت
داد خلاق چونکہ فرزندش | گفت رعنا ملک سلیمان بخت

۱۲۸۳ھ

تاریخ تشریف خلعت

بہنام محبوب خدا صلوا علیہ و آلہ | چون یافت خلعت پرضیا کشف الدجی بجمالہ
گفتہ فلک روحی فداحسنت جمیع خصالہ | تاریخ بازہ تعمیہ بلغ العلی بکمالہ

۱۲۸۳ھ

تہنیت کامیابی دیانت الدولہ بحضور شاہ اودھ

یار دیکھے سب اپنے مطلب کے | باوفا ایک بھی نہ یار ملا
مے الفت کا ہو کے متوالا | اپنے مطلب کا ہوشیار ملا
ساری ترکی تمام ہوتی ہے | جب کوئی اونکو شہسوار ملا
دلربا ؤن کو دل دیا لیکن | جسکو دیکھا ستم شعار ملا
ہم موافق ہون وہ منافق ہون | اونسے یارب نہ زینہار ملا
زلف سے ہو گئی جو خاطر جمع | دست شانہ سے انتشار ملا
پیچ مین لایا پالا ہاتھون کا | جو ملا آستین کا مار ملا
غنچہ گل عندلیب کو گلچین | جو ملا وہ گلے کا ہار ملا
کارخانہ ڈبو دیا جسکو | کارپرداز نابکار ملا
مجھسے لاکھون ملے زمانے مین | مین ہزارون سے گو ہزار ملا
مہربان پر نہ کوئی ہاتھ آیا | ہان مگر اک وفا شعار ملا
یعنے حاجی دیانت الدولہ | جسکو آقائے نامدار ملا

شہر دیکھے ہزار ہا لیکن ۔۔۔ ایک ایسا دشہر یار ملا
فخر سے کیوں نہ ہو وہ سر بفلک ۔۔۔ کج کلہ شاہِ تاجدار ملا
ملکِ سلطان کا ای ہنرمندِ عقل ۔۔۔ کچھ نہ پایان و نہ شمار ملا
گلۂ خضر یار سا ہو سے بخت ۔۔۔ یوسفِ مصر کو دیار ملا
دولت و جاہ و منصب و اکرام ۔۔۔ جو کہو اونکو بے شمار ملا
وصل کا لطف ہو گیا دونا ۔۔۔ یار جب بعد انتظار ملا
فاختہ کو بہار میں جس رنگ ۔۔۔ سایۂ سرو و جوئبار ملا
کیوں نہ جسمِ جہان میں جان آئے ۔۔۔ جانِ عالم کو جانثار ملا
دوستان شاد و دشمنان پامال ۔۔۔ شہ سے فرمایا جب کہ بار ملا
نہ فقط یار ہی ملا اونکو ۔۔۔ لطف شاہی سے کاروبار ملا
سالِ تاریخ پوچھا رعنا سے ۔۔۔ بولا ملہم کہ اختیار ملا ۱۲۸۳ھ

تاریخ تعمیر مکان وچاہ ومسجد

دہر یادے شیخ بہاء الدین بین ۔۔۔ در عین کرم چو خضر آمد مشہور
چاہے چو بنا کرد بسمت گفتم ۔۔۔ چوئے شیرین ز آب در خطۂ شور ۱۲۸۳ھ

دیگر

بہاء الدین بنا فرمود چاہے ۔۔۔ کہ مشہور آمد از مہ تا بماہی
برائے یادگارش گفت ملہم ۔۔۔ ز رعنا چشمۂ فیض الٰہی ۱۲۸۴ھ

دیگر

بہاء الدین وزیر ملک چو ناگڑھ شنیدستی ۔۔۔ کہ در آفاق ہست از فیض عامش نیک افسانہ
بسر رو یافت چون تعمیر عالی سال آں گفتم ۔۔۔ بہاؤ الدین بنا فرمود چاہ و مسجد و خانہ ۱۲۸۵ھ

تاریخ ولادت فرزند نواب محمد ابراهیم خان بسمت

به نواب کرآمد ثانی جم — به کرّ و فر ملک و دولت و مال
زمدت آرزوئے جانشین داشت — بدر آمد از حضور خالق امسال
عجب جشن شهانه داد ترتیب — نمود ایثار نقد و گوهر و مال
منور شد چو از سولو دعالم — نوشتم سال او مهر عوس اقبال

۱۲۸۵ھ

تاریخ شکارگاه شاه اوده در کلکته منزل لوئر سرکلر روڈ ۱۲۸۵ھ

تاریخ تعمیر مکان نذر محمد خان

چنان نذر محمد ساخت کاخے — که بالاتر ز عرش ست آستانه
پئے سال بنایش گفت رعنا — عجائب دلنشین دلچسپ خانه

۱۲۸۰ھ

تاریخ تولد فرزند دیگر مرزا حاجی محمد خان

بس کنون دارم نه تاب انتظار — ساقیا بر خیز و جام مے بیار
غنچه گل گشت و ثمر آورد نخل — در شگفت آمد دلم زین نو بهار
همصفیران نطق سنج و من خموش — شاعران را این نمیباشد شعار
میرزا حاجی محمد خان جوان — کو ندارد مثل خود در روزگار
وصف او اظهر من الشمس ست و بس — در شمار آید نه تار و نه شمار
داد او یک فرزند دیگر خالقش — چون نسازم وصف و شکر کردگار
چون سر تاریخ در سر داشتم — ها تفے گفته جوانے نکتیار

۱۲۸۳ھ

تاریخ وفات زوجه میرامان علی

زدم غوطه چو ان بادیاسے خواب — عجب رشته فکر گوهر بسفت

تو گوئی کہ رویاے صادق بدہ
کہ شد کشف رازے کہ بود در نہفت

بہارے جہان دیدم از چشم جان
ز گلگشت او ماندم اندر شگفت

بیاراست رضوان بہشت برین
رہش حور از زلف مشکین برفت

چو پرسیدم از شست و شوئے ارم
ز خوا چنین گوش جانم شنفت

رسید آن عفیفہ بخلد برین
کہ با او امان علی بود جفت

جنان یافتہ داد چون نقد جان
بجان ہم گرانرد بہشت ست منت

چو شد سوئے خلدش آرامگہ
خرد گفت تاریخ بلقیس خفت

۱۲۸۲ھ

تاریخ ولادت پسر مولوی صاحب در کلکتہ

مولوی صاحب کو خالق نے دیا
بعد مدت جاگتا جیتا پسر

ملہم غیبی نے رعنا بہر سال
یوں کہا پیدا ہوا لخت جگر

۱۲۸۲ھ

تاریخ تولد دختر بلند اختر ولیعہد ہند و انگلینڈ

ولیعہد بہادر کو خدا نے
عنایت کی جو مس بہتر سے بہتر

کمار عنا نے فرط خوشی سے
پئے سال ولادت نیک دختر

۱۲۸۴ھ

دیگر

گئے جب لکھنؤ سے سوے الور
وہ کسبی خانگی تھیں جو کہ چالاک

پئے اخراج اخوان الشیاطین
کہا یوں اکنت خس کم جہان پاک

۱۲۸۲ھ

تواریخ شہادت نواب حاجی محمد خان مرحوم

سال فوت و شہادت نواب
بہر تاریخ ہست گر در کار

ہیر رعنا شہید قوم و جہان
اشک را چند بار کن تکرار

۱۲۸۴ھ

دیگر

نواب چو شد شهید اکبر — از خونش مپرس آه چون ریخت
اکبر زد تیغ و با سر او — هاتف پی سال گفت خون ریخت
۱۲۸۶ھ

دیگر

شد ز اکبر شهید چون نواب — گشت خلد برین بر او جای
ملهم غیب سال هجری را — گفت گشته شهید اکبر وای
۱۲۸۴ھ

دیگر

نواب را چو تیغ زد اکبر بعین خواب — روحش بفرط شوق بسوی جنان گریخت
ماند ز جسم چو قالب بیجان من تهی — فرمود سال فوت سروشی که جان گریخت
۱۲۸۴ھ

دیگر

ز نام میرزا حاجی محمد خان پی سالش — چو از اعداد مفرد زا و حا و خا الف جستم
ز بحر طبع رعنا گوهر سال مسیحائی — برآمد باز چون نظم ثریا فلک سفتم
۱۲۸۴ھ

دیگر

محمد خان چو بر دل خورد شمشیر — بدل آمد سر تاریخ مطلق
ز غیب الهام شد در قلب رعنا — بیان واقعی شمشیر دل شق
۱۲۸۴ھ

دیگر تاریخ نادر

نواب مرزا حاجی محمد خان بهادر

تاریخ ولادت کنور بلور مہاراجہ کپورتھلہ

کہ ما نشنگہ اہلوالہ	کہ بہ پنجاب آمدہ سردار
پسر بش داد چون خدائے کریم	سالش آمد جمال برخوردار ۱۲۸۶ھ

ایضاً بلبند اختر ۱۲۸۶ھ

دیگر

در دو صد و یکہزار و ہشتاد و سہ سال	عید اضحے بہ آمد از جشن جسم
رعنا پئے عید گفت تاریخ سعید	عید نواب خسرو آرا بیگم ۱۲۸۳ھ

نام تاریخی کتاب علم مسمر بزم تصنیف خود سیر غائت ۱۲۸۳ھ

اعجاز فکر یعنی تاریخ سالگرہ سری حضور مہاراجہ بخت سنگہ بہادر والی مملکت مارواڑ

بر چہل ہشت سال نو چو فزود	خرمی در دل حضور آمد
شاہ آراست بزم سالگرہ	جشن جمشید در ظہور آمد
مطرب و چنگ و بادۂ گلرنگ	ساقی و ساغر بلور آمد
نہ فقط بہر نغمہ لوئے چرخ	از ارم گرم رقص حور آمد
شاد مانی چو گشت عالمگیر	عالمے نیز در سرور آمد
عجمت چیست بیخے از مدّاح	کز او دہ تا بہ جودہ پور آمد
نہ پئے اقتباس مثل کلیم	بہر معراج بل بہ طور آمد
خواست رعنا چو سال سالگرہ	بے تامل سری حضور آمد ۱۲۸۳ھ

تاریخ عطای مهر دیوانی

سید زاحاجی محمد خان
کوست در عهد خویش لاثانی

جان اسلام گفتنش زیباست
پیر او هست پیر جیلانی

در شجاعت بعهد خود رستم
در سخاهست حاتم ثانی

هست در مازوار نوشروان
گشت بنیاد عدل را بانی

چون وزارت بر او مسلم شد
داد مهراج مهر دیوانی

گفت مهر نبوتش رعنا
هست همنام نام سیدانی

پیش او مهر صد هزار بود
صورت آیه های قرآنی

اسم اعظم یک ست ولیکن ایم
یک بود خاتم سلیمانی

۱۲۸۴ھ

تاریخ خطاب نوابی حاجی محمد خان به بیان صورت حال واقعی

سروشی زخواب چو بیدار کرد
بشارت مرا کرد مسرور و شاد

مخاطب به نواب شد میرزا
که در عهد او عام شد عدل و داد

بجود و سخا حاتم دور خرد
بپای عقل کل آمده اوستاد

ببیند از اول سر اهل کین
بگو بخت نواب بیدار باد

دیگر

چون مخاطب شده به نوابی
کوست همنام صاحب اسری

شب معراج بود یا شب قدر
یا شب وصل هست جلوه نما

در شکر خواب بود او لیکن
بخت بیدار بد ز لطف خدا

بر در دولتش رسید اقبال
گفت ملهم که شاه خواند ترا

پیش سلطان رسید چون دستور
شاه بخشید خلعت زیبا

نقطه

نه فقط خاتم سلیمان داد | بل خطابے عظیم کرد عطا
گفت نواب محی دولہم | خواند سلطان معین ملک ورا
شور تحسین بپا شد از ہر سو | از سمک تا سمار سید ندا
نقد انجم نثار کرد فلک | زر گل در چمن فشاند صبا
بہر ایثار زر بکف آمد | لعل از کان و گوہر از دریا
بہر سال خطاب دیوانی | نیز جاگیر و خاتمش رعنا
روے خود را کہ داده است نشان | دولت و فرح و راحت ست و غنا

۱۲۰۰

ایضاً تاریخ خطاب

صاحب اسٹار یعنے تخت سنگ | کوست در دریا دلی عین سحاب
آمده فرمانروائے جوده پور | ملک او بمجد و مالش بیحساب
بہر دستوری خود از ملک ہند | خان بہادر را چو فرمود انتخاب
خلعت و جاگیر و ہم دیوانیش | داد با مہر سلیمانی شتاب
محی دولہ ہم معین الملک شد | تختیا و رجنگ نوازش خطاب
جشن جم آراست نواب اینچنین | کاسمان گاہے ندیده ہم بخواب
شد مہاراجہ چو شاہ خاوری | جلوه گر در محفلش با آب و تاب
شاه مہمان میزبان دستور او | روز دعوت این ز خدمت کامیاب
تا دو ہفته مثل ماہ چارده | ماند در بیت الشرف آن ماہتاب
مرجع آفاق شد دربار عام | بہر تسلیم آمده ہر شیخ و شاب
گوہر و زر کرد ہر یک پیشکش | تو بلے گردون زده چنگ رباب
شور تحسین گشت از ہر سو بلند | ریختند از عطر و ہم رنگ و گلاب
سال رعنا زور قم نبے و عطف | گو قران آفتاب و ماہتاب

سنہ ۱۲۸۲ ہجری

تاریخ وفات سری مہاراجہ تخت سنگھ صاحب و تخت نشینی سری مہاراجہ جسونت سنگھ صاحب بہادر

رفت چون تخت سنگھ سوئے ارم — کو با وصاف بے مثال آمد
گشت جسونت سنگھ وارث تخت — با نے تخت و تاج سال آمد

قطعہ تاریخ فوت بنیاد علی

چو بنیاد علی سوئے ارم رفت — بنام نیک و عزو قدر و توقیر
برائے یادگار سال فوتش — ز رضوان گوش زد گشتہ غم میر

نام تاریخی کلیات

کلیات دیوان نواب نظام الدولہ بہادر

سکہ مارواڑ بنام مہاراجہ تخت سنگھ صاحب کہ بر زر و نقرہ کامل العیار بکمال قدر تا دو نیم سال بعہد دیوانی بندہ مسکوک ماندہ

زر و سیم را سکہ ز دتخت سنگ — بعہد کوئن شاہ ہند و فرنگ

ایضاً بنام مہاراجہ جسونت سنگھ صاحب بہادر

ز دبعہد کوئن چو سکہ ز بخت — گشت جسونت سنگھ وارث تخت

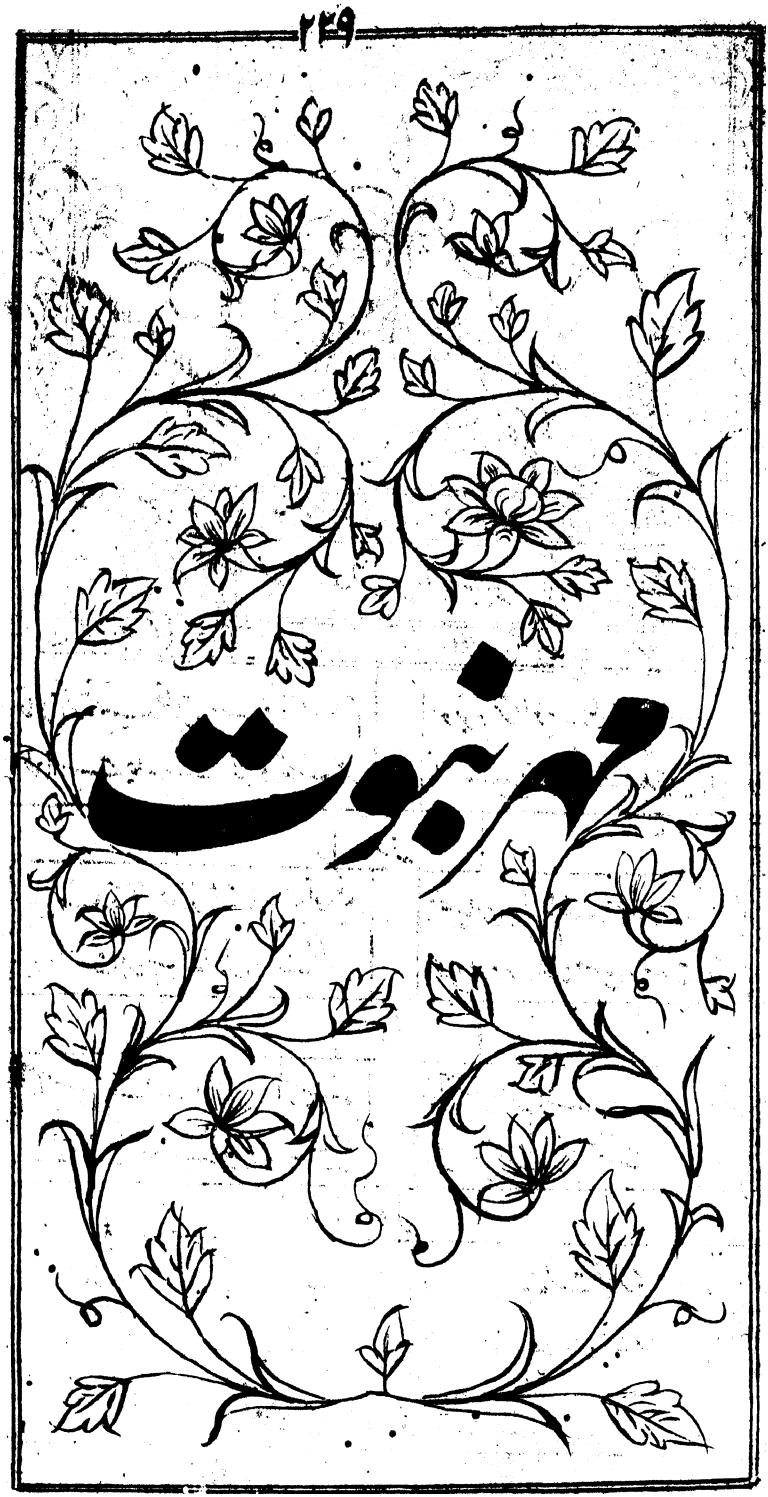
سجع

بنام فرزند علی — ہر سبط محمد ست فرزند علی
بنام حسین بخش — یارب مرا بحق نبی و حسین بخش
بنام نذر محمد — ہر شے کہ نگری ہمہ نذر محمد ست
بنام نذر محمد ولد محمد اعظم ولد کامل — رسم کامل شدہ از تند محمد اعظم

چیستان ریل

آن جانورے کہ محض ذبان پرست — در پرواز ش چو برق شتور و شرر ست
گر عکس دو حرف سر اسم گیرے — گیرم کہ ترا ز نام و وصفش خبر ست

تمام شد دیوان دوم


مہر نبوت



بسم اللہ الرحمن الرحیم

خالق کو تنہا خلق سب تھا معلوم — موجود تھا اوسکے علم مین ہر معدوم
اظہار سے عالم کے مگر تھی یہ غرض — تا سبکو خدا کے قدر مین ہون مفہوم

وله

ای بندۂ حق خدا کی قدرت تو دیکھ — عصیان پہ کرم فرط عنایت تو دیکھ
خود واقف جرم ہے ازل سے لیکن — محروم وہ رکھتا نہین رحمت تو دیکھ

وله

دیتا نہین مانگے سے بھی زنہار لیکن — خالی نہین پھیرتا ہے سائل کو کریم
نے مانگے وہ دے جو ہم انسا نہین ہوا — اللہ ری فرط رحمت عام رحیم

وله

اللہ کا وصف کر سکے کب انسان — اور لال ہے نعت احمدی مین بھی زبان
کس منہ سے کہے مناقب آل نبی — اصحاب کے اوصاف عیان را چہ بیان

در نعت سرور کائنات

آدم کا الف ہے سرِ اسم اللہ | اور میم محمد کا ہے آخر مین گواہ
مابین صفات و ذات ہی برزخ دال | یہ دال ہے دیوارِ مناصہ کی پناہ

ولہ

اللہ کا بندہ ہون محمد کا غلام | کو ہون شہ مردان علی کا ہمنام
ہون خاک گر خاکِ درِ پیغمبر | پستی مری ہے بر محل لشت از بام

ولہ

خورشید سے روشن ہے محمد کا نام | کل وحی و صحف مین پہلے پہونچا ہی پیام
ہے بیشہ مین صاف پیشگوئی موجود | باقی ہے نظام کسکو اب جاے کلام

ولہ

محمود محمد ہے تو بندہ ہے ایاز | ذرے کو ہے مہر بانی مہ پہ ناز
طاعت مین سمجھنا ہون اطاعت اوسکی | مین بندہ درگاہ ہون وہ بندہ نواز

ولہ

آدم خلق اللہ کی گر تحقیقات | صورت ہی محمد کی ہر اک شخص کی ذات
گر پہلو راست پر سمٹ کر لیٹے | رکھ کان پہ انگشت تب یہ معلوم ہو بات

ولہ

آدم مین جو تھا نور محمد موجود | اسوجہ سے قدسے ہوے امور سجود
باللہ کہ راز تھا نہان سب پہ نظام | در پردہ تھی نور حق مین شانِ معبود

خمسہ بر غزل قدسی

ظاہر آفاق پہ ہے آپ کی عالی نسبی | سرور کون و مکان ہاشمی و مطلبی
رب ہے مداح تو محمود و محمد ہی نبی | مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی +

شب معراج ملایک کو عش آتے تھے | ہر کے عالم ارواح مین بیخود آدم

کیا کہون خواب مین مجھپر بھی جو گذرا عالم — سن بیدل تجھے حال تو عجب حیرا م

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

اشرف الخلق ہے شاہ دوسرا تو بخدا — نسل آدم مین ہوا تجسا نہ ہوگا اصلا
نور حق سے تو ہوا تجھسے ہے عالم پیدا — نسبتے نیست بذات تو بنے آدم را

برتر از خالم و آدم تو چہ عالی نسبی

ہے ہر اک علم مین استاد ترا رب غفور — ہر نفس تجھے ہر ایک زبان پر ہے عبور
عربی کی ہوئی پر اسلیے تخصیص ضرور — ذات پاک تو درین ملک عرب کرد ظہور

زان سبب آمدہ قرآن بزبان عربی

گلشن ذات کی مانند صبا کی گلگشت — سمجھے کیا خاک خرد مور ہے یہ دائرہ گشت
فکرت و اوہام و خیالات کی کر کر طی دشت — شب معراج عروج تو ز افلاک گذشت

بمقامی کہ رسیدی نرسد ہیچ نبی

آپکا کوچہ ہے الحق رہ عرش اعظم — وحیہ کلمی بنی جبریل جب آئے شاہ امم
کس طرح ترک اوسیکا نہو پھر مجکو ہو غم — نسبت خود بسگت کردم و بس منفعلم

زانکہ نسبت بسگ کوی تو شد ادبی

جبکہ کوثر پہ کھڑے ہونگے وہ عالیدرجات — اپنیا جانینگے سب حشر سے پیاسی ہیہات
ہاتھ پھیلا کے یہ لاتینگے زبان پر یہ بات — ہا ہمہ تشنہ لبانیم تو می آب حیات

لطف فرما کہ ز حد میگذرد تشنہ لبے

راہ گم کردہ و ناکام و ملول و دلشد — آپکے پاس اب آیا ہون بہت ہون مفطر
چشم پوشی ہے فقط میری گنا ہونسے اگر — چشم رحمت بکشا سوی من انداز نظر

اے قریشی لقب و ہاشمی و مطلبی +

رحمت عالمیان تم جو ہوا ے بندہ نواز — شاہ سے تا بلد ہند سے تا ملک حجاز
ہاتہ سبکی طرف دامن دولت ہو دراز — بر در فیض تو استادہ بصد عجز و نیاز

رومی و ہندی و زنگی یمنی و عربی

مجکو معلوم ہین بنکی اعمال کی راہ ++ ہے گناہون سے مرا نامۂ اعمال سیاہ
شافع حشر ہے تو لطف کی لازم ہے نگاہ عاصیانیم نزا بیکی اعمال مخواہ ++

سوی ماروی شفاعت بکن از بے سببی

تو وہ عیسی ہی کہ کھودی ابھی امراض دلی خاک در خاک شفا بڑھ کر ہے اکسیر سے بھی
لطف تیرا ہو پھر درد کی ایذا کیسی سیدی انت حبیبی و طبیبی قلبی

آمدہ سوی تو قدسی پی درمان طلبی

دیگر

ایضاً بر قصیدۂ مقبول شہیدی

الف اللہ کا نام خدا مبدا ہے ابجد کا ہوئی وحدت سے کثرت جز وہی لام شہد کا
الف اور مد مین ہونا جلوہ گر جامۂ مجرد کا رقم پیدا کیا کیا طرفہ بسم اللہ کی مد کا

سر دیوان لکھا ہی مین ذ مطلع نعت احمد کا

دلیل روز روشن جسطرح ہو صبح کا تارا ظہور صبح صادق ہے ہو نور انجم کا پایا پھیکا
ہوا کون و مکان مین جلوہ نور نبی ایسا طلوع روشنی جیسے نشان ہو شہ کی آمد کا

ظہور حق کی حجت ہی جہان مین نور احمد کا

مدینہ علم کا ہون حق یحانبے سچ فرمایا زبان ام الکتاب اور لوح محفوظ اونکی تھی گویا
الم نشرح اوسیکی شان مین فرقانمین ہے آیا دبستان ازل مین وہ معلم عقل کل کا تھا

نہ تھا نام و نشان جب روز اس نوح زبرجد کا

خدا وصاف ہے صل علی طہ و یسین مین کہا لولاک شان حضرت ختم النبیین مین
جہان کیونکر سماتا آپ کی خشیم جہان مین ہے چمن پیرای کن فراش جنکی بزم رنگین مین

بہار آفرینش ایک بوٹہ اونکی مسند کا

ثریا ماہ و خور ہین بارگاہ شہ کی قندیلین زمین کو گاؤ تکیہ آسمان کو ساتیان باندھین
سپہر اطلسی کو اوسکے بیجوبہ سے نسبت ہے چمن پیرای کن فراش جنکی بزم رنگین مین

بہار آفرینش ایک بوٹہ اونکی سند کا

کری کعبہ مین سر کے بل منات و لات اور عزا — ہوا اک تہلکہ بنیاد کفر و شرک مین برپا
عرب سے تا عجم بس رفتہ رفتہ یہ ہوا افشا — عجم مین زلزلہ نوشیروان کے قصر مین آیا

عرب مین شور اوٹھا جسوقت اونکی آمد آمد کا

جناب رحمت عالم کو حق نے وہ دیے رتبے — جو ہی فخر امم امت تو فخر انبیا وہ تھے
سلف کو ناز تھا اونپر نبی کی شان کی صدقے — شرف حاصل ہوا آدم اور ابراہیم کو اونسے

نتھا فخر عالم فخر تھا اپنے اب و جد کا

وہ محبوب خدا سبطین محبوب اونکی تھی گویا — کری تا پردہ پردہ مین رسوخ الود سے پیدا
انہین کے مرتبے سے تھا سراپا مرتبہ اونکا — شب و روز اونکی صاحبزادونکا گہوارہ جنبان تھا

عجب ڈھب یاد تھا روح الامین کو بھی خوشامد کا

مقابل اوسکی جب خورشید کو ذرہ کی نسبت ہو — تو کیونکر پرتو خورشید پھر کافور ہو یارو
دلیل رحمۃ للعالمینی اسکو تم سمجھو — وہ اس عالم مین رونق بخش تھا حورونکی تسکین کو

گیا جنت مین طوبی بنکی سایہ اوس سہی قد کا

نظر کیا جب خیال و برق تک ہو عام یہ رتبا — تو آمد شد نہ پوچھو نور حق کا تھا وہ اک جلوا
یہ رمز قاب قوسین اور ادنی سے ہوا پیدا — شب معراج چڑھکر عرش پر دم مین اوتر آیا

بیان اوس تلزم معنی کی ہو کیا جذر اور مد کا

محبوب شکر یہ ہی لامکان سے وہ نہین گذرا — صفات و ذات مین بالا رہا اور نہ فرق اصلا
محبت خضر دریا دل کو تھی امت سے موج آسا — شب معراج چڑھکر عرش پر دم مین اوتر آیا

بیان اوس تلزم معنی کی ہو کیا جذر اور مد کا

عجب آب روان کی معجزی حضرت نے دکھلائی — سفر حشر مین بھی ساقی کوثر وہی ہونگے
پے امت اونہین کا بسط دریا دل سے پیدا ہے — روان تسنیم و کوثر ایک قطرہ آب سے جسکے

کرون کیا وصف اوس دُر یتیم بحر و مد کا

وہ کھولے عالم ارواح تک عقدے نہ کیون یارو — جسے علم لدنی غیب کے عالم نے بخشا ہو

وصی تک جنکی ہون مشکلکشا اونکو نہ کم سمجھو
کشادہ عقدہ باطن مین کافی نام حق اونکو
کھلا کرتا ہی بن کنجی ہمیشہ قفل ابجد کا

وہ امی تھے مگر نام خدا ہی تھا سبق اونکو
مثال آینہ روشن تھی سب خوبی وہ طبق اونکو
کرو انصاف حل و عقد مین کیون ہو فلق اونکو
کشادہ عقدہ باطن مین کافی نام حق اونکو
کھلا کرتا ہے بن کنجی ہمیشہ قفل ابجد کا

فروغ ذات تھا کیا خلقت اول وجود اونکا
غرض تھا مظہر کل باعث ایجاد وہ گویا
بقای ذات سی ہی آپ کی کل کے لقا حاشا
وفات ظاہری سی جو ہر جان مین نہ فرق آیا
وہ جسم پاک گو محسود تھا روح مجرد کا

بعینہ ہے سلامت جسم اطہر پہلے تھا جیسے
مکان بدلے تو بدلے پر مکین کیونکر بدل جائے
حلف سے تیسون سیپارون کے کہتا ہون جو تو سمجھو
نہ کم قدر اوسکی شیرازہ بکھر جاوی سی ارکان کی
نہ افزون رتبہ قرآن مجرا سے مجلد کا

پر جبریل جلجائین جو سبقت کی تمنا ہو
یہ آدم کے نہین جنبت جو کچہ شیطانکو یارا ہو
بلائین بیچ مین پڑجای سر ٹکرای سو دا ہو
گر افعی سنکے جاسنکے اودہر شیطان اندھا ہو
ملا ہی قصر اخضر روح کو اوسکی زمرد کا

وہ جیتے جی خدا سی اور خدائی سی رہا شامل
قیامت مین بھی ہوگا ہر دو جانب مقتدا شامل
یونہین وہ عالم برزخ مین بھی ہی باخدا شامل
اودہر الدسے واصل ادھر مخلوق کا شامل
خواص اوس برزخ کبری مین تھا حرف مشدد کا

بہت آئینو مین گر پرتو شمع ایک جگمگ الو
توسارے آئنو مین جا بجا وہ عکس پیدا ہو
یونہین وہ مظہر ذات و صفات حق ہوتی تو
گذر وحدت سی کثرت مین نہوتا ذات مطلق کو
نہ بنتا حصر کرکے نقش احد پر میم احمد کا

دم عیسی کوئی بھرتا ہی کوئی خضر کا دلبر
نصیری کیطرح بندہ علی کا ہی کوئی دیکھو
نہ بھای فخر ہے فخر رسل کا جن کو
بھروسا ہے کسیکو اک حصار عافیت کا ہو
مجھے نازش ہے کا ہے دولت فرخین کو سدا کا

ہو اشتیاق القمر سی ماہ کامل اور بھی رخشان
بڑھا رجعت سی خورکا مرتبہ پھر کیوں نہ ہو نازان

یہ انجم مہربانی کی نظر سی ہین تری تاباں
تری پابوس سے ہفتم فلک ہے منزل کیوان

ترے سجدے سے ہشتم آسمان پر فرق فرقد کا

خداوندا نعم آپ اور رب منعم ہمارا ہو
طلب نعمت کی پھر کفران نعمت ہی جو سمجھو

اجابت اور رحمت وقت دعوت ہین تری ہمرہ
خدا ہی مانگ کیا کیا نعمتین دیتا ہے بندونکو

ترا وسط دعا ضامن ہی جب سے کل کی مقصد کا

شفاعت سے ترے آئینگے مسلمان بزم جنت مین
بنی سے کہ بہشتی ہونگے مہمان بزم جنت مین

رہینگے نام کو باقی نہ اراں بزم جنت مین
بنینگے جس گھڑی عشرت کی سامان بزم جنت مین

کھلے گا حال امت کو ترے انعام بیحد کا

بھلا زاہد گنہگارونکی کیا جانے حقیقت کو
گر سمجھین وہ عصیانمین شفاعت اور رحمت کو

نہین گر اب یقین تو دیکھ لینگے خود قیامت کو
لب گوہر فشان واہونگے جب عرض شفاعت کو

تماشا گاہ محشر مین بنینگے نیک منہ بد کا +

خدا نے شرط تھی روز الست اوسپر جو لکھوائے
رہی قالو بلی تا یاد تھی یہ علت غائی

یہان تو سنگ موسی بھی جہالت سی ہی بھیانی
رہا کعبہ مین تیرے روضہ کے اوپر نجا پائی

اسی اندوہ سے ہی رنگ تیرہ سنگ اسود کا

نظر آتا نہین خورشید کا شپر کی عادت مین
جہالت ڈالتی ہی کور باطن کو ضلالت مین

رہی بوجہل بھی اور بولہب دونو فسادت مین
عدو کو حشر تک انکار ہو تیری رسالت مین

محل باقی رہے اللہ کے قول موکد کا + +

قضای مبرم آکر صاف پھر جاتے جو تم چاہو
لب معشوق کیا گوشہ بناتے اپنے چلے کو

ذرا چٹکی سی بھی تیر قضا نکلے تو یہ سمجھو
نشانہ قادر انداز قدر کا دست و بازو ہو

تری خواہش کرے تیر قضا کو حکم گرد کا

جو لوای صاحب لولاک گرم ناز ابرو ہو
لب معشوق کیا تیر نگہ تیر ترازو ہو

خدا ناخواستہ گر دفعتاً غیظ رضا جو ہو
نشانہ قادر انداز قدر کا دست و بازو ہو

تری خواہش کرے تیر قضا کو حکم گر رد کا

شہہ لولاک تم ہی مظہر کل ہو بصد ایقان ۔ تمہی ہو باعث ایجاد و ختم رحمت یزدان
رہے دور تسلسل لاکھ ہو گردورۂ دوران ہوا تجسانہ ہو سکتا ہی میرا ہی یہی ایمان

نمانون مسئلہ ہرگز کسی زندیق و مرتد کا

نہ خالق نے کیا پیدا ترا ثانی شہہ ذیشان نہ منظور جناب کبریا تجسا نہی انسان
معاذ اللہ وحی آسمان لائین بصد برہان ہوا تجسانہ ہو سکتا ہی میرا ہی یہی ایمان

نہ مانون مسئلہ ہرگز کسی زندیق و مرتد کا

نئے جوہر دکھاتی ہی اردو مین صفت تیری تمام اب فارسی کی دیکھنا ہو جائیگی ترکی
یقیناً گھاٹ سی بھی اب تو جیونگی یہ گذرگی تری تعریف سی میری زبان مین آتی ہی تیکی

صفاہان تک مسخر ہوگا اس تیغ مہند کا

کیے اس دھوم سی رعنائی ہر ایک بند کی جسمے سلف کی شاعرونکی روح شاید خوف سے کانپے
ہوئی مقبول ہی امید مجکو حق کی جانب سے بھینگے مثل تقویم کہن دیوان ہر اردو کے

ہوا عالم مین شہرہ میرے اشعار مجدد کا

نہایت اشتیاق آستانہ دلپہ ہی غالب مری روح زوالان روضہ مین ہی اور ہند مین عالب
اشارہ ہو تو خضر راہ ہون ابن ابی طالب ہوئی ہی ہمت عالی مری معراج کی طالب

میسر ہو طواف اسی کاش مجکو تیری مرقد کا

مدینے کی چلونگا سر کے بھل و اللہ گلیون مین کبھی کھونگا سر پر زائرونکی لیکے تعلینین
کبھی ہلکون سی مین جھاڑونگا حرم کی در کی مخمل سی کبھی نزدیک جا کر آستانی پر ملون آنکھین

کبھی گردو رہگون مین کرون نظارہ گنبد کا

نہین حب الوطن اپنے کی رہنے سے ہم گذری تمہاری شوق مین ہم کیا کہین جو جو ستم گذرے
زیادہ گو نہین باقی بلا سی کم ہی کم گذرے فراغ دلسی گردان زندگی کا کوئی دم گذرے

حسد ہو خضر و عیسی کو مری عیش مخلد کا

نہ لون تخت سلیمان سلطنت دلپر کی بدلے کرونمین آستھون جنت عدن کے اک تیرے بدلے

مجھی سے ہے فخر فخر انبیا کی اس حضوری سے
فراغ دل ہی گر دان زندگی کا کوئی دم کر دے

حسد ہو خضر و عیسی کو مری عیش مخلد کا

مرے تعین مدینہ کی ہو خاک اکسیر اے مولے
حیات سرمدی ہے ہوں اگر در پر ترے کشتا

بلا سے بے نشان کا گور نہ بنواتے کوئی تر و ضا
مدینے کی زمین کی گور نہ لائق ہو مرا لاشا

کسی صحرا میں دانے طعمہ ہو نہیں دام اور دد کا

مجسم معصیت کتنی ہیں جسکو سودہ ہی عنا
کجا یہ روسیہ اور خاک پاک شیر و بطحا

زہے قسمت خدا دکھلائے گر وہ روضہ اقدس
مدینے کی زمین کی گور نہ لائق ہو مرا لاشا

کسی صحرا میں دانے طعمہ ہو نہیں دام اور دد کا

ہوائے طوبی و سدرہ او ٹھادے مزرعہ دل سے
یہی ہے آرزو بس ہم صفیروں میں رہوں تیرے

دم آخر مرغ روح بھی گر ہو ترے صدقے
تمنا ہے درختوں پر ترے روضے کی جا بیٹھے

قفس جسوقت لوٹے طائر روح مقید کا

خیال رشک تھا گو محکو مدح ذات حضرت سے
صلہ صل علی حق نے دیا پر فرط رحمت سے

بڑھا قرب نظام مدح خوان مخدم نبوت سے
خدا منہ جوم لیتا ہے شہیدی کس محبت سے

زبان پر سے جسدم نام آتا ہے محمد کا

ملائک جد میں اور حال میں کل انبیا دیکھے
حضور کبریا جسوقت رعنائی پڑھے تجھسے

بڑی ہے بات چھوٹا منہ بنی کی شان کو صدقے
خدا منہ جوم لیتا ہے شہیدی کس محبت سے

زبان پر میری جسدم نام آتا ہے محمد کا

ترجیع بند نعت

بجسم خلق ازان دم کہ جان دمید خدا
کسیکہ مظہر دانش بود مذید خدا

بجنم گوہر پاک تو چون رسید خدا
چنان ز صنعت از جای خود رسید خدا

بصورت تو نگاری نہ آفرید خدا
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

ہزار ہیجدہ عالم ہوئے ہین جو پیدا
تمہارا ہی شہ لولاک ہے یہ سب صدقا
سنا نہ کان سے اب تک نہ آنکھ سے دیکھا
نہین خدائی مین تمسا وہ تم ہو مستثنیٰ

بصورت تو نگاری نہ آفرید خدا
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

عجب حسن خداداد ہے یہ صل علے
نہین جو سایہ تو نور خدا ہے نام خدا
وہ نور پاک کہ روشن ہی جس سے ارض و سما
اسی سے اول ما خلق حق ہے فرمایا

بصورت تو نگاری نہ آفرید خدا
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

مسیح دم پہ ہین یوسف ہین حسن پر مغرور
غلام خلد کے غلمان کہ ہین آپ کے حور
ازل سے دیدۂ حق مین جو آپ تھے منظور
تو نور ذات نے آخر کیا تو سی مین ظہور

بصورت تو نگاری نہ آفرید خدا
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

کیا اویس سے حضرت نے خواب مین یہ سوال
نبی بھی اور بھی کیون ہمسے ہی سوال و صال
کہا اویس نے اے بادشاہ حسن و جمال
مین کون تم تو ہو محبوب ایزد متعال

بصورت تو نگاری نہ آفرید خدا
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

بڑھا جو حسن کا یوسف کے ایکدن مذکور
تو دل گرفتہ ہوے سنکے اوسکو شاہ غیور
معاً امین یہ لائے پیام رب غفور
ذرا جمال کو دکھین تو آپ بھی مین حضور

بصورت تو نگاری نہ آفرید خدا
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

جمال صورت و معنی ہوا وسیلہ جناب عظیم
خدا کے پیارے ہون ہند و نمین و احب التعظیم
شفیع امت و ختم الرسل رسول کریم
ہر ایک سلورت فرقان مین آیا وصف عمیم

بصورت تو نگاری نہ آفرید خدا

ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

مین ایک شب کا بیان تمسے کیا کروں حضرات
ردای سرخ تھی کاندھے پہ اور چاندنی رات
ہوا غرض رخ روشن کے آگے بدر کو مات
صحابہ بولی معاً بھیجکر درود و صلوات

بصورت تو نگاری نہ آفرید خدا
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

شکار مردم دیدہ ہوئے غزال حرم
خدا رسی کی کمند مین ہین گیسوی پرخم
خلیل خلت و یوسف جمال و عیسے دم
جبین پہ صاف ہی ابرو کی بیت مین یہ رقم

بصورت تو نگاری نہ آفرید خدا
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

ہزار مانی و بہزاد نے لکھے نقشے
پر ایک خاکہ تلک خاک اونسے بن نہ پڑا
ہوا بصورت تصویر اونکو جب سکتا
زبان حال سے وہ دونون یون ہوے گویا

بصورت تو نگاری نہ آفرید خدا
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

پری پرون سے ملک بال حور گیسو سے
فزار پاک پہ جاروب کش ہین ہر سو سے
مہک رہا ہے مدینہ بہشت کی بو سے
بپا ہے شور یہ کوثر فلک لب جو سے

بصورت تو نگاری نہ آفرید خدا
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

نبی کا تھا جو حقیقی تمام حسن و جمال
کبھی نہ دیکھ سکا اوسکو کوئی اہل کمال
کیا بھی دیدہ حق بین نے خواب مین جو خیال
تو بیخودی مین یہ آیا زبان پہ شعر مثال

بصورت تو نگاری نہ آفرید خدا
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

احد مین اور ہی احمد مین حرف فارق میم
یہی ہی وحدت و کثرت مین باعث تعظیم
جمال مظہر حق مین ہی نور ذات قدیم
خدا شناس اسیوجہ کرتے ہین تسلیم

بصورت

بصورت تو نگاری نہ آفرید خدا
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

نگاہ جب شب معراج میں پڑی ناگاہ
کہ ایک نور کا پتلا ہے جیسے چاردہ ماہ
ملک جلو میں ہیں حوریں پنجتن تخت پہ شاہ
یہ بولے دیکھتے ہی آدم صفی اللہ

بصورت تو نگاری نہ آفرید خدا
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

مسیح کرگئے دم آکے اسم ربانی +
ادب سے چوم لی یوسف نے بڑھ کے پیشانی
سپند لائے جلانے خلیل یزدانی +
درود پڑھکے یہ کہتے تھے آدم ثانی +

بصورت تو نگاری نہ آفرید خدا
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

در آئے خلد میں گلگشت کو لیے جو حضور
ارم تمہارو نق تازہ سے ایک عالم نور
کہیں نبی کہیں قدسی کہیں جماعت حور
کہا یہ دیکھکے ہر ایک نے بفرط سرور

بصورت تو نگاری نہ آفرید خدا
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

بڑھے جو عرش سے طے کرکے آپ چند حجاب
سنا تعال تعال ای نبی شتاب شتاب
ادب سے پہونچے جو محبوب حق قریب نقاب
جناب حق سے ہوا تب حضور کو یہ خطاب

بصورت تو نگاری نہ آفرید خدا
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

میں پل صراط پہ ٹھہرونگا جاکے روز جزا
تماشا دیکھونگا اک اک کے حسن صورت کا
نظر پڑیگا مجھے جبکہ آپ کا مکھڑا
پڑھونگا شعر یہ ہر بار کہکے صل علے

بصورت تو نگاری نہ آفرید خدا
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

پے شفاعت امت بعرصہ محشر
کمال ہونگے مشوش تمام خلق بسر

اجابت آن کے صدقے ہو رو نمائی پر | کہے یہ رحمتِ غفار فخر سے بڑھ کر

بصورتِ تو نگاری نمی آفریند خدا
ترا کشیدہ دوست از قلم کشید خدا

ترے جمال نے ہر دلمین کر لیا ہے گھر | ہر ایک دیدۂ حق بین کا تو ہے نور نظر
ہوا ہے اور رہو گا بھی تجھسا پیغمبر | جبھی ازل سے ہے ور دنظام آٹھ پہر

بصورتِ تو نگاری نہ آفریند خدا
ترا کشیدہ دوست از قلم کشید خدا

تمت

قصیدۂ نا تمام

کو نسا دن ہو وہ فخر ملک و جن و بشر | کہ کروں ہند سے بطحائے مدینے کا سفر
خوابِ غفلت سے کہین چونک اٹھون وقت سحر | دوش پر کلبۂ احزان سے اوٹھاؤن بستر
من و سلوی مری کھانے کے لیے موسی لائین | مائدۂ عیسی بھی افلاک سے اوترے لیکر
خوانِ نعمت کو کروں دور سے جھک کر تسلیم | رد و عوت نکروں لیک لٹا دوں تمپر
گو نہین شرمانک محمد ادا ہو سکتی | پر مین ایسا بھی تو زنہار نہین تن پرور
خوان یغما سے تیرے رزق مجھے دی رزاق | کیا مین کمظرف ہون جو اور کا ہون دست نگر
رہنمائی کو جو خضر آئین مری برسر چشم | پر ہدایت مین نہین آپ سے کچھ وہ بڑھکر
ساز بیسازی ہو سامان ہو بیسامانی + | دمبدم آہ کا نعرہ ہو مرا کوس سفر
ہمسفر دھوم سے ہمقافلۂ عصیان ہون | نقد ایمان مجھے کافی ہے نہین حاجت زر
آبرو خاکدہ غازہ سے ہو کی میری | پانون کے آبلے ہون مردمکِ دیدۂ تر
پشت ہو بار ندامت اگر میری دوتا | سمجھون تعظیم ہمالا یا ہون ہو فخر اوسپر

الضا

کدھر ہے نکہتِ روح روان پیغمبر | غذا ہی روح و دل و دین شمیم جان پرور

ہی ترے لطف سے گلزار عالم امکان ++ کرم سے آپکے باغ جہان ہے تازہ و تر
نہال دین کو ہے سبز بختی جاوید نگاہ آب بقا سے ہے خضر کے برتر
بہا تھا ایکی انگشت سے جو آب زلال اوسیکا قطرہ ہی تسنیم و زمزم و کوثر
تمہین ہو باعث ایجاد عالم تکوین ++ تمہین ہو صاحب لولاک حضرت سرور
بسا خیال مری دلمین قد موزون کا کیا ہی یا لمین عنقا نے میرے دل مین گھر
وہ قد ہے صورت شمشاد یا کہ نخل مراد جھکایا طونے دسدرہ نے جسکے آگے سر
ہے سر خزینہ اسرار و معرفت یکسر ہین مہر و ماہ و شب قدر صدقے اوسکے پھر
اوڑایا خاکہ فلک نے بنا کے کاہکشان ہی فرق بانگ سی ارض و سما کا تاجور
اوسیکی شانمین ہے ادنا الصراط آیا اوسیمین سالک و عشاق کو ہین دل شاد
نہین ہے کوئی شب قدر لیک سا زلف خدا رسی کی کمندین ہین زلف پر خم
نہ موشگافی مضمون کا ہے یہان یارا نہ شعر طبع سے موزون ہو ہر وصف کم
جہان مین نام ہی سنتے رہے ہین عنقا کا مگر کسینے نہ دیکھا نہ ہے کچھ اوسکی خبر
ادب سی پانون کو چومون لگاؤن آنکھو نسی رکھون مین سر پہ فخر سے بدیدۂ تر
مین خاک پا کو کرون طوطیای دیدۂ جان کہ سیر ہے مجھے ہر دو جہان کی مد نظر
چلے نہ گلشن ہستی پہ بادخزان نہ آئے گلشن امت پہ اونکی جب صرصر
لقب ہی ہاشمی و مطلب البوالقاسم ہے اسم اعظم احمد خطاب پیغمبر
کہا ہے وحی مین مزمل اور کبھی طہ ہے ق ن الم بھی مضمر ++
سناؤن حال مین معراج کا تجھو اونکی یہ راز کھولون مین برستہ تجھے اے مضطر
ہوئی کسیکو نہ معراج اور نہو ایسی نبی بھی ایسا ہوا ہے نہ ہوگا تا محشر
بلایا حضرت باری نے جبکہ جانب عرش چلے تو فرش سے تا عرش ہو گیا اطہر
ہوئے براق پہ تبہر عسوج جب روان ہوئی روان کو روانی سے آپکی نہ خبر
کہتے وہ عالم امکان سی لامکان و مین کہ جنبسے شرق سی لے غرب تک پھر آئی نظر
تھے انبیا سر تسلیم کو جھکائے ہوئے صف [illegible]

خبر جہان سنے دی، زیب مکان امت سے — شکوفہ خلد سے رضوان بھی لایا بیش نظر
کہا یہ مالک دوزخ نے دور سے بادب — ہے تیز نار جہنم تمہارے دشمن پر
سنایا حوروں نے سہرا ادب سے کر مجرا — سلامتی دو عالم کے ہو تمہین مظہر
چلی ہوا ہی خنک یہ شجر سے طوبی کے — شگفتہ غنچہ ہو جیسے ہمین باد سحر
نثار لفد بنجوم فلک ہوا تابناک — فلک ہی عرش تلک فرش ہو گئے اختر
دیا حضور مین آمرزدہ مبارکباد — دبیر چرخ کا یعنی یہ قطعہ لایا نظر
ازل سے تا ابد تمسے ہے جہان آباد — تمہارا سایہ رحمت ہے تاج جن و بشر
نثار جان و دل اہل عالم اسکان — ترے وجود مقدس پہ ہو بصلوت سلم

قصیدہ

مہ و خورشید ذرہ ہی جمال روی احمد کا — جہان کا نور ہے اک پرتو نور محمد کا
نہ تھی آگے شب قدر و راب جو ہی قدر و شرف اوسکو — سبب ہے پڑا ہی سایہ اونکی زلف مسود کا
وہان جب تھے تو مثل ابر رحمت تھا یہان سایہ — یہان آئے تو اوس عالم مین ٹھہرا سایہ افگن کا
شب معراج گذری فرش سی تا عرش اگر مین — نہ گذرا دامین کچھ بھی وسوسہ افلاک کی سکا
کہان ایسی ہوئی معراج ابراہیم و آدم کو — بڑھایا آپنے ہی مرتبہ اپنے اب وحد کا
شب معراج حضرت انبیا بولے یہ حسرت سے — یہ کچھ شان نبوت سب ہی مظہر شان انور کا
زمین و آسمان کا فرق ہی عرش و کرسی مین — دوبالا مرتبہ ہی اونکی مسند اور مسند کا
حیات سرمدی ہی روح حضرت کو دو عالم مین — خلاف اسکے عقیدہ دے خدا ہر گز نہ مرتد کا
میان خالق و مخلوق ہی اک واسطہ اونکو — وجود پاک مین ہی سلسلہ حرف مشدد کا
ہے اسماعیل سی شان نبوت آپکی بالا — یون ہی کچھ سی رتبہ کم نہین ہی اونکی مرقد کا
بنی ایسا ہوا ہی اور نہوگا حشر تک پیدا — یہی ہی اعتقاد و قول و ایمان پیرو مرشد کا
نہو منہ وک محبوبی کوئی سنت تیری صدقے — بجا آور رہون غیر موکد اور موکد کا
مین ہندی ہون ولیکن فیض پانا میر آسان ہے — معرب کیا جیسی سہل ہے لفظ محمد کا

ہی مین وہ فیض مقدم ورنہ یون لاکھون ستارے تھے
پڑھا ہی پاپوسی سے اونہین کی رتبہ فرقد کا

قضا وقدر ہی مین رضای رحمت عالم +
نہین ہی اسلیے تیر قضا محتاج کچہ رد کا

ازل سی ہی او سیکے ہاتہ مین شیرازۂ امکان
مجرا کرنے والا بھی وہی ہے اس مجلد کا

منافق اور مومن کو محک تھی آپکی صحبت
مثال آینہ کھلتا تھا جوہر نیک اور بد کا

نہ دیکھا کوہ سیم وزر کو جنکے اونکی نظر مین
غنا سے سنگریزہ مرتبہ سمجھے زمرد کا

ازل سے تا ابد وہی معلم عقل کل کا ہی
وہ ہی مشتاق تعلیم اس خط لوح زبرجد کا

دو عالم ہین دو حرف کن سی کن دو لب سی نکلا ہی
مشیت مین خدا کی کام تھا کیا کاوش و کد کا

وہ شاہ انبیا تا تب جناب کبریائی ہین
جہان مین ہر نبی کو فخر ہے اونکی خوشامد کا

پڑھی معنی در مزوجی عقل کل نے یون اونسی
سبق خوان جسطرح ہوتا ہی کوئی طفل ابجد کا

فیوض ظاہر و باطن کا مطلق سے وہی مبدا
ازل سی تا ابد منعم وہ ہے انعام بیحد کا

نجات عاصیان ہی منحصر تیری شفاعت پر
بروز دستگیری آسرا ہے بس ترے بند کا

بھروسا ہی ترا بس مجکو اپنی کامیابی پر
مکفل ہے تو ہے درگاہ رب مین سبکے مقصد کا

زبان پر ہو درود اور آنکھ سی ہو دین روان اشکو
روان جسدم روان ہو جبہہ سا ہون تیرے مرقد کا

احد تک کچہ نشان عالم امکان نہ تھا رعنا
یہ موجودات صدقہ ہی فقط اک میم احمد کا

قبول خاطر اقدس نہو کیون عرضہ رعنا
واما السائل آیا ہے حسن خلق احمد کا

مناقب در شان جناب امیر حضرت علی علیہ السلام

رباعیات

جس نام سی ہے شفا وہ ہی نام علی
مفتاح در دین کی ہے صمصام علی

ہے ساحت عرش اونکا صحن دیوان
کرسی جسے کہتے ہین وہ ہے بام علی

ایضا

ہمنام خدا کے ہین علی نام خدا
حیدر اسد اللہ ہین ای صل علی
یان شیر نیستان تو ہی شیر قانی
ہے شیر ژیان اونکے مقابل چیتا

ایضاً

از بار غم جہان سبکدوش کنی
در ماندہ شدم بعرض من گوش کنی
ای صاحب حل مشکلات عالم
بیچارہ شدم باز فراموش کنی

ایضاً

از بسکہ بفکر اینم و انم حیران
ہم چارہ کار خویش ہرسو جویان
جز یار گہت نیست مرا عقدہ کشا
بکن مشکل رعنای پریشان آسان

ایضاً

ہے نام خدا شان خدا شان علی
اور جسم جہان کی جان ہی جان علی
گر بعد نبی فخر دو عالم کہیے
شایان ہے شایان ہی شایان علی

ایضاً

ہے ورد مجھے آٹھہ پہر یاد علی
اسم اعظم ہے حرز جان نا د علی
حیدر در شہر علم دین ہین رعنا
دیوارین ہین اس شہر کی اولاد علی

ایضاً

ہر وقت خدا کو کرتے تھے یاد علی
راضی تھے رضا قضا پہ تھے شاد علی
حیدر کے سوا مالک کونین ہے کون
ہین دست خدا نبی کے داماد علی

ایضاً

محبوب نبی تھے عاشق زار علی
ہین احمد مختار کے مختار علی
کفار کے سر پہ دست مومن مین ہین
شمشیر ظفر حیدر کرار علی

ایضاً

فردوس کے ہین رونق گلزار علی
گلزار خلیل ہین تھے گلنار علی
انکھون مین محبون کی بعین گل تر
ہین دل مین عدو کے صورت خار علی

ایضاً

یوسف کا جمال تھا تو حب یعقوب
نوح کا حلم تھا تو صبر ایوب
مقصود دو عالم ہین علی نام خدا
محبوب الہی کے علی ہین محبوب

ایضاً

بھائی تھے نبی کے پسر بو طالب
اللہ کے شیر تھے علی غالب
دو آنکھ کی اک نظر سو جس طرح نظام
یک جان تھے نبی علی گر دو قالب

ایضاً

افضل ہین سلیمان سے گدایان علی
یوسف سے عزیز ہین غلامان علی
خورشید کرم ہین بو تراب ولی نظام
ہے ذرۂ خاکسار مردان علی

ایضاً

ہر بار کہ علی ملک گردد سجود
برنام مبارکش بخوانیم درود
عادل بدود دال نام ہیبت بعدل
در پنجتن ست زین دگر پنج فزود

ایضاً

گوہر سے زمانے مین صدف کو ہے شرف
بیمغز ہے استخوان جو نے در ہے صدف
پیدا ہوے کعبہ مین علی نام خدا
کعبہ جو صدف ہے تو علی در نجف

ایضاً صحابۂ کرام

وصف ابو بکر و عمر یار و اصحاب
یکسانست ز طفلی و بہ پیری و شباب
اعداد حروف بکر و نے صفر ببین
رعنا ز احد عشر و صد گیر حساب

ایضاً

از ذات عمر کہ یافت شوکت اسلام
حقا کہ بدست از ازلش شاہی کام
از حرف عمر بر آر اعداد و ببین
شاہیست کہ در گدائیش یافت نظام

ایضاً

عثمانؓ غنی ست باذل و مرد خدا | در آب و گلش بود سخاوت عنصر
اعداد حروف نام عثمانؓ کن جمع | از دیدۂ حق ببین کہ پیدا ست سخا

قطعہ

چون محمد روان و قلب علیؓ ست | بوتراب ست قالب اسلام
چشم صدیقؓ گوش او فاروقؓ | ہست عثمانؓ چون زبان و سکام

رباعیات در شان اہلبیت علیہم السلام

رونا غم شبیر مین عادت یہ ہے | بس اپنے طریق مین عبادت یہ ہے
بیداری مین گریہ خواب مین ہی رونا | ای مومنو رویت کی شہادت یہ ہے

ایضاً

مومن کی نجات ہے رہے گر مغموم | سنے ماتم شبیر کی بخشش معلوم
دنیا مین کیا اگر غم سرور دین ؑ | غم دین مین ترا کہا لکھینگے شاہ مظلوم

ایضاً

بیغم غم شاہ سے نہین کوئی پیر | اکبر کے قلق مین نوجوان ہین دلگیر
ہین سوگ مین ناموس کے اہل عصمت | نالان غم اصغر مین ہین اطفال صغیر

ایضاً

شبیر نہین جو جان کو فدیہ کیجے | شامی بھی نہین جو اونکو کشتہ کیجے
رعنا قلق شاہ فقط باقی ہے | آنکھین جب تک ہین خوب دریا کیجے

ایضاً

شبیر نہین نہ عصہ کرب و بلا | شامی بھی نہین جو اونسے لیجے بدلا
باقی ہے غم شاہ بس ای مردم چشم | دل کھول کے خوب رو تو ہر صبح و مسا

ایضاً

پیری مین شباب یاد جب آتا ہے | دل مثل حباب پھوٹکے بہ جاتا ہے
اکبر کی جوانی کا تلق ہے رعنا | نو شاہ کا غم اور بھی رُلواتا ہے

ایضاً

اکبر کا تلق جہان مین ہے عالمگیر | روتے ہین بہشت مین بھی اکثر شبیر
اکبر کا الم نام خدا ہے ہر دم | آخر دم ذبح بھی یہی ہے تکبیر

ایضاً

تل رکھنے کی والد نہین دل مین جا | نور خورشید سے ہے روشن ذرّا
یہ عالم حب پنجتن ہے یعنے | کوزے مین سماتا نہین جیسے دریا

ایضاً

سیراب ہوا فرات پر لشکر شام | پیاسے رہے تین روز دریا پہ امام
اسرار یہ تھا کہ ساقی کوثر تھے | القاسم محروم بنی کا ہے کلام

ایضاً

شادی رچی مہندی لگی سہرا بھی بندھا | کام آیا بروز عقد لیکن دولھا
القاسم محروم بنی کا ہی قول | یہ شادی مرگ عقد سے عقدہ کھولا

نعت

خمسۂ نظام بر سلام دبیر

داغ بر دل ماہ ہی اور خاک بر سر چاندنی | چاک ہی مثل گریبان جسم قمر پر چاندنی
ماہ ہے حلقہ زن ہالہ مگر در چاندنی | مجرئی ہے سوگوار ماہ جبیدر چاندنی
اشک ہی شبنم بکا کرتی ہی شب بھر چاندنی

ماہتاب دین پیمبر تھے توحیدر چاندنی | نور حق کے سامنے کیا ہو منور چاندنی
چادر تطہیر سے اور ہو بدا بر چاندنی | فرش ایوان علی سے کب ہے بہتر چاندنی
چاندنی جھاڑون تو جھرتی ہی زمین پر چاندنی

چاندنی کا مکیت رہیا تو کے زہرا کا باغ
ماہ دین چھپ جاہی چمکا تو قمر سینہ کا داغ
روشنی شامی کرا تین تیرہ باطن بد دماغ
اہی فلک اندھیر ہی عابد کا زندان ہیچراغ
اہی زمین کیا قہر ہے فرش سنگر چاندنی

فرض کیجے گر ہلال دین رسول اللہ کو
چودھوین مہدی موعود دین بدر کامل دیکھ لو
اسلیے نور خدا کا پرتو اہے مومنو
تا کمال چاردہ معصوم روشن سب ہے ہو
چودھوین شب کو رہا کرتی ہی شب بھر چاندنی

نور مقدم سے ہوا حضرت کے روشن اک جہان آسمان
ہی زمین بدعت سی پاک اور ظلم سی صاف
صبح صادق ہو فروغ مہر کا جیسے نشان
مہدی دین ہین نہان فیض ہدایت ہی عیان
چاند جیسے ابر مین اور جلوہ گستر چاندنی

کسکو یہ معلوم تھی تقدیر علام الغیوب
لازم رشک مصیبت مین ہر اک جائیگا دوب
پیر گردون دو رہین دیکھا تری اندھیر خوب
ہوتے ہی طالع کیا ماہ جوانی نی غروب
چار دن بھی دیکھنے پائے نہ اکبر چاندنی

تیرہ دل سی نور یونکو ہی ازل سی عار و ننگ
ہین جو وہ سایہ تو یہ ہین نور وہ شیشہ یہ سنگ
شامیون کی ہی فرشتون تک غرض عرصہ یہ تنگ
ہر مہینے دشمنان دین سی ہی سر گرم جنگ
چرخ پر رکھتی ہی ماہ نو کا خنجر چاندنی

رجعت خورشید اور شق القمر اعجاز تھا
عقل کل کیا کارفرمای ازل ہمراز تھا
صاحب لولاک پر اونکو نہ کیا کیا ناز تھا
عرش اعظم جنکو گھر کا فرش پا انداز تھا
فرش کی خاطر نہ تھی اونکو بسر چاندنی

فتح جنگ بدر سے وہ شہرہ آفاق تھے
صف شکن تھے من چلے تھے جنگ کے مشتاق تھے
غازیون کی قاسم جنت پہ استحقاق تھے
حلیہ نورانی فردوس کے مشتاق تھے
دیکھکر عاشورہ کی شبکو دلاور چاندنی

اس قران سعد سے کیونکر نہ وقف یاس ہون
نور عین شیر حق جب ماہ دین کے پاس ہون
شامیان تیرہ باطن نابلد و سواس ہون
شمر نے چاہا کہ حضرت سی جدا عباس ہون

یہ نہ سمجھا ماہ سے چھوٹی کیونکر چاندنی

ماہ ہی سوز جگر سے صاف چونہ کی دُنی
آج کیا ہے روز شق طلعتی قمر کی کھل گئی
تھا مسخر حل بنا پسکر مہ کامل جبھی +
جب سپیدی روضۂ شبیر میں ہونے لگی

گرد روضہ کے پھری چونہ میں ملکر چاندنی

جسطرح سے آنکھ دو ہین ایک ہی لیکن نگاہ
صورت ۵ ایک معنا پنج ہین بے اشتباہ
رات دن شام و سحر ماہی سے لیکر تا ماہ
اتحاد پنجتن پر ملکے ہین چارون گواہ

دھوپ خورشید و رخشان ماہ انور چاندنی

عمر و دولت غافلو دنیا مین ہی خواب و خیال
بدر کامل صاف ہوجاتا ہے گھٹ گھٹکر ہلال
ہے مثل مشہور آخر ہر کمالے را زوال
مال و زر کیا چیز ہے بس چاہیے فکر مآل

فی المثل ہی چار دن کی ای تو نکر چاندنی

قوس ابرو ابر مین اور بدر مین وہ تھی کمان
تھا شب معراج مین قوسین کا وہ سیر کمان
کو ہلال عید تھی وجہ فروغ آسمان
ابر و ماہ بنی ہاشم سے روشن تھا جہان

بدر سی اس ماہ نو مین ہی فروتر چاندنی

روح کوکب جسم خاکی مانع ادراک ہے
لوث ہی کچھ جسم سے جانکو نہ مطلق باک ہے
نور تو ہے نور اور جو خاک ہی وہ خاک ہی
خاکسار و نکا ہر اک دھبہ سی دامن پاک ہی

گرد آلودہ نہین ہوتی زمین پر چاندنی +

ہے ولای اہلبیت مصطفے جنت کی رہ
غم نہین عصیان سی پنتیں آئے اگر روز سیہ
ماہ جب سے قبر مومن ہوگئی تخت کا پہ
پنجتن کا داغ ماتم ہے وہ ماہ چاردہ

بنگئی تاریکی مرقد سراسر چاندنی +

آب کوثر کیون نہ جینے کی تمنا مین پیا
مثل عیسی کیون نہین نادعلی پڑھکر جیا
خود اوسکو خضر نے کر مشورہ یہ ہی دیا
نام روشن کیون نہ حیدر کا سکندر نے لیا

پردۂ ظلمات مین جاتی مقدر چاندنی

نور یو کیسی ہمور تھی وہ عاشور کی رات
کرتی تھا شب قبہ اوسکو کوتی شب برات

اس سے بھی پڑھکر تعجب خیز ہو ایک اور بات | جبکہ ستانے سکینہ نے کیا قصد فرات
فرش ہو خاکو بنی پھولونکی چادر چاندنی

زخم تن سے مہ لقا تھی صورت شق القمر | چادر مہ چادر مریم خوشی سے تھی مگر
نور یہ ہے بیان راوے باد سحر | کہتے تھے لاشے شہیدونکی ہوا تھنڈا جگر
مریم کافور تھی ہر زخم تن پر چاندنی +

عین ایمان ہی زیارت ہر مسلمان کے لیے | فخر مولی کی حضوری کا ہی انسان کے لیے
وقف کے حق نے سعادت ماہ تابان کے لیے | رہروان روضۂ شاہ شہیدان کے لیے
فرش کرتا ہی قمر راک قدم پر چاندنی

سایہ کی ہمسایگی نانا کو جنکے ناگوار | آیۂ تطہیر کو عصمت پہ اونکی افتخار
بند رہتی تھی جبھی چشم فلک لیل و نہار | کربلا کی راہ مین زینب جو ہوتی تھین سوار
چاند کو کرتی تھی پنہان ابر بنکر چاندنی

کوچ ہوتا تھا اگر دنکو تو ہو جاتی تھی رات | دیکھ لے سایہ پری کی تھی کہان یہ کائنات
دور تک دیتے تھے پہرہ اہلبیت پاکذات | سامنے شاہ دو عالم روک دیتے تھے فنات
تھامتی تھے راس و چپ عباس و اکبر چاندنی

گردش تقدیر سے نیرنگ دیکھے خوب خوب | یہ گھڑی دشمن پہ بھی لائے نہ غفار الذنوب
کیون نہ سیل اشک مین یہ سنکے جائین لوگ ڈوب | ایکدن وہ تھا کیا جب ماہ زہرا نے غروب
گاہ منہ پر دھوپ تھی اور گاہ سر پر چاندنی

کب شب عاشورہ مین تاب مہ تابان رہی | حلقہ زن ہالے مین چشم قمر گریان رہی
چادر مہ نور یو مثل کتان پران رہی | لاش زہرا کے قمر کی دشت مین عریان رہی
لو بنی ہی خاک پر اس غم سے گھر گھر چاندنی

گرد مہ ہالہ نہین یہ حلقۂ ماتم ہے آہ | ہر مہینے داغ بر دل شام سے تا بامگاہ
گاہ ہی غرہ مین بھر ہی خاک بر سر جسطرح | اوس مہ کامل کا یہ غم ہی کہ شد در ہو گیا
ماتمی صف کیطرح بچھتی ہی گھر گھر چاندنی

اسم اعظم نام ماہ دین ہی اللہ الصمد | ہیجدہ اعداد ہین نام خدا بالائے صد
فخر حسن اتفاق اوسکو نہو کیون لاتعد | اوی خوشا طالع کہ ہی نام حسین ہیجدہ

کیون نہو روشن نہ لون نام اور چاندنی

بیزبان کی پیاس کا صدمہ ہوا شبیر کو | ماہ نے بھیجا پانی جب فرات و بیر کو
البجا سے اوسنے بھیجا آب پر تنویر کو | اشتیاق شیر جنت دیتی تھی بے شیر کو

قاصد نہر لبن تھی نہر صعب اندچاندنی

نور اول سے محمد کے ہوا روشن جہان | آفتاب حشر ہونگے مہدی آخر زمان
راہ دین احمدی سیدھی ہی مثل کہکشان | احمد مختار ہین نور خدا کے آسمان

حیدر روز ہر اقمر شیر و شبیر چاندنی

آیا عاشوری کو جسدم قتل کا حکم یزید | یان صف ماتم بچھی تھا شا میون حسن عید
تھی سلح بندی کہین ترتیل قرآن مجید | شام سی سامان صبح قتل کرتے تھے شہید

نور کا تڑکا تھی بہر فوج سرور چاندنی

خار ہو سوسرج مکھی پروین بھی خوشہ چین بنے | کیا عجب کر ذرہ خاک شفا پروین بنے
صورت گلزار ابراہیم وہ تزئین بنے | روضہ سرور کے گلشن مین اگر گلچین بنے

بھرے دامن مین گل عرشید انور چاندنی

ہی جو حب بو ترابی سے مخمر آب و گل | ہین ہلال آسا محب کا ہیدہ و لبس مضمحل
یون ہی مصائب سی تو دل ایک ایک کی جا ہی چھلنی | ظلمت زندان عابد سی ہی زخمی انکا دل

ہی نمک پاش زخم دل احباب حیدر چاندنی

شامیان تیرہ باطن کا اودھر دہ کر دید | جس طرح پانے پڑے صیاد کے بیچارہ صید
خانمان آوارہ گھر برباد اوسپر آپ قید | ہوگیا تھا خون غم سی خشک رنگت تھی سفید

فرش پر سجاد کا تھا جسم لاغر چاندنی

ہی بخت جاہی اخی صاحب بشق انمر | فرش راہ قبلہ دین ہین وہان مدسی کے پر
روضہ پر نور ہوں مین بچھائی ہے اگر

مہر کے چشمہ میں دھوای ماہ انور چاندنی

شام سے تھا شاہ بیوں کی ناک میں تا صبحگاہ
گرد لشکر صورت ہالہ پھرا کرتا تھا ماہ
احتیاطاً اور اگر جاری ہوا فرمان شاہ
لی طلا یہ کی جو دان ماہ بنی ہاشم ذرہ

روشنی لیکر بڑھی پیش دلاور چاندنی

نور یو نور علی نور اسلیے اونکو کہا
تھے اوجالے جو خدا کی گھر کے نور مصطفےٰ
ایک جلوے سے منور ہو گئے ارض و سما
عکس خورشید جبین و ماہ عارض جو پڑا

آسمان پر دھوپ نکلی اور زمین چاندنی

جس مجسم نور سے روشن ہوا سارا جہان
تھا فسردہ باغ وادی ایمن زمین سے نازمان
چاک چلتہ تھا تن پر نور پر مثل کتان
نور تن چھن چھنکر کرے یوں سے زرہ کی تھا عیان

چار سو چار آئینے سے تھی برابر چاندنی

لشکر انجم کی صورت تھا کرہ باد فا
عقد پروین اہلبیت اور ماہ دین تھے مہ لقا
وہ براق مصطفےٰ حضرت شبیہ مصطفےٰ
زیر ران شبدیز وہ تھا یال جسکے سنبلا

زین ماہ نو عنان مہ زانھی پاکھر چاندنی

مہر کی تنویر ہر ذرہ کی آب و گل میں ہے
روشنی شمع دین ہر گھر ہر اک محفل میں ہے
ایک پرتو مہر کا جیسے مہ کامل میں ہے
نور ایمان فیض حب شاہ سب ہر دل میں ہے

اک مہ برج امامت کی ہے گھر گھر چاندنی

دشت دلکی دھوپ میں گلزار ابراہیم تھا
چاندنی کا گھیت مشک خلد تھا صبح و مسا
نکہت پیراہن یوسف ہوتی موج صبا
نکہت باغ نبی سے بس ہی تھی کربلا

ہو گئی مفتل میں کھیتوں ہی معطر چاندنی

صاحب شق القمر کو ناز ہو لولاک پر
معجزہ نما افلاک پر
لوٹنا تھا ماہ اس غمسی حرس خاشاک پر
فاطمہ کی بیٹیاں بیٹھی تھیں فرش خاک پر

شرم سے جاتی رہی تھی ان کو اندر چاندنی

ہمنے مانا کو نین ہے نور کو سایہ سے کام
لیک گردش سے کہن میں آگیا ماہ تمام

شام کے کفار کا مشہور ہے ظلم و ظلام | عالم ظلمات ہی کو کہتے ہیں زنگان شام
جب وہ ان جانی تھی ہوتی تھی نہ پہچانی

داغ رنج ماہ دین ہر دل میں ہے ماہ منیر | ہیں عزادار ان حضرت اسلئے رو شنضمیر
قبر عنا ہے تماشا گاہ ہر بر نا و پیر | اک مہ داغ غم اہیں کتنے جلوے ہیں وہ میر
فہم ہر باہر چہ اغان اور اندر چاندنی

خمسہ نظام بر سلام باکی

خاک ڈالے سے نہیں چھپتی قمر پر چاندنی | رہتی ہے ہر حال میں مہ کی برابر چاندنی
چاندنی ہے فرش تھی اور مہ کی چادر چاندنی | شہ کے جسم پاک پر تھی جلوہ گستر چاندنی
محرمی کیا نور تھا تھی چاندنی پر چاندنی

سایہ ہمشکل احمد ہے مقرر چاندنی | گرد ہے پھیلی ہے پیش روی انور چاندنی
سامنے اسوا سطے ہوتی ہے شد در چاندنی | محرمی ہے ماند پیش روی اکبر چاندنی
چاند مہر فاطمہ کا ہے مصور چاندنی

عرش سے اوتری اگر ہو کر منور چاندنی | ماہ دھو لائے کنار آب کوثر چاندنی
چادر تطہیر سے کب ہو برابر چاندنی | رنگ بدلے روز اگر بہتر سے بہتر چاندنی
پاہی ہمشکل نبی سے ہو نہ ہمسر چاندنی

مرتبہ اظہر من الشمس اونکا ہے شام و سحر | جد امجد نے کیا تھا آپ کے شق القمر
رجعت خورشید کا باعث نہ حضرت کی پدر | جس جگہ مہتاب یاں چھوٹیں رخ خورشید پر
ماہ کا کیا منہ اور لے کیا برابر چاندنی

رشک سے ہوتے مہ کنعان مقابل سرنگون | حضرت معصوم کا مل جا رہ ہوں جو گزر گاہ
لال ہے گویا زبان کس منہ سے اونکا نام لوں | مدح حسن یوسف آل محمد کر کھوں
ہے قلم خط شعاعی اور دفتر چاندنی

گنبد قبر اوسکے گرد عرش بالا ہو گیا | نور ایمان حسین نوری سے وہ بالا ہو گیا

مرقد پر جاہ نخشب سے بھی اعلا ہو گیا | اوج پر تھا اختر طالع اوجالا ہو گیا
قبر حرمین ہو گئی زہرا کی چاند نی

جلوہ گر تھا جس قمر کا نور کل افلاک مین | تھا شرف اوس ماہ کو بیت شہ لولاک مین
کیون نہ چھا جائے اندھیرا ہر دل غمناک مین | چاند زہرا کا چھپا یا آسمان نو خاک مین
ڈھونڈتی پھرتی ہے اب تک اوسکو گھر گھر چاند نی

حلقہ ماتم ہے ہالہ ماہ ہے وقف بکا | باعث شق القمر آخر یہی تھا ماجرا
کیون ہلال اس غم سے کھٹ گھٹکر نہو مدالتجی | اکبر مہر و کا نقشہ دھوپ مین جلتا رہا
لوٹتی ہے خاک پر اس غم سے اکثر چاند نی

اہلبیت پاک حق کی نور کی تصویر ہین | بالیقین شان نزول آیہ تطہیر ہین
پنجتن مثل حواس خمسہ شکر شیر ہین | احمد و حیدر بتول و شبر و شبیر ہین
آسمان خورشید و سن ماہ اختر چاند نی

نور پاک پنجتن ہے صاف اس جا پیہم | مہر و مہ قندیل پروین چہار سیارہ حشم
نور کا صل علی عالم ہے گویا مسبدم | روشنی بزم عزا کی لکھ سکے کیونکر قلم
ہون جہان اکرم سینہ اور دود مجمر چاند نی

تین دن تھا ہاے نے گور و کفن وہ مہ لقا | سایبان تھا آسمان اور فرش خاک کربلا
خبر مہ و خورشید لیکن رات دن صبح و مسا | نعش شہ کا اور تو کوئی خبر گیران تھا
دھوپ تھی دن بھر نگہبان اور شب بھر چاند نی

چرخ نو چکر مین تھا اور زلزلہ مین تھی زمین | کانپتا تھا عرش پر تھا نے تھی حیرت امین
لوٹتا تھا غم سے انگارون پہ خورشید مبین | روز قتل شاہ دین اجرام علوی تھے حزین
مہ کے دل پر داغ تھا اور تھی کمر چاند نی

جس طرح اعجاز سے واقع ہوا شق القمر | چاک یون ہے ہو وقت صبح دامان سحر
ناوک مسموم زہر اسے زخمی ہے جگر | میری مریم مین لگا دے اوسکو چاند نی

نازپروردہ علی کا فاطمہ کا لاڈلا ✦ زیر طوبیٰ روز محشر بیکل اونکو لیکر حبولتا
چشم جان ودل مین پھلاتی تھے جنکو مصطفےٰ ہائے اونکی نعش ہو اور ریگ دشت کربلا
دھوپ دکھلاتے جسے حیدر نہ مادر چاندنی

چادر مہ مدتون سے زیر استعمال ہے فرش درگاہ مہ زہرا وہ ماہ وسال ہے
پھر بھلا نظرون مین نور حق کو وہ کیا نال ہے یہ تو اک مدت سے بزم شاہ مین پامال ہے
اے فلک اب تو رجھوا دے بدلکر چاندنی

ماہ سے انجم کبھی ہوتے نہین جیسے جدا یا ورشہ مثل پروین تھے تو وہ بدر الدجے
تھے مہ زہرا کے عاشق کبکب دین محمد ؐ سایہ سان ہمراہ شہ تھی ہو جدائی دخل کیا
چاند تھا سبط نبی اور تھے بہتر چاندنی

چادر مہ مرمر کا فور تھی اے بو العجب چاندنی کی کھیت مین گلزار تھا زہرا کا سب
کربلا مین جب قلم وہ ہو چکا ہے غضب ایسے گل زخم شہیدان کو کھلے ہنگام شب
ہو گئی مثل گل شبو معطر چاندنی

چاندنی کھلتی رہی یون شام کی گو راہ مین تھا جہان تاریک چشم بانو ذیجاہ مین
غم سے گھٹ گھٹکر بلال آسا یہ درد آہ مین کہتی تھی بانو کہ شبہا ہی فراق شاہ مین
دل پہ ہے قائم مقام لوک شتر چاندنی

جنکے نانا نے کیا اعجاز سے شق القمر فتح جنگ بدر انکے باعث ہوے اونکو مدد
ماہ انور کے نہ ہے طالع کہ اوسکا ہو گذر ذکر کیا نعش مہ زہرا سے سر انکے تا سحر
تھی سلیمان کو قرین جون مرغ زیر چاندنی

ہو نصیب دشمنان یارب مصیبت جو سہی ساز ناہجتاج کو محتاج تھے الحق سبھی
چادر تطہیر تھی پہنات اک باقی رہی عترت اطہار کی زندان مین کیفیت یہ تھی
تھا فقط نکمرہ اک تسنیم کا بستر چاندنی

بدر کی فتح اور ہو اشق القمر اونکے عضو گھر مین نازل جنکے ہو تین سو ساٹھ آیات نور
ہاتھ سورج کا دیا جنکو پھیر کر ہو ڈوبتی پھر وہ ہو شمع اسمع عاصی کی تھی وہ ضو فشان

واسطے زینت کے آتی ہو گے معجز چاندنی

آفتاب چرخ دین ہین برج ایمان کے ہین ماہ
کہکشان ہی حق بجانب روضۂ اقدس کی راہ
فتح جنگ بدر سی اظہر من الشمس اونکا جاہ
روضۂ شاہ نجف کی بھی عجب عظمت ہی واہ

شمس شمسہ چرخ گنبد پردہ در چاندنی

ایک نور مفرد منور اوسپہ حق کا پرتو ا
نور حق رہتا ہی نازل رات دن صبح و مسا
نور کا عالم نجف ہین ہی غرض صل علے
وہ سپیدی وہ در و دیوار وہ فرش صفا

لگتی جس در سے آتی ہو گی شدید چاندنی

ماہ کامل ایک سا رہتا ہی جیسے صبح و شام
بدر کامل کیطرح ہین اس سی وہ ماہ تمام
ہی مہ دین پر بہو آخر دین حق کا اختتام
بعد مہدی کے ہوا کوئی نہو نیگا امام

یو دھوین شب کو رہا کرتی ہی اکثر چاندنی

شاہ سیان تیرہ بالمن مین پڑی بس ہل چلی
ماہ سے ماہی تلک ظلمت نے مانہ سی ٹلی
آشکارا ہو گیا راز خفی و ہم جلی
آتے میدانین ذرہ پہنے حسین ابن علی

دام کے اندر قمر تھا اور باہر چاندنی

نور حق تھا چہرۂ انور سے روشن برملا
محو تجھے قدسے زیبا پر تھا کہ ای صل علے
کور شمسہ سے دبی خورشید کی صبح و مسا
نور رخ سے آفتاب چرخ بھیکا پڑ گیا

جسطرح خورشید کی آگے ہو مستر چاندنی

تھی ہلال آسا بشکل ماہ نو وہ نور بار
چاندنی ماری جسی زخمی کری وہ خون فشار
آتے جنگ بدر کی بس یاد جسدم اوسکو ا
اک اشاری مین نکل آتی میان سی دوا ذفقار

جسطرح بدلی کی ٹکڑا لیسے نکل کر چاندنی

منعجز شق القمر دیکھو اسی لمحہ مین ہوا
رجعت خورشید تھی صہبا مین بہر مرتضے
فتح جنگ بدر کے باعث ہین ہین سہ لقا
یہ رجز تھی لب پہ ہم ہین ماہ برج مصطفی

ماہ کا در ماہ سے ہمسے مقرر چاندنی

چاند ہی سے مہتاب کا سینہ تو روشن ہی
نور سی کا نور مین کو شکل جو را جوڑ دین

گر شہاب لے تو مہر آسا لو سی بھی موڑ دین | ہم وہ ہین گر منع کر دین ذی تامل چھوڑ دین
مہر ضو سیارہ گردش ماہ انور چاندنی

صاف جانے رخ ماہ منور پر سحاب | اور کہن سے تا قیامت بھی چھوٹے آفتاب
مہربانی کی نظر سے گر نہ دیکھین بو تراب | گر خدانا خواستہ ہو ماہ پر چشم عتاب
ہون برگ بسمل سے پیوستہ مضطر چاندنی

حشر کے دن کی مصیبت کو نہ دکھلائے خدا | سارے گھبرا جائینگے بے چین ہو کر اہتما
ہان ہمارے ہاتھ ہوگا رحمت حق کا لوا | سب کے سر پر سایہ ہوا نیچے ہمارے مہر کا
اوسکو ہوگا آفتاب روز محشر چاندنی +

آسمان پامال ہو جائے تو اسکا کیا عجب | ہم فقط ایجاد عالم کے ازل سے ہین سبب
اہل بیت مصطفے کا حق نہ دکھلائے غضب | اختیار اپنا ہے گر چاہین زمین ہو منقلب
جسطرح ہو جائے درہم کھائے ٹھوکر چاندنی

بدر ہین ناخن مگر تزئین تو ہین رشک قمر | ناخن مہ کلکشا سے بدر کے عقدے ہین سب
نور حق سے مقتبس ہین مہر و مہ شام و سحر | مصدر نور الٰہی ہون جو ہو مد نظر
ہر سر ناخن سے ہو میری منظر چاندنی

خرمن اعدا پہ نازل گر مثال برق ہو | صاف دو کر دے زمین و آسمان کا فرق ہو
غرب سے لے ذوالفقار آخر محیط شرق ہو | سر کشو گو آہن و پولاد مین غرق ہو
ہے ذرہ مثل کتان تیغ دو پیکر چاندنی

لیسکہ اخلاق مجسم تھے وہ شاہ نشہ کام | بات تھی اعجاز عیسی جس سے تھے وحشی بھی رام
دشمن ہیں بھی سنکر دل سے ہوتے تھے غلام | کیا فصیح و روشن و شیرین تھے حضرت کے کلام
شیر و شکر آپ تھے ان فند و گویہ چاندنی

میرے تمسی پر کہن جب چھ ثمن صل علی | اس سے بہتر کونسا رعنا کہ تحسین سے ملا
دین تو ہے نور علی نور اور بھی نام خدا | حاسدون کو چاہیے قسمت کا اپنی گلا

نور ایمان ہی جسے کہتے ہین حب علی
ہین نبی محبوب حق اور وہ نبی کے ہین وصی
گو ولای پنجتن کافی شفاعت کو سہی
تنگے وتاری کی مرقد سے گھبراتا ہے جی

یا علی ہو سوی جنت میری رہبر چاندنی

بند خمسہ و سلام نظام

چودھوین شب کو رہی مقتل مین شب بھر چاندنی
تین دن خون شہید ایمین رہے تر چاندنی
تھی مہک مین عطر و عود و مشک و عنبر چاندنی
بسکے پھولونمین سموم کی تھی معطر چاندنی

قبر شہ پر بنگتی پھولونکی چادر چاندنی

ماہتاب دین کے تھی الحق مسخر چاندنی ++
نور نور مصطفےٰ سے تھی منور چاندنی
ہو گئی مرتے ہی شاہ دین کی تیہ چاندنی
بنگتی روضہ کی خاطر سنگ مرمر چاندنی

قبر ماہ فاطمہ پر ہے مجسہ چاندنی

روضۂ انور کے آگے ہے مکدر چاندنی
نور یونکی فرش رہ ہے گو مقرر چاندنی
بچھتی ہے روضہ مین پر باہر ہی باہر چاندنی
جا نہین سکتی ہے جس روضہ کے اندر چاندنی

کربلا مین رات بھر رہتی ہی ششدر چاندنی

چار دن کیا ہی پریشان بلکہ اکثر چاندنی
خاک چھانی کو بکو اس سے معنبر چاندنی
سوگوار بن ہوئی ہی کسکی مضطر چاندنی
مچرئی ہے کس لیے حیران و ششدر چاندنی

کس قمر کو ڈھونڈتی پھرتی ہی گھر گھر چاندنی

جای شمع طور راہ شام مین تھی سایہ سان
باکہ تھے مانند شبنم پھول سے تن پر عیان
چادر مہتاب تھی جسم منور پر گران
تانہ جسم عابد بیمار پر گذرے گران

تھی سفر مین نکہت گل سے سبکتر چاندنی

شامیان تیرہ باطن کی بڑھی جب دشمنی
حیف شادی مرگ قاسم عین ہفتم کو ہوئی
جای نگرہو چادر شبنم بنی +
چادر مہتاب آخر مسیح پھولونکی بنی

جب بچھائے روضہ عقد ماہ شہ چاندنی

فرد خمسہ

بیان کرتی تھی صغرا یہ ماجرا می فراق
امید دید عزیزان نہیں سوائے فراق
خدا کسی کو نہ دکھلائے صدمہ ہائے فراق
کسی مبادہ من خستہ مبتلائے فراق
کہ عمر من ہمہ بگذشت در بلائے فراق

ہوئے مدینہ میں داخل جو عابد ذی شان
تمام جمع ہوئی آکے اہل شہر و ہاں
جو پوچھا کون ہو کہنے لگے امام زماں
غریب بیکس و مسکین فقیر سرگردان
کشیدہ محنت ایام و دردہائے فراق

سلام نظام

بسکے پھولوں میں سوم کی تھی معطر چاندنی
قبر شہ پر بنگئی پھولوں کی چادر چاندنی
بنگئی روضہ کی خاطر سنگ مرمر چاندنی
قبر ماہ فاطمہ پر ہے مجسر چاندنی
جا نہیں سکتی ہے جب روضہ کے اندر چاندنی
کربلا میں رات بھر رہتی ہے شش در چاندنی
مجرئی ہے کیلئے حیران و شش در چاندنی
کس قمر کو ڈھونڈھتی پھرتی ہے گھر گھر چاندنی
یوں قلق میں ہے درون دیدۂ تر چاندنی
جسطرح چھالے کے تہ آب سمندر چاندنی
تا نہ جسم عابد بیمار پر گذرے گران
تھی سفر میں نکہت گل سے سکندر چاندنی
چادر مہتاب آخر سیج پھولوں کی بنی
جب بچھائی روز عقد ماہ شہر چاندنی
روضۂ شاہ دو عالم میں ہے عالم نور کا
شمع کافوری ہے اندر اور باہر چاندنی
نوریوں کے زخم تن پر مرہم کافور تھی
ناریوں کی گھاؤ پر تھی مثل اخگر چاندنی
ظلمت زندان میں کام آئی نہ بہر اہلبیت
کیا جواب احمد کو دیگی روز محشر چاندنی
رشحۂ شان خیام مرخ دین صل علے
تھا کلس گرماہ تو چھپے کی چادر چاندنی
شام کے رستے میں عابد نے دیکھا گرم و سرد
دن کو سر پر دھوپ تھی اور شب کو بستر چاندنی
اے زہی طالع جہاں میں نور عین کیوں سے
جام کوثر ماہ ہوگا آب کوثر چاندنی
سعد نحوست اقتم کا ہے عمار روشن ہوا
نصف لیں شیر اور نصف شیر چاندنی

شامیان تیرہ باطن مین عجب اندھیر تھا
کہتے تھے جائے نہین خیمہ کے اندر چاندنی

کیا منور ہے مزار فاتح بدر و حنین
چاند سے بھی ہے بہت بڑھکر منور چاندنی

حلقۂ ماتم ہے گرد ماہ یہ ہالہ نہین
ہے صف ماتم عزا خانونین گھر گھر چاندنی

دیر کیا تھی لب ہلا دیتے جو شاہ تشنہ کام
جام بنتا ماہ اور پانی سمٹ کر چاندنی

فاطمہ صغرا نے خط جب ماہ حیدر کو لکھا
کربلا مین بن کے آئی کبوتر چاندنی

دی عروس ماہ شبیر کو عروسی مین جو نتھ
ماہ گوہر بن گیا اور آب گوہر چاندنی

ماہ سے ماہی تلک ہے دھوم جنگ بدر کی
ماہ نو تیغ علی ہے عکس جوہر چاندنی

ماہ زہرا کربلا مین شب کو چلتے تھے جو راہ
آگے آگے تھی جلو نیزی مین رہبر چاندنی

جبکہ پنہان خاک مین ماہ امامت کو کیا
گنبدی برج مزار ماہ حیدر چاندنی

روضۂ ماہ امامت کی سفیدی مین مدام
شکل ابرک کے پھرا کرتی ہے پیکر چاندنی

خیمۂ زرنگاری شہ پر کلس تھا نقرئی
یا سمٹ کر ہو گئی تھی وہ منور چاندنی

آسمان احمد علی خورشید ماہ دین امام
جلوۂ نور ہدایت ہے یہ گھر گھر چاندنی

ماہ پارون نے جو کی صیقل سلیح پر جنگ
اہل بنی بہر جلا کی خود و مکتر چاندنی

جب جلایا شامیون نے خیمۂ ماہ نبی
ہو گئی سیماب کے مانند مضطر چاندنی

خاک مین ہے چاند سی صورت علی کی ماہ کی
اسلیے دنیا مین ہے اب خاک بر سر چاندنی

ماہ پارے صاحب لولاک کی عریان رہے
چاک ہے مثل گتان جسم پر چاندنی

داغ بر دل سبز گردون پہ ذاکر ہے قمر
فرش ہے بہر عزا داران اکبر چاندنی

چاہ نخشب قبر مومن جب ماہ دین مین ہے
شمع باہر جلوہ گر ہے اور اندر چاندنی

خاک سوز زندان مین بستر بہر اہل بیت اب
ہے فلک اندھیر ہے فرش ستمگر چاندنی

ماہ ہے قندیل ہالہ دامن قندیل ہے
ہے ضیا شمع یا روضہ کے اندر چاندنی

جو زوجا لے صاحب عشق القمر کے گھر کی بیبیان
ہو گئے نوری سبھی جینے سے دل برداشتہ

ہین دلائی بیچتن کے چرخ پہ بانجون گواہ
کہکشان مہر و ثریا ماہ انور چاندنی

نعل سے تھے شبدیز ماہِ مرتضےٰ کے جو ہلال
چار دن کی چاندنی تھی ہر قدم پر چاندنی

عترتِ ماہِ امامت بے ردا ہوتی شام میں
منہ نہ دکھلائے علی کو روزِ محشر چاندنی

آسمانِ دین کی ہو بزمِ عزا میں کیا عجب
شمع کی لو ماہ دامانِ صنوبر چاندنی

ماہ دامانِ لگن ہے روضۂ پر نور میں
ننگی ہے شمع کافوری سمٹ کر چاندنی

کربلا میں چرخ نے نعشِ شہیدان کے لیے
چادر مہ دی اور خاکی فرش بستر چاندنی

ہو گیا شق القمر سے طور کوہ و قبیس
ہے ید بیضا کہ اعجازِ پیمبر چاندنی

باغِ زہرا کٹ گیا جب چاندنی کی کھیت میں
ہو گئی برباد آخر نسلِ صرصر چاندنی

عام یوں عالم میں فیضِ چاردہ معصوم ہے
ایک سی پڑتی ہے جیسے خشک و تر پر چاندنی

ماہتابی پر ہوا طالع جو ماہِ فاطمہؑ
ماہ نے مجرا کیا لوٹی قدم پر چاندنی

ماہ کو اصغر سمجھ کر گیند جب دم کھیلتے
سامنے آتی کبھی پہلوئے اصغر چاندنی

عابدِ بیمار کا ہیدہ رہے مثلِ ہلال
کربلا میں ہو گئی گھٹ گھٹ کے لاغر چاندنی

دیکھ کر ماہِ محرم شاہ فرمانے لگے
اب نہ دنیا میں دکھائیگا مقدر چاندنی

بعدِ قتلِ شاہ تیرہ ہو گیا ماہِ منیر
جا چھپی ظلمات میں مانندِ شہپر چاندنی

پاسبانی ماہ کرتا تھا درِ شبیر پر
شب کو دیتی تھی علاییہ گرد لشکر چاندنی

حُر کے آتے ہی تبسم ماہِ دیں کو آگیا
نورِ دندان سے ہوئی گویا مکرر چاندنی

نقطے ہیں عقدِ ثریا دائری ہیں فکلِ ماہ
ہے بیاضِ وصفِ شہ ہیں طرفِ مسطر چاندنی

نور کے مطلع لکھے رعنا نے وصفِ شاہ میں
کی غرض معجز بیانی سے مسخر چاندنی

قصیدہ غوثیہ در تعریف شاہ میانہ قرار پر انوار

زیرِ فرمان ہیں سحر آج حدوث اور قدم
جی میں آتا ہے نئی ڈال دوں طرحِ عالم

دل پہ نور ہیں سبھے عالم و حی و یوحی
بس میں ہے معجزۂ عیسیٰ ابن مریم

میری عظمت کا یہ عالم ہے کہ اللہ اللہ
ہیں نہ عالم میں سما تا ہوں نہ سمجھے میں عالم

کیا عجب نامۂ سیرت ہو یہ قدرت — عرض محفوظ ہو کاغذ تو بنے کلک قلم
نام سے جسکے نشان شرف عالم ہے — ورد وہ نام خدا ہے مرا اسم اعظم
جان بیجان میں سن پائے تو آجائے ابھی — دل سی بھرتا ہی سرافیل کا صور اوسکا دم
یعنی محبوب خدا سید عبدالقادر — اسم اعظم کہو حضرت کو کہ غوث الاعظم
غرق عادت میں ہی ہر بات میں اونکی اعجاز — غوث ثقلین کے تابع ہی حدوث اور قدم
حسن صورت کی ہی یہ وجہ کہ وہ ہین حسنی — حسن سیرت میں ہین وہ بہتر نسل آدم
خلق میں ثانی احمد ہین تو خلت میں خلیل — علم میں نوح ہین موسی کلیم وعیسی دم
اونکی مدحت تو بڑی بات ہی اور چھوٹا منہ — سائبان کا ہی غنیمت ہی جو ہو وصف رقم
شامیانہ کہین ایسا بھی سنا ہے فرما — تجکو یارب قسم دامن پاک مریم
جیسے قرآن سے ہی خبر دان کو اوسکی نسبت — خواہ ہے واسطہ مابین غلاف اور حرم
مرقد پاک کو نمگیرہ سے نسبت ہی وہی — علم نور ہی روضہ تو وہ اوسکا پرچم
نور بارون نے اوسے تا شعاعی سی بنا — خلد کے کرمک شب تاب کا ہے ابریشم
صبح صادق کا ہو جس رنگ سی خیط ابیض — نور کی چادر مہتاب کا یا ہے عالم
کیا عجب چادر مہتاب کتان کی مانند — قالب ماہ پہ ہو چاک مثال شبنم
قدر سے جو چاہین کہین فکر ہی اپنی اپنی — دامن چادر تطہیر کیا مین نے رقم
عرض کا اوسکے بیان طول ہے اللہ اللہ — سائبان کی ہی فضا ساحت عرش اعظم
شامیانہ سے ہی یہ فرق لوائی احمد — غل عق وہ ہے تو یہ دامن عصیان ارم
اوسکا سایہ ہوا محبوب خدا کا سایہ — سائبان کا ہے جو ہمسایہ تو گلزار ارم
بیل بوٹہ ہی عجب دلکش رضوان جس سے — تا قیامت نہ کبھی بھول کی نکلے آدم
بیخزان ہووے نہ کس رنگ سدا اوسکی بہار — جبکہ نمگیرہ پہ پڑتی ہے ہمیشہ شبنم
کام جان کیون نہ بسین جان جہان جسکی بو ہی — آٹھ جنت ہین نوان دیکھا ہی یہ شکوہ ارم
کلک چوبی پہ ہوا طوبے سدرہ کا گمان — چھوٹ نکلے دم تحریر صفت شاخ قلم
کہکشان وہ ہی تو جالر ہے مقرر پہ وین — موتی ٹکائی ہین یا گوہر انجم ہین ہم

کاکل حور سے موتی کی لڑی گوندھی ہے
دیکھا انسان کا گھر باری ہین اوسکی عالم

کان مین لعل ہی اور نہ صدف مین گوہر
شاہانہ مین ٹکی ہو جبھی بھاری بھر کم

دیکھہ رنگینی کو ہی انس و ملک مین یہ بحث
تم کہو قوس قزح ہم کہین گلزار ارم

بادریشہ کی ہوئی مجکو جو فکر تشبیہ
ماہ و خورشید ہلونگے بھی دوہین کم

معجز شق قمر سے ہوے اک ماہ کے دو
چار پورے تھے کیا جب مہ نخشب کو رقم

چوب کو پوچھے تو فرہاد سے کہنا شیرین
طور و سدرہ و موسی کا عصا اور قلم

کاکل حور کو یا ہور کے سے تار شعاع
رشتۂ الفت یعقوب کو کر اوس سے بہم

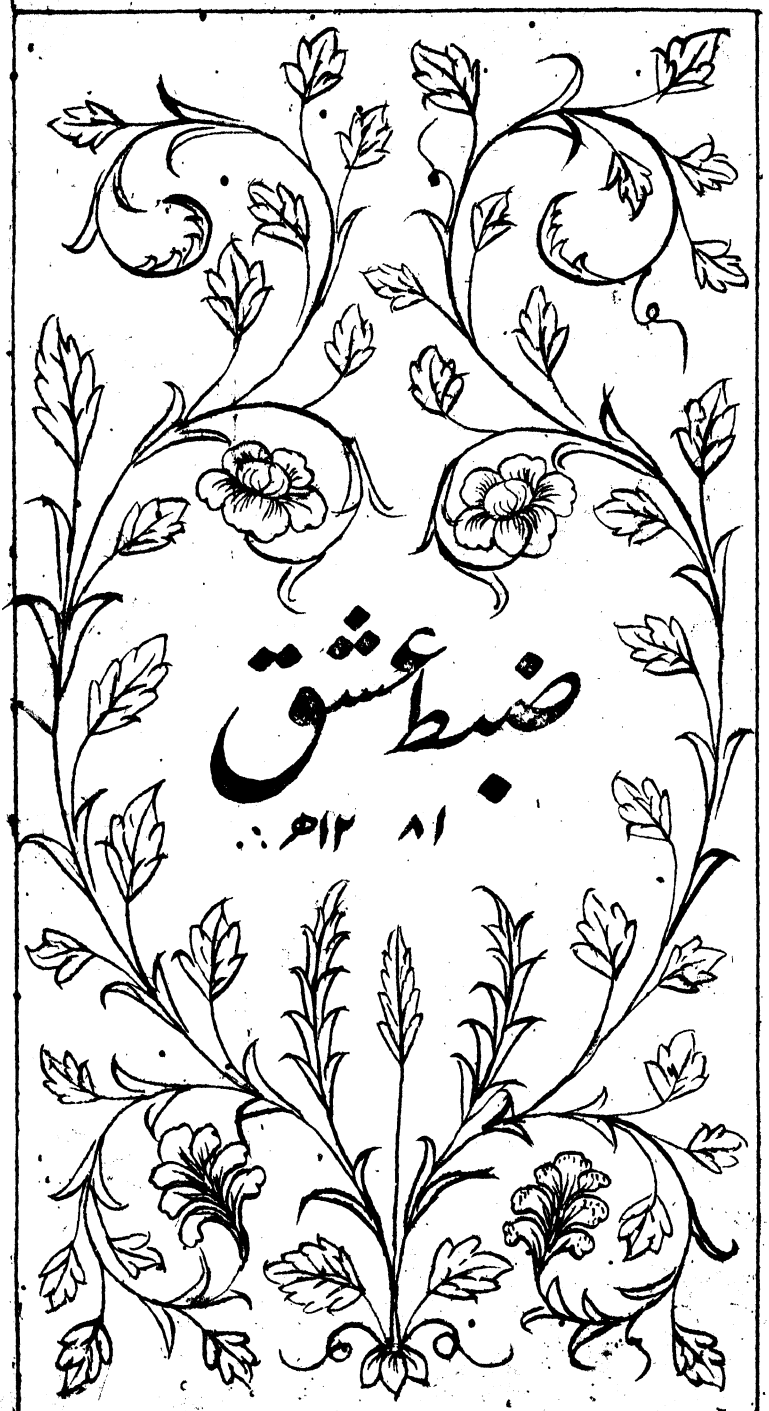
ڈور گوندھی ہے کہ تار نظر عاشق ہے
کہکشان جبل متین کہیے کہ زلف پر خم

صرف کا اوسکے قیامت ہی گوہو دیگا حساب
عقل کل کو نہین معلوم مضارف کی رقم

الغیاث آپ ہی میری ہی یہ غوث الثقلین
دستگیر آپ ہون مداح اوٹھائے جو ستم

دم عیسی ید بیضا کا دکھا دو معجز
دستگیر آپ ہین بھرتا ہی نظام آپکا دم

تمام شد مہر نبوت


ضبط عشق
۱۲۸۱ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید حسن و عشق

عشق موقوف نہیں ہو دل انسان پر آہ
کونسا دل ہو کہ اس عشق سے ہو اوسکو پناہ

کی ہو اس عشق نے سو راہ سے ہر چیز مین راہ
عشق کا شان نزول آیا ہے انا للہ

عشق صیاد ہے اور شوق پریروز بچیر
حسن ہے دام بلا طائر دل ہے نخچیر

نہ کو ہو بخین نہ کبھی خضر کرین لاکھ شنا
قلزم عشق کا ہی کسنے کنارا دیکھا

عاشق زار نے اشکون سے بہائی دریا
آشنا ڈوب گئے پر نہ لگا تھل بیڑا

کشتی نوح کا گر اسمین گذارا ہوتا
ڈوب جاتے نہ کبھی پار اوتارا ہوتا

عشق دوزخ کے دھوئین دم مین اوڑا دیتا ہے
برق سان خرمن ہستی کو جلا دیتا ہے

خاک مین عالم و آدم کو ملا دیتا ہے
جلوہ نور شید کا ذرہ مین دکھا دیتا ہے

نار دوزخ کی ہے بس ایک شرارا اسکا

آئین سے بھی تو جیتا نہین مارا اسکا

۴ عشق وہ سم ہے مرے مار جو اسکا نام
اسکی تاثیر کو سب جانتے ہین خاص و عام
اژدہا دیکھے تو ہو جائے وہین کام تمام
اسکا آغاز ہے انسان کا جو ہے انجام

خون سیاہی دم تحریر تعشق نظر آئے
خاک کاغذ ہو قلم سوکھ کے کانٹا بن جائے

۵ گاہ دریا مین نظر آتا ہے وہ بنکے حبور
موج بنکر کبھی تلزم مین یہ آتا ہے نظر
کشمکش جذر و مد شوق سے ہے آٹھ پہر
کبھی طوفان کی طرح جاتا ہے یہ سر سے گذر

ہو وین ناکام دم تشنہ دہانی عشاق
ایسا ترسائے نہ مانگین کبھی پانی عشاق

۶ بیقرار اسنے ہی سیماب کو کر ڈالا ہے
سم کا الماس مین قاتل نے اثر ڈالا ہے
اشک نیسان کو بنا اسنے گہر ڈالا ہے
سینۂ سنگ مین آتش کا شرر ڈالا ہے

ہے یہی کاہ ربا اور اثر مقناطیس
ورنہ ہے کون سلیمان کہان کی بلقیس

۷ چاشنی قند مین اپنی کبھی دکھلاتا ہے
اور کبھی زہر ہلاہل مین یہ کر دیتا ہے
گہ نمک مین نکین شور یہ بن جاتا ہے
ذائقہ بنکے ہر اک چیز مین در آتا ہے

مشک مین عطر مین گل مین یہی بو دیتا ہے
بنکے خنجر کبھی عاشق کا لہو لیتا ہے

۸ راس مین سحر کی دکھلاتا ہے گاہے تاثیر
دام کاکل مین یہ دل کو کبھی کرتا ہے اسیر
طوق بنتا ہے گلے کا کبھی پا مین زنجیر
تیر مژگان سے کبھی کرتا ہے ظالم نخچیر

گاہ صورت کبھی سیرت مین یہ در آتا ہے
دل عشاق کو ہر طرح سے لبھاتا ہے

۹ مہر تابان ہے کبھی چرخ پہ گہ ماہ تمام
گاہ ثابت ہے کبھی گاہ کبھی اختر سیار و تمام
کہکشان گاہ کبھی عقد ثریا خود کام
شب کبھی روز کبھی گاہ سحر گاہ ہے شام

دل مین اگر نہین ممکن ہے نکلنا اسکا
ہے زمانہ کیطرح رنگ بدلنا اسکا

۱۰
عالم آشوب ہین اس عشق کے اسرار نہان
چاہتا ہون کہ کرون چاہ کا احوال عیان
تارہ عشق سے آگاہ ہو ہر پیر و جوان
دل یہ کہتا ہے کہ ہی عشق عیان یا پہ بیان

ابتدا دھوم ہے انجام کو بربادی ہے
شادی و مرگ اسی عشق مین دل شادی ہے

۱۱
سوتے فتنون کو یہ کمبخت جگا دیتا ہے
سرد سینون کو یہ دلسوز جلا دیتا ہے
خون دل دیدۂ عاشق سے بہا دیتا ہے
چاہ مین چاہ فرشتون کو جھکا دیتا ہے

زندہ مردے کو کرے معجز عیسیٰ دکھلائے
مردہ زندے کو کرے پھر اسی زندا فرمائے

۱۲
دام مین لاتا ہی یہ طائر دلکو دم مین
اس سے آخر کو زوال آتا ہی جاہ حسن مین
ملک دل کرتا ہی تاراج یہ فرط غم مین
ننگ و ناموس کو چھوڑا ہی کہین عالم مین

اس سے بہتر نہین دنیا مین کوئی بیماری
ہین مسیحا اسی آزار کے اب آزاری

۱۳
عشق جادو ہے کہ ہی سحر و طلسم و نیرنگ
اوسکو اعجاز مسیحا بھی ہی اب دیکھ کر دنگ
پانی ہو جاتا ہے اس عشق کی تاثیر سے سنگ
عجب انداز ہین اور اسکو ادا ہین ڈھنگ

عرش سے فرش پہ لا چاہ فرشتہ کو جھکائی
فرش سے عرش پر انسان کو چاہی پہونچائی

۱۴
معجزہ ہے کہ کرشمہ ہے کہ تسخیر ہے عشق
نقش حق ہے کہ عمل بسط کہ تکسیر ہے عشق
کیمیا کہتے ہین جس شے کو وہ اکسیر ہی عشق
نوجوان دل ہی مسخر ہون وہ تاثیر ہے عشق

قائم النار ہو سیماب تو کچھ دور نہین
شعلۂ عشق کم از برق سر طور نہین

۱۵
عشق صادق مین عجب ہے اثر جذب قلوب
کیون نہو جذب محبت سے مسخر محبوب

عاشق صادق

ماشقون کو بھی مگر چاہیے صبر ایوب ہے رہِ عشق مین اظہار محبت معیوب

جلوہ دکھلاتا ہے گہ طور پہ محبوب کی طرح
دل کو لیجاتا ہے گاہے وہ رخ خوب کیطرح

۱۶ عرش پر حضرت انسان کو دکھائی معراج وصل بلقیس کا ہو جاے سلیمان محتاج
ہے یہی عشق کی سرکار مین مدت سے رواج دین و ایمان دل و جان سب ہین شہ حسن کے باج

چاہ انسان کی چاہت مین فرشتو کو جھکائی
چاہ مین لاکے کبھی یوسف مصری کو گرائی

۱۷ سہل ہو عشق کی تاثیر سے کار سنگین کوہ کن کوہ سے لائے کبھی جوئے شیرین
نجد سے قیس کرے شوق مین محمل کی زمین در و فرقت سے زلیخا کو معا ہو تسکین

صبر عشاق کو کیا کیا نہ کرشمے دکھلائے
حور کو چاہے تو جنت سے زمین پر لائے

۱۸ جسم مین عالم ایجاد کے یہ عشق ہی جان روح ہے عشق خدا داد جو ہے جسم و جان
شعلۂ طور ہے یا نور کہ مہر رخشان سبب وصل خدا ہے یہی بہر انسان

لوگ کہتے ہین کرامات جسے ہے وہ عشق
سنتے ہین چشمۂ ظلمات جسے ہے وہ عشق

۱۹ عشق کو نار اگر کہیے تو ہے نار خلیل آب فرماؤ تو ہے آبحیات اسکی سبیل
ہو اگر خاک بھی تو خاک شفا ہے بدلیل ہے اگر باد تو ہے باد جناح جبریل

نفس ناطق اوسے سارے حکما کہتے ہین
عقل اول اوسے عاقل بھی بجا کہتے ہین

۲۰ ہر فلک صفحہ ہر اک نخل قلم گر ہو جاے آب ظلمات سیاہی سے کوثر ہو جاے
گذرے گر نوح کی بھی عمر میسر ہو جاے عشق کا حرف بھی لکھیے تو وہ دفتر ہو جاے

حضرت عشق کی القصہ ہے آخر تقریر
عشق وہ چیز ہے سب کہتے ہین جسکو تاثیر

۲۱ کوئی شے عشق سے خالی نہیں ہرگز واللہ — مومن و کافر و درویش سے لیکر تا شاہ
کونسی شی ہے کہ جسمین نہین اس عشق کو راہ — ذرہ سے مہر تلک مہر سے لیکر تا ماہ

اسنے عالم مین عجیب اپنا دکھایا جلوا
کونسی چیز ہے جسنے نہین پایا جلوا

۲۲ عشق اور حسن ہین آپسمین نہایت مانوس — عشق اگر شمع ہے تو حسن پری ہے فانوس
بتکدہ عشق ہے اور حسن صنم ہے ناقوس — ہے فریب دل عاشق کو بڑا جالینوس

ہر طرحسے دل انسان کو لبھا لیتا ہے
ہر بہانہ سے یہ عاشق کو پھنسا لیتا ہے

۲۳ عشق ہوتا نہ جہان مین تو نہوتی الفت — قیس کو لیلی سے زنہار نہ ہوتی رغبت
ہوتی گلرویون سے کب باغ جہان کو زینت — شوق وصل اور غم ہجر سے ہوتی فرحت

لطف کیا زیست کا انسان کو حاصل ہوتا
ایک گر ایک یہ دنیا مین نہ مائل ہوتا

۲۴ فاختہ اشک سے اپنا نہ کبھی منہ دھوتی — حلقۂ طوق سے قمری کو نہ زینت ہوتی
صحن گلشن مین نہ گل کی لیے بلبل روتی — کبک گر قطع نظر مہر سے شب کو سوتی

صاف پروانون سے ہر شمع کا دامن ہوتا
شہر خاموش بہارون مین بھی گلشن ہوتا

۲۵ قیس یون نجد مین سرگشتہ و ویران ہوتا — سنگدل شیرین کا فرہاد نہ خواہان ہوتا
نہ کبھی مائل بلقیس سلیمان ہوتا — مصر کے تخت پہ کیونکر مہ کنعان ہوتا

عشق ہر چیز مین اک شان دکھا دیتا ہے
ذرۂ خاک کو خورشید بنا دیتا ہے

تمہید عشق و سراپائے عشق

۲۶ سنیے افتادمرے آئے جو ایام شباب — رات دن جمع رہا کرتے تھے اکثر احباب

عشق کہتے ہین کسی کون ہے یہ خانہ خراب
آتش عشق سے دل جلکی ہوا کس رنگ کباب

نام تک نام سے بھی عشق کے آگاہ نتھا
حسن کیا چیز ہے واقف کبھی واللہ نہ تھا

۲۷
ذوق سے رہتے تھے ہر رات کو ہم بادہ پرست
عشق مین دن کو رہا کرتے تھے ہم مست الست
دیکھتے تھے نہ کبھی سوے بیابان سرشت
سر بازار تھے اصلا نہ سر راہ نشست

نہ تو کچھ آنے کی شادی نہ گئے کا غم تھا
خود طرحدار تھے جوبن تھا عجب عالم تھا

۲۸
وضع دلکش تھی جوانی کا عجب تھا عالم
دل سے خوبان جہان رہتے تھے مائل ہر دم
آنکھ تھی نرگس شہلا تو نگہ تیر ستم
شکل یوسف کی تھی دم خم مین مثال رستم

ہے جوانی کا جوانون مین فسانہ میرا
خودستائی نہین شاہد ہے زمانہ میرا

۲۹
دام دلہای حسین حلقۂ موے خمدار
تار مو نسبت ہندو کے لیے تھی زنار
طرہ جھومتا ہوا اور سر پہ تھی بانکی دستار
اور ٹیڑھی کبھی ٹوپی تھی مرصع زرکار

صاف پیشانی سے تھی بخت بلندی پیدا
چاند تھا ماتھا تو سجدہ کا نشان تھا تارا

۳۰
ابروؤن مین جو بل آجائے نصیب اعدا
قوس کا تیغ ہلال آکے اوتارے چلا
کوٹ کر آنکھ مین اللہ نے بھر دی ہے حیا
آنکھ جس سمت پہ پڑی اوسکو مسخر ہی کیا

شیر سے بھی نہین زنہار جھپکتی ہے پلک
مردم چشم کو رستم سے رہی ہے چشمک

۳۱
ناک کے وصف کے اظہار سے ہو خود بینی
خودستائی نہین مومن کو کم از دیبنی
منہ پہ وصف دہن آئے تو ہے نکتہ چینی
شیرین لب چاٹ لے باتون مین ہو شیرینی

طور کا نور ہے دندان منور سے عیان
معجز عیسی مریم ہے لبون مین پنہان

۳۳ خط کی خوبی پہ لکھی خط غلامی غلمان — چاند سے چہرے پہ اس خط سے ہوا لہ کا گمان
حسن خط نور کے چہرہ پہ عیان راچہ بیان — خط ہی تفسیر اگر مصحف روشن قرآن

خط سے پہلے تو دل و ر چھپتے دیکھا
آج پروانہ ہے پریون کو وہ خط طغرا

۳۴ جب نگہ سے کوئی محبوب لگا شوق سی آ — جذب الفت سی رہی پھر نہ اوسی تاب ذرا
زور بازو مین ہے کیا نام خدا ہی بنجا — تیغ ابرو کی طرح قبضہ مین زیبا تیغا

قول اسی ہاتہ پہ ہا ہے ہوی بیٹھی ہین حسین
جسکے سینہ پہ رکھا ہو گئی فوراً تسکین

۳۴ سینہ زوری مری سینہ سپری گرد کھلای — شیر منہ موڑ لے جی چھوڑ دی چھاتی پھٹ جائے
جتنی دل باختہ محبوب کہ چھاتی سے لگای — آجتک کوٹ کی چھاتی ہی کہتی ہین ہائے

کب وہ دن آئے کہ رعنا ہمین چھاتی سی لگائین
پیار کرلین ہمین منہ چوم لین پہلو مین بٹھائین

۳۵ دل مین رہتی ہو مری یاد خدای متعال — خواب مین بھی نہین آتا ہی حسینون کا خیال
مالزادی کو سمجھتا نہین یہ ہین کیا مال — آئے گر دل مین ارادہ بھی تو کرتا ہون حلال

دل مین الفت بھی اگر ہے تو خدا کی الحق
وسوسہ تک نہین مردارون کا جیمین مطلق

۳۶ آپ ہی کیجیے انصاف اب ای بندہ نواز — جسکو خالق نے دیا سیرت وصورت انداز
زر بھی اور زور بھی پھر اوسپہ جوانی مختار — ناز نین کیون نکرین ناز کی جا اوس سے نیاز

ای صنم ملتا ہی قسمت سے جوان رعنا
شاذ و نادر ہے جو اللہ ملائے جوڑا

۳۷ چشم بد دور خدا داد ملی صورت پاک — جامہ زیب ایسا ہی خوش وضع بھی اور خوش پوشاک
وہ طبیعت ہی کہ ہو پنجے نہ ملک کا ادراک — خلق خلقت مین ہی طینت مین تمہر ہے تہاک

شکل یوسف مری تصویر بکا کرتی ہے

قد سیو زہرہ مری چاہ کا دم بھرتی ہے

۳۸
نام تھا اپنا طرحداروں مین گھر گھر مشہور
آپ بھی حسن و ضباحت پہ ہم اپنے مغرور
سر مین تھا نشۂ جوانی کا تو سینہ مین سرور
نام لیتے تھے حسینون کا نہ حتے المقدور

روز آئینہ مین قدرت کے تماشائی تھے
رات دن شوق سے ہمشکل کے شیدائی تھے

۳۹
لطف محفل کا تھا باعیش و طرب یارون سے
روز نوروز تھا صحبت تھی عجب یارون سے
تھا تکلف نہ حجاب اور نہ ادب یارون سے
ایک کا ایک ہی دل شاد تھا سب یارون سے

رات مانند شب قدر گذر جاتی تھی
دن کے جلسون مین کبھی عید نہ یاد آتی تھی

تمہید ۳ معاشقہ و بزم و باغ

۴۰
صاحبو عشق کے آغاز کا اب ہے مذکور
ہے مثل است کہ تقدیر سے سب ہین مجبور
عشق ہے آب و گل آدم خاکی مین ضرور
جان برادس سے ہو یہ انسان کا نہین ہے مقدور

شدنی جو کہ مقدر ہے وہی ہوتا ہے
اپنی تقدیر کے لکھے کو بشر روتا ہے

۴۱
حضرت عشق کی آمد ہے خبردار ایدل
آفتین جھیلنی ہونگی تجھے ہشیار ایدل
طاقت و صبر تحمل کو نہو بار ایدل
قلق و رنج سے کرتا نہین انکار ایدل

جور معشوق کے سب تجکو اوٹھانی ہونگے
اشک حسرت تجھے فرقت مین بہانے ہونگے

۴۲
درد وہ آتا ہے جسکا نہین درمان اصلا
غم ہے جسکا نہین غم خوار جہان مین پیدا
صبح محشر ہے کہ دنیا مین نہین جسکی سما
ہے مرض جسکی میسر نہین عیسی کو دوا

ہے وہ شعلہ جو بجھاؤ تو بس اور آگ لگائے
ہے وہ ناوک کہ نکالو تو کلیجہ نکل آئے

۴۳ جمع تھے باغ مین اک رات نہت شاطر یار
ساز و سامان طرب و عیش کا سب تھا طیار
ہر روش نکہت گل آمد ایام بہار
نشۂ جوش جوانی مین ہر اک تھا سرشار

چند محبوب تھے اوس بزم مین گانے والے
شوخ طرار طرحدار رجھانے والے

۴۴ باغ مین بوے گل تر سے معطر تھے دماغ
تھا مکان چرخ ثوابت تو کواکب تھے چراغ
لالہ رویون سے دل لالہ پہ تھا رشک کا داغ
باغ رضوان سے بھی بڑھکر تھا کہین پائین باغ

چاندنی رات مین تھا چاندنی کا فرش تمام
ماہتابی کے مقابل تھا قمر بھی لب بام

۴۵ رونق بزم تھا دور مے ناب انگور
کوئی مدہوش تھا نشہ مین تھا کوئی مخمور
اختلاط ایک کو تھا ایک سے وہ عیش و سرور
اک پری نازنین خاموش بھی بیٹھی تھی دور

بت کی صورت تھا مگر گفت جان کو سکتا
دل تھا ڈوبا ہوا کیہ ہوش نہ تھا اوسکے بجا

۴۶ چشم رضوان مین کھٹکتی تھی وہ دلچسپ بہار
جھجھکے کرتے تھے ہر شاخ پہ مرغان ہزار
سبزہ خط رخ غلمان تھا تو طوبیٰ اشجار
خضر کے دل کو لبھاتے گئین موج انہار

شور بلبل بانگ ہوئی صاف صدائے قلقل
دل بلبل پہ اور اوسپر شور نمک خندۂ گل

۴۷ روش باغ تھی یا خطہ رہ کہکشان
جا کے طوبیٰ سے ملا نخل کا شجرہ رضوان
خوشۂ تاک پہ تھا خوشۂ پروین کا گمان
تھا مکان نور محل باغ تھا گر نور افشان

دلربا صوت مزامیر مسرت انگیز
رقص حور تصاویر پری حیرت خیز

۴۸ صاف شفاف عجب نور کی وہ بارہ دری
قصر قیصر تھے بلندی مین کہ وہ کوہ مری
ہووے شش در کہین بھی اسمین جو آجائے پری
دیدۂ ماہ مین تھی تاب سے خیرہ نظری

کٹہرہ سے شیش محل نور کا کاشانہ تھا

یا پریرویوں کے جھرمٹ سے پری خانہ تھا

۴۹ جمع احباب تھے اک جان دو قالب باہم
بزمِ خلوت تھی نہ اغیار کا تھا نام کو غم
جسقدر یار تھے بس اونہی محبوب و صنم
گروہ غلمانِ بہشتی تھے تو یہ حور ارم

تھا تجرد سے مجھے شوق نہ تھا میں عیاش
دل لگی تھی نہ کسی سے نہ حسینوں کی تلاش

۵۰ رقص کے بعد خورونوش کی آئی نوبت
طائفہ آئے جمی محفلِ عیش و عشرت
حیرت اک چھا گئی پریوں کی جو دیکھی صورت
حسن محبوبوں کا اللہ کی شان و قدرت

ساز نے ملکِ سماں باندھا بجائے کھٹ راج
لو لیے چرخ کو بھی ناچ نے نچوایا ناچ

۵۱ رقص پر چشمِ پری کی بھی نظر جائے جھپک
شور زنگولہ سے شورش نہ سماتا بہ سمک
گرم نظارہ ادھر دیدۂ انجم سے فلک
اسطرف محو تماشا شہ و جن و ملک

چھپ بلا قہر ادا غارت ایمان چتون
جی اوڑائے لیے جاتی تھی ہوائے دامن

۵۲ سنتے مردنگ تو ہو جاتی تھی کروبی دنگ
دلربا طبلہ کی پرنون سے اودھی دلمیں امنگ
اونچی تانون نے ملا تک پہ کیا عرصہ تنگ
دل کجا راگ کی تاثیر سے پانی تھی سنگ

ولولہ دل میں اوٹھا آنکھ سے آنسو جاری
سنکے کروبیوں پر ہو گئی حالت طاری

۵۳ چاند شش در ہوا باندھی یہ کیدا رو نے ہوا
آسمان سکتے میں ثابت تھا ہر اک سیارا
دلیس کو دلیس کی تاثیر نے پر دیس کیا
اور سورٹھ سے دلون میں ہوئی شورش برپا

رات آدھی جو گئی بھاگ گیا دلچسپ بہاگ
اور شکر خواب میں گاتی تھی پری جاگ ری جاگ

۵۴ نشۂ خواب کا آنکھوں میں ہوا جسکے ظہور
اور جگرانی سے تھا نیند میں ہر اک مخمور
وقت کے راگ کی تاثیر کا اعداد سپید و فور
ٹھہری آرام کی موقوف ہوئی بزم سرور

ہر جوان لیگیا محبوب کو اپنے ہمراہ
داد دی عیش کی عیاشون نے قصہ کوتاہ

طرح عشق و سراپای پریشانی معشوقہ کی زبانی

۵۵ اوٹھ کے مین اپنی چھپر کھٹ کیطرف جبکہ بڑھا — ساتھ کیا کہون اوسوقت جو کچھ پیش آیا
پہلے کچھ آہ کی آئی مرے کانون مین صدا — دیکھتا کیا ہون کہ افسردہ ہی اک ماہ لقا

پردہ جسوقت مسہری کا اوٹھایا مین نے
روتا دیکھا اوسے تب ماجرا پوچھا مین نے

۵۶ ہچکیان لیکے لگی اور زیادہ رونے — نازنین جان کو حسرت مین لگی وہ کھونے
تخم الفت کا لگی مزرع دل مین بونے — بولی کیون پوچھتے ہو چلیے ہم بھی سونے

یہ یہ فرماو گئے سب تو سراک یار کی ساتھ
اب رہا کون کہ لیجاے پکڑ میرا ہاتھ

۵۷ پیار کرتی ہون تمھین تمکو مری چاہ نہین — آپ اتراتے ہین یا عشق سے آگاہ نہین
کھاکے سوگند کہا مین نے کہ واللہ نہین — تمسے کیا ہم ہو خوبون سے مجھے راہ نہین

حال دل کہنے مین اغماض نہو تو فرماؤ
بولی کہتی ہون ذرا ٹھہرو مجھے پاس بٹھاؤ

۵۸ مین نہ سمجھا کہ بناوٹ کی ہی اسکی تقریر — یعنے باتون مین بچھاتی ہی یہ دام تزویر
ہوتا عیار اگر مین بھی تو کرتا تدبیر — مین نے پوچھا دل دشمن ہی کسیکا نخچیر

ہنس پڑی اوٹھ کے مسہری مین مری آئی پاس
بولی کہتی ہون جواب جمع ہوے میری حواس

۵۹ یعنے دلباختہ وصف آپکا سنکر مین بھی — یاد آتی تو عجب ہوتی تھی حالت دل کی
دیکھکر بانکی ادا کھنچ گئی جی مین تر بھی — ضبط دلبر نہ ہوا صبر نے بھی رخصت لی

ہوگیا جان کا لیوا مجھے کرکے مفتون

اِیڑی چوٹی پہ موے عشق کو قربان کرون

۶۰
دل ہوا تمپہ فدا تم نہین واقف پیارے
ہو کے خون رہ گئے آخر دل و جان بیچارے
دن جو حسرت مین کٹا شام الم کی مارے
رات بھر صبح ہوئی ہجر مین گن گن تارے

خاک مین آپ کی الفت نے ملایا جو بن
آتش عشق نے پھونکا دل و جان کا خرمن

۶۱
چوٹی اک کالی بلا سر پہ ہے میری اسوار
آہوے چشم ہوئی دام مین کاکل کی شکار
آستین کے ہین وہ افعی جو گلے کے ہین ہار
مانگ چوٹی ہے نہ کنگھی ہے نہ سر ہے نہ سنگار

بوے کاکل سے دماغ اپنا اوڑاجاتا ہے
طائر حسن بھی جنجال مین گھبراتا ہے

۶۲
دم اوجھتا ہے اگر زلف مین اوجھا شانہ
تاب سے ہے دل سودا زدہ بیتابانہ
کان کی بالیون تک بار ہوا دُر دانہ
ہے سد آگوش برآوا ز دل دیوانہ

صاف تقدیر کا بل ہو گئی ماتھے کی شکن
خاک افشان کی جگہ ملتی ہون نیکر جوگن

۶۳
ابرو خنجر کو پیرا ہنو تہ خنجر ہے گلا
حیرت آنکھون مین سمائی ہوئی ہے خواب کی جا
آنکھ جب دن سے لگی پھر نہ لگی آنکھ ذرا
لی کبھی خواب مین کروٹ نہ کھایا مکھڑا

پیار سے شب کو نہ بستہ پہ سلانے آئے
ناز کی خواب سے اک دن نہ جگانے آئے

۶۴
طائر رنگ نے بھی رخ سے کیا ہے پرواز
ناک مین دم ہے نہین بھاتا ہے بینی کا فواز
بے اثر ہو گیا نتھنون کی پھڑک کا اعجاز
نکہت اوس گل کی ہوا بے کیے کس دن دمساز

منہ ہے چھوٹا سا بڑی بات ہے کہنا مشکل
چپ بھی بنے ماجرا کہنے کے ہے رہنا مشکل

۶۵
تنگ پر سینے نے نخدان کی اوداسی چھائی
جی مین آتا ہے گلوبند سے لپٹون پھانسی
نہ تو شانہ ہی پھرتا ہے نہ بازو ہی کبھی
ڈالدون ہاتھون کو گردن مین تری بہ خوشی

بیکلی مین نہین بھاتی ہے کلائی سیہات
پنجہ شل ہوے اب دست حنائی سیہات

۶۶
جادو ٹونے سے کیے اور لاکھ سیانے بلوائے
چلہ درگاہ مین نوچندی کو جاکر باندہ آئے
منتین مانین لکھے نقش عمل تک پڑھوائے
تا وہ بلوائے مجھے خواہ وہی پاس آجائے

کوئی درجہ نہین تدبیر کا باقی رکھا
کس کو بھیجا نہین کس کس سے نہین عرض کیا

۶۷
چاک جامہ تن پر نور پہ ہو مثل کتان
کیا آرام ترے ہجر مین اے رحمت جان
تھی ادا بگڑی ہوئی جسپہ بناوٹ قربان
ہو گئی ترک خود آرائی کے سارے سامان

آس جب ٹوٹ گئی عشق نے پیدا کی راہ
صدقہ اللہ کے ملوایا ہے قصہ کوتاہ

۶۸
اب اگر اور مفصل کہون دل کا احوال
بار خاطر ہو تو بندی سے ہو جب کو ملال
آپ کے سامنے جاتے رہے سب ہم و خیال
ماجرا ہجر کا یاد آتا ہے کب وقت وصال

طول ہو قصۂ دل رات نہایت کم ہے
اب چلو سو رہین کہ لمبی گی جو دم مین دم ہے

ہنگامۂ خلوت و معاملہ وصلت

۶۹
خلوت خاص ہوا اور نام محفل تک کا دور
پاک پروانہ سے ہو دامن شمع پر نور
اوسپہ وہ دونون طرف جوش محبت کا وفور
پھر یہ اصرار کہ مین آپکی لونڈی ہون حضور

مجکو سب ہے کرے گا ری میرا کھائی حلوا
گر کہا آج نہ مانے مرا دیکھے مردا

۷۰
برطرف پھر تو تکلف ہوا اور شرم و حجاب
یعنے باہر ہوی جامہ سی ادھر رخ سی نقاب
آتش شوق سے مشتاقون کے دل تھے بیتاب
اختلاط ایسے ہوے گرم کہان تھی پھر تاب

عشوہ و ناز نے آخر یہ دکھایا انجام

مجکو چین آگیا اور راحت جان کو آرام

۷۱
دیکھ خونریزی کو ناگاہ ہوا اندیشا — خون بہا دیکھیے اس خون کا دینا ہو کیا
ہد سو سر خرو قسمت سے مگر ہونا تھا — پیار کر بوسہ لیے چھاتی سے لپٹا لیٹا

نازنین ہاتھ سے چٹ چٹ لین بلائین اوتھکر
آئین تعریف پہ کر شرم سے نیچی سی نظر

۷۲
دیکھا گھبرا کے تو کچھ پنڈا ہے پھیکا پھیکا — رنگ گلرنگ کا کافور ہے اور دم ہے فنا
سنسناہٹ ہے جو سینہ مین تو دل ہے ڈوبا — نبضین چھوٹی ہوئی اور ڈھیلی ہین عضا عضا

پتلیان پھر گئین اور آیا ہے گردن مین خم
ہوش جاتا رہے دیکھا جو یہ غش کا عالم

۷۳
عرق شرم مین ڈوبا ہوا پانی پانی — دلمین پچتاتا ہون کیا سخت ہوئی نادانی
التجائین بھی کین اللہ سے منت مانی — پیار سے مین نے کئی بار پکارا جانی

ہون بجا ہوش تو سو بار وہ دی مجکو جواب
دیکھا بیخود اوسے گھبرا کے اوٹھا پھر مین شتاب

۷۴
کر تیمم وہین قرآن کی ہوا دی لاکر — اور ملی خاک شفا اوسکے دل و دیدہ پر
پانی دم کر کے دیا تھا جو نہایت مضطر — تیل ماش اوتار اوتارا گھر و نقرہ و زر

اونکے اوپر سے کبھی پی گیا پانی کو اوتار
گرد مسہری کے پھرا گرد ہوا گاہ نثار

۷۵
رکھ کے سر زانو پہ پھر بیٹھ گیا اونکے پاس — کھول کر زلف معنبر کی سنگھائی بو باس
نکہت زلف پریشان سے ہوی جمع حواس — کھول دی آنکھ مجھی رنج مین دیکھا جو اوداس

دل کو ڈھارس دیا فرمایا سنبھل کر کیا ہے
عرض کی مین نے کہان شکر ہے جگ فرا ہے

۷۶
پھر تو اور اوسکو بڑھا مجمع تعشق مین — پھر تجکو بھی ہوئی یوسف ثانی کی چاہ
جاے انصاف ہے کیون دل کو نہ دل سے راہ — حسن تھا قدرت حق پرتی تھی قدسی کی نگاہ

شکل وہ پاک کہ سودل ہون تو کیجے قربان
جلوۂ حسن کہ غش سایہ پہ ہو دین و ایمان

سراپاے معشوقہ اول

۷۷

حور سے بڑھ کے ہی اوسشوخ مین نازک بدنی
گل سی رخسار لب لعل ہین لعل یمنی
سخت مغرور ہی اور خو مین بہت کم سخنی
حیلہ عادت مین ہی خصلت مین ہی توبہ شکنی

حسن محبوب مین قدرت کا تماشا دیکھا
اک خدائی کو صنم کے لیے شیدا دیکھا

۷۸

جذب الفت کا یہ عالم ہے کہ ہی عالم گیر
ایک عالم کو کیا حسن پری نے تسخیر
سحر باتون مین ہی اعجاز کی گویا تقریر
کوے محبوب مین رہتا ہی عجب جم غفیر

دل فریبی سے ہی خود رفتہ و دلہ عالم
کون دل ہی جہان مین جو نہین وقف ستم

۷۹

ہمہ تن محو خیال رخ جانان ہین ہم
دل کے آئینہ مین بھی ثبت ہی تصویر صنم
جب سراپا کے لیے مین نے کیا عزم رقم
اوتری شیشہ مین پری آئی ادھر جو رام

ہے قلم وصف سراپاے صنم مین جو رواں
قلزم طبع مین مضمون سے بپا ہے طوفان

۸۰

جب یہ چاہا کہ کرون وصف سراپا رقم
جلوۂ حسن مضامین کی بڑی ملک مین دھوم
لیکے موجود سے افراد تھے جو جو معدوم
سنکے فرمائشون کا سب نے کیا اُسکے ہجوم

ہر طرف سے مجھے آتے تھے برابر پیغام
سب نے بھیجے مجھے تشبیہ کے اکثر پیغام

۸۱

خط فردوسیہ مین خط مجھے رضوان نے لکھا
نامہ بر ہو کے اودے خلد سے غلمان لایا
ورق گل پہ کیا صاف یہ تازہ انشا
سیپے اگر مد نظر وصف کسی گلرو کا

بہر تشبیہ سراپاے قد جان جہان

گر ہوں منظور تو لو نذر میں حور و غلمان

۸۲

آمد آمد ہی تھی حور دن کی کہ با نفس نفیس
خط سلیمان کا چلے لیکے سبا سے بلقیس
لاکھ پریان تھیں سواری میں انیس اور جلیس
ہر پر نزاد پر از حیلہ و مکر و تلبیس

سعی بلقیس سلیمان نے یہ کی تھی مسطور
لکھیے کچھ حسن کی اوصاف میں اسکا مذکور

۸۳

رشک سے قلزم و عمان میں جو اک موج اوٹھی
کھیپ بھجوائی پر از لولو لالا سے جلی
لعل نے بھیجے بدخشان سے بھی پیغام کئی
گٹھری آ ہونے بھی نافون کی خطا سے بھیجی

خضر بھی چشمۂ ظلمات سے لائے پانی
لائے الیاس بھی یاقوت کئی رمانی

۸۴

رکھکے پھر آئینہ کی اہل حلب نے تقریر
ہے صفائی کی اگر یہ نظر کچھ تحریر
کیجے بیساختہ وصف آئینہ رو کا تسطیر
او ترے شیشہ میں پریٰ کھینچے ایسی تصویر

لوح محفوظ سے خوبان جہان کا حکیا
عالم نور سے جبریل بھی لیکر آیا

۸۵

عین آنکھون کا تصور تھا جو منظور نظر
سحر کا سامری نے رکھدیا چشمہ لاکر
مرمو ہو گئی حیرت سے جو گرگ شتدر
چشم امید سے کی قطع نظر اوسنے او دھر

چشم زخمی سے ہوا آہو چین کے بسمل
چشم پوشی سے مرے ہو گئے بادام خجل

۸۶

فکر و اوہام یہ بیجا تھی خیالات فضول
مختصر وصف سراپا کا ہے لاطائل طول
لاابالی یہان فرمائشین کب ہین مقبول
ایسی تشبیہون سے ہی ذہن رسا سخت ملول

اوسکا وہ حسن خداداد ہے ماشاء اللہ
ہین مہ و مہر فروغ رخ روشن پہ گواہ

۸۷

آئنہ گلشن کا بھلا آپہی کا ہے محتاج
رنگ رو سے رخ زیبا کو نہین ہے معراج
کھوٹی چیز وہان ہی ہوتا ہے تکلف کا رواج
تسکے تاہون ہین ہے اہل سخن استمزاج

جب کہ مدح کو پیوا سے تشابیہ نہو
خود جو ہو ضرب مثل پھر اوسکو تشبیہ بھی دو

۸۸
کرکے یک لخت مین اب قطع نظر ای رعنا
چشم پوشی کرون تشبیہون سے از سر تا پا
قلم انداز کرون ایک قلم اونکو بجا
حق بجانب ہے سراپا للھون سیدھا

سنده منت کش رضوان و سلیمان نہوا
شکر خلاق کہ شرمندہ احسان نہوا

۸۹
آفتاب فلک حسن ہے وہ ماہ لقا
ماہ کامل ہے کہ ہے برج شرف کا تارا
مطلع حسن ہے یا جلوہ طور سینا
الغرض نور کا عالم ہے عجب صل علے

خوبی و شوخی و حسن و رخ زیبا و ادا
انچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا دارے

۹۰
واہ کیا حسن خداداد ہے اوس گلرو کا
ہے اوسی غیرت بلقیس پہ عالم شیدا
طشت از بام ہوا حسن کا اوسکے شہرا
جا بجا دیر و حرم مین ہے اوسکا چرچا

پیر گردون نے کہان دیکھا ہے اوسکا ثانی
خاک برسر ہو اگر دیکھ لے خاکہ مانی

۹۱
قد ہے مصرع تو جبین حسن کا مطلع گویا
شعر کاکل سے ہوا ملکے مثلث خمسا
بیت ابرو کی ہے تضمین سے مشطع ایسا
نرہا سبع معلق کو ذرا بھی رتبا

ہاتہ میرے جو بیاض آئی تو ڈھونڈھون مضمون
شعر باریک کرون موے کمر کا موزون

۹۲
قامت راست کو شمشاد کہون دلبر کے
یا کہ دون سرو کی تشبیہ قد جانان سے
الف نور لکھا ہے ید قدرت نے ولی
قامت یار کو زیبا ہے قیامت کہیے

فاختہ سرو روان کیکے پکارے کو کو
بولی حق سبحانہ و تعالی یہ ہو گویا جادو

۹۳
ہر لون سوچے ہیں شب تار مین مین نے مضمون
جیسے لیلی کی تصور مین ہو حیران مجنون

تیرہ بختی جو کسی کفر مین کیا اوسکو لکھون | تیرہ اوس سودی مین جل بل کر ہوا دل کا خون

الف لیلی کی بھی ظلمات مین کاٹے چلے
مثل موسیٰ کے پریشان عدم مین بھٹکے

۹۴

شب دیجور ہی کافر کی سر چوٹی | ہے وہ ظلمات پھر خضر بھی بھٹکا تا جی
ہے شب ہجر سی عشاق کی چوٹی لنبی | ناگ کالا سر گنجینہ پہ بیٹھا ہی کوئی

دیکھ چوٹی مین یہ موباف زری ہے لٹکا
صبح کاذب ہے کہ ہے جلوۂ فرقد پیدا

۹۵

لوگ کہتے ہین کہ واللیل ہی اوسکی چوٹی | مین یہ کہتا ہون شب قدر ہی جانبازون کی
کھولکر اوسکو چھپا لیتی ہین چہرہ جو کبھی | ہی خسوف قمر آتا ہے یقین سب کو یہی

ہو نہ کافر کو بھی سودا کبھی اوس چوٹی کا
تیرہ بختی ہو یہ دشمن کو نصیب اعدا

۹۶

عنبرین جعد سی ساری ہوئی جب کیسو ہو | لوگ کہنے لگے شب عنبر سارا ہے
فرق رکھتی نہین کچھ نکہت عنبر سو مو | کاکل و زلف بلا دام ہین جعد و گیسو

مشک چین مشک ختن ناقۂ تبت تا نافہ
سامنے چارون کے کافور ہوئی ہر چار

۹۷

مانگ دل مانگ کی عاشق کا نہین دیتی آہ | کہکشان ہی شب یلدا مین کہ ظلمات کی راہ
خال تابندہ ہی وہ یا ہی گہن مین یہ ماہ | جا پڑے گر دل عاشق تو بس انا للہ

دو لڑی موتیون کی اوسمین پڑی ہین زیبا
صبح کاذب کا شب تار مین یا ہے جلوا

۹۸

نہ نہین یہ یا تھی یہ اوتری ہین لیا رخ کو گہر | ہے یہ سورج گہن اسوجہ سے چھایا اندھیر
کاکلین دوش پہ اور رخ سے ہوئین نہین تتر | کالی ہوتی نہین ان گیسوون کی سیر سے سیر

مغ دل ایک ہو یہ اسکے لیے دام کئی
کیسا اندھیر ہے دن ایک ہی اور شام کئی

۹۹
کیا اوڑا لیگئی کاکل کی صبا مشکین بو
نازنانہ کو ختن مین جو ہوا ہے ہر سو
پھرتے آوارہ وحشی ہین خطا سے آہو
سو بسو سحر سے مامور ہین سو سے گیسو

زلف جادو کا اگر سایہ پری پر پڑ جاے
نقش تصویر ہو تصویر سے سایہ نظر آے

۱۰۰
حال زلفون کی پریشانی کا کچھ بھی کہیے
بکھرے دل سینہ مین دندان مین زبان بھی اوجھے
نہ نفشہ کو نہ سنبل کو ہے نسبت اوسے
اوسکے جنجال مین دل سیکڑون اولجھے دیکھے

لاکھ مشاطہ سر شام سے سے سلجھاے
دل عاشق کہین ممکن ہے کہ باہر آے

۱۰۱
رات چوٹی ہو تو ہے ماہ جبین ماہ مراد
وہ ہے واللیل یہ والشمس کی دیتا ہے یاد
صبح صادق بھی اوسی کہتے ہین اہل اوراد
سورۂ نور کا مطلع ہے وہ بالرب عباد

حسن مطلع ہے جبین اور ہی مطلع ابرو
ابرو محراب حرم کی ہین تو آنکھین آہو

۱۰۲
اژدر چوٹی ہو کافر ہے بلا ہے جادو
کاکلین سانپ ہین اور زلف چلیپا بچھو
دام دلکش ہین بلا کی وہ پریشان گیسو
ہو گئے صید و شکار اونہین حرم کی آہو

خم کاکل نے تو پھندے مین پھنسائی یہ غزال
آہو چشم کو ہے زلف کا جال اک جنجال

۱۰۳
عید کا چاند ہے یا ہے وہ جبین مہ پارا
افق مطلع انوار ہے یا جلوہ نما
صبح صادق ہے شب قدر کی یہ نام خدا
ہے مہ و مہر کا نور اوسکے مقابل پھیکا

حرف تقدیر نظر آئے نہ پیشانی
ہے سکندر کا بھی اب آئینہ یا فانی

۱۰۴
داہنی ماتھے پہ زیبا ہے بصد خوش وضعی
جس طرح گرد ہو مہتاب کے ہالہ کوئی
چاند کا ماتھا ہے ٹیکے پہ ہے تارا چمکتی
زلف سے تا بکمر لٹکی ہے موتی کی لڑی

ہار گیسو ہو تو ہے کنچلی سانپ کی سہر

ہے وہ انداز حسینوں کا تو یہ ہے زیور

۱۰۵
بحر خوبی کی وہ موجیں ہیں کہ ہیں چین جبین
رشک سے ماتھے کو پکڑا ہے پھریری لعبت چین
چاند تارہ کی عجب زیب ہے ماتھے کے قرین
ہے جو یہ ماہ تو وہ صاف ہے عقد پروین

عرق ناصیہ کے قطروں سے یہ پیدا ہے
چرخ خوبی کا یہ ثابت ہے وہ سیارا ہے

۱۰۶
ہیں کمان ابرو سے خمدار نہیں شک صیاد
آب توسین سے بھی بڑھکی ہے ادکا رتبا
برق سان جنبش ابروی صنم ہے گویا
چلہ کش گوشۂ خاطر سے بھلا ہیں اوسکی کیا

وہ کمان ہے تو نگہ ناوک صید افگن ہے
لب معشوق ہوا ہیں تیر کو یہ قدغن ہے

۱۰۷
آہو نازبینہ ہیں وہ چشم جادو
لوگ کہتے ہیں اوسے ابلق ایام ہے تو
تازیانہ ہوا دنبالۂ سرمہ ہر سو
سرگیں آنکھیں ہیں آہو تو دماغ آہو

مردمو شیشے ہیں اوتری ہے بعینہ یہ پری
چشم بددور ہے یا مردمک چشم اونکی

۱۰۸
چشم ابیض ہیں نہیں ہے یہ رگون کی سرخی
ہے خط نسخ میں تفسیر لکھی بیضاوی
آنکھ محمل ہے بعینہ تو ہے پتلی لیلی
ماہ دو ہفتہ گہن میں ہے پھبتی ہے نئی

ہے نظر بندی کہ پتلی کا تماشا ہے آج
یا یہ پریون کو ہوئی عرش بریں پر معراج

۱۰۹
چشم انصاف ہے ہم چشم سے مردم کو مدام
چشم جانانہ کو نی نغز ہیں کہتے بادام
نام سے نرگس بیمار کے ہوتا ہے دکام
صاد ہم اوسپہ کریں جو لکھے تشبیہ تمام

وصف تھا دیدۂ خوبیں کا مجھے مدنظر
دھیان میں چشم تغافل کے رہی کچھ نہ خبر

۱۱۰
حسن کی ناک ہے بینی کا کہون کیا انداز
سحر فتنون میں اگر ہے تو پھڑک میں اعجاز
بینی و رخ میں ہے خوبی کا نشیب و فراز
پست خود بینون کا ہے سامنے سب کے نماز

ہر جوان لیگیا محبوب کو اپنے ہمراہ
داد دی عیش کی عیاشون نے قصہ کوتاہ

طرح عشق و سراپای پریشانی معشوقہ کی زبانی

۵۵ اوٹھ کے مین اپنی چھپر کھٹ کیطرف جبکہ بڑھا — سانحہ کیا کہون اوسوقت جو کچھ پیش آیا
پہلے کچھ آہ کی آئی مرے کانون مین صدا — دیکھتا کیا ہون کہ افسردہ ہی اک ماہ لقا

پردہ جسوقت مسہری کا اوٹھایا مین نے
روتا دیکھا اوسے تب ماجرا پوچھا مین نے

۵۶ ہچکیان لیکے لگی اور زیادہ رونے — نازنین جان کو حسرت مین لگی وہ کھونے
تخم الفت کا لگی مزرع دل مین بونے — بولی کیون پوچھتے ہو چلیے ہم بھی سونے

یہ یہ فرماو گئے سب تو ہر اک یار کی ساتھ
اب رہا کون کہ لیجاے پکڑ میرا ہاتھ

۵۷ پیار کرتی ہون تمھین تمکو مری چاہ نہین — آپ اتراتے ہین یا عشق سے آگاہ نہین
کھاکے سوگند کہا مین نے کہ واللہ نہین — تمسے کیا ہم ہو خوبون سے مجھے راہ نہین

حال دل کہنے مین اغماض نہو تو فرماو
بولی کہتی ہون ذرا ٹھہرو مجھے پاس بٹھاو

۵۸ مین نہ سمجھی کہ بناوٹ کی ہی اسکی تقریر — یعنے باتون مین بچھاتی ہی یہ دام تزویر
ہوتا عیار اگر مین بھی تو کرتا تدبیر — مین نے پوچھا دل دشمن ہی کسیکا نخچیر

ہنس پڑی اوٹھکے مسہری مین مری آئی پاس
بولی کہتی ہون ذرا جمع ہوے میرے حواس

۵۹ یعنے دلبانہ وہ صورت آپکا شکر مین بھی — یاد آتی تو عجب ہوتی تھی حالت دل کی
دیکھکر بانکی ادا کھب گئی جی مین مرے بھی — ضبط دلبر نہ ہوا صبر نے بھی رخصت لی
ہوگیا جان کا لیوا مجھے کرکے مفتون

اڑی چوٹی پہ ہوے عشق کو قربان کروں

۶۰
دل ہوا تمپہ فدا تم نہیں واقف پیارے
ہو کے خون رہ گئے آخر دل و جان بیچارے
دن جو حسرت میں کٹا شام الم کی مارے
رات بھر صبح ہوئی ہجر میں گن گن تارے

خاک میں آپ کی الفت نے ملایا جو بن
آتش عشق نے پھونکا دل و جان کا خرمن

۶۱
چوٹی اک کالی بلا سر پہ ہے میری اسوار
آہوے مشکیں ہوئی دام میں کاکل کی شکار
آستین کے ہیں وہ افعی جو گلے کی ہیں ہار
مانگ چوٹی ہے نہ کنگھی ہے نہ سرمہ نہ سنگار

بوے کاکل سے دماغ اپنا اوڑاجاتا ہے
طائر حسن بھی جنجال میں گھبراتا ہے

۶۲
دم اوجھتا ہے اگر زلف میں اوجھا شانہ
تاب سے ہے دل سودا زدہ بیتابانہ
کان کی بالیوں تک بار ہوا دُر دانہ
ہے سد اگوش بر آواز دل دیوانہ

صاف تقدیر کا بل ہو گئی ماتھے کی شکن
خاک افشاں کی جگہ ملتی ہوں نیکر جوگن

۶۳
ابرو خنجر کو پیارا ہو تو خنجر ہے گلا
حیرت آنکھوں میں سمائی ہوئی ہے خواب کی جا
آنکھ جب دن سے لگی پھر نہ لگی آنکھ ذرا
لی کبھی خواب میں کروٹ نہ کھایا مکھڑا

پیار سے شب کو نہ بستر پہ سلانے آئے
ناز کی خواب سے اک دن نہ جگانے آئے

۶۴
طائر رنگ نے بھی رخ سے کیا ہے پرواز
ناک میں دم ہے نہیں بھاتا ہے بینی کا فراز
بے اثر ہو گیا نتھنوں کی پھڑک کا اعجاز
نکہت اوس گل کی ہوا بے کسی دن دمساز

منہ ہے چھوٹا سا بڑی بات ہے کہنا مشکل
چپ بھی بے ماجرا کہنے کے ہے رہنا مشکل

۶۵
تنگ پر سینے نے خذان کی اوداسی چھائی
جی میں آتا ہے گلوبند سے لپٹوں پھانسی
نہ تو شانہ ہی پھر کتا ہے نہ بازو ہی کبھی
ڈالدوں ہاتھوں کو گردن میں تری ہے یہ خوشی

۱۲۳
دفن اوس سرو سہی کا ہی عجب سیب ذقن
عرصۂ حسن کے مابین ہے چاہ کنعان
گل آزاد تمر لایا پھلا سرو روان
چاہ مین ڈوبا زلیخا ئی مین یوسف جوان

تہ نہین جسکی کہین ہے یہ وہ گرداب بلا
خضر سے کہدو کہین نوح نہ کھائین غوطا

۱۲۴
بولے کر دلبی رہین مجھسے لگا کان سی کان
گل رضوان نے عجیب آج کیے ہین بیان
کان دھر کر جو سنو تم تو کرین راز بیان
کرتے ہین حلقہ بگوشی تری حتے الامکان

نسبت گوش گل غبی سے کیجے اقرار
کان پہ ہاتہ کو رکھکر کیا مین نے انکار

۱۲۴
گوری گردن ہے کہ بلور ہی سانچے مین ڈھلا
موتی مانند صراحی ہے گلے کا منکا
گل تر چہرہ گلو شاخ گل اور قد طوبے
عاشقون کو ہے یہی تازہ دم دعا گا

غنچہ ہاے دل عشاق مین گردن کے ہار
عشق مین اوسکو مجھے پھانسی ہی تار زنار

۱۲۵
حیرت ہی مجھے بلکہ عجب کا ہی مقام
حسن محبوب جو کعبہ ہی تو وہ کفر و ظلام
گردن اور بازو پہ رشتہ ہی ہندو جانیلی خام
کفر کعبہ سے جو اوٹھے تو کہان پھر اسلام

ہے تعصب مجھے مین اوسپہ چلاؤن گنڈا
کفر و اسلام کا اس رنگ سے توڑون رشتا

۱۲۶
اونچے شانون سی عجب شان خدا ہی پیدا
جی اوٹھون گروہ موی پر بھی مجھے ہی کاندہا
ہاتہ ہین حور و پری نے کیے یا شہپر وا
صاف بلور کی ہے شاخ کلا کی گویا

ہاتہ ہین نام خدا قدرت حق کی صورت
ہاتہ گر ہو نچا تو مین چومونگا یہ قدرت

۱۲۷
دست رس آج مری طبع کو ہی دست بخیر
لو سر دست دکھا دیتا ہون مضمون کی سیر
کون کافر اوسے کہتا ہی صنم صاحب دیر
دست آویز یہ اسلام کی ہی کفر سے غیر

دیکھیو لو موصنو با دیدۂ حق مین پنجا

۱۲۸ لفظ اللہ کا لکھا ہوا ہے نام خدا

یار کے دست نگارین پہ نہین رنگ حنا
خون بہا وزد حنا نے ہے یہ قاتل سی لیا
ہاتہ مل دل ہوے خون ہاتہ نہ آیا بوسا
افق نور ہتیلی وہ شفق ہے حمرا

۱۲۹ روز روشن مین یہ اندھیر کہ شب خون مارا
کہدو ہوائی سے ہے شہ حسن کی اے وزد حنا

ناخن ابیض و شفاف و مصفا اوسکا
آب اور تاب مین وہ مہر تو ہیرا ذرا
لال ہے رنگ حنائی سے کہ یاقوت نما
چرخ خوبی کا بنا چاند جو ناخن ترشا

۱۳۰ عقدۂ فرقت عشاق کے کھولے ناخن
اوسکی الفت مین کبھی عور و پری تنکی چن

دست محبوب کا جب مین نے کیا وصف تمام
قاف تک دست بدست اوسکا ہوا شہرہ عام
آئین لینے کو بلائین مری پریان گلفام
ہاتہ جھٹکا تو چڑیلین لگین دینے دشنام

۱۳۱ ہاتھا پائی مین مرا ہاتہ یکایک جو پڑا
سیب پستان پری زاد مری ہاتہ آیا

گول گول اوبھرا کڑا اونچا نکیلا سینہ
گنج خوبی کا ہے وہ مہر سہ گنجینہ
صاف باطن ہے وہ سینہ صفت آئینہ
حسن معراج اگر پائے تو وہ ہو زینہ

۱۳۲ حسن و خوبی سے ہین یہ دونون خزانے معمور
مدہ سی معمور ہین جوبن سے سراسر پر نور

محرم راز سے در پردہ ہے وصف انگیا کا
حال ہشاط سی سخت اوسکی کساوٹ کا کھلا
دم کے رکنے سے یہان بند ہوا اک ڈھیلا
طائر حسن ہے وہ کہتے ہین جسکو چڑیا

۱۳۳ لوٹ جانے کی پہنسا مینگی اوسی جال مین ہم
آب و دانہ کی نیا ئین گے کہوڑی محرم

مرغ دل کے لیے ٹھہرایا جو اوسکو جوڑا
مرغ بسمل کی طرح شوق سے تڑپا پھڑکا
طائر روح اودھر بیل پہ وہ ادھر چیلا
ایک مادہ کو جو دو نر سے پڑا ہے پالا

جان و دل دونون کی آئی ہین اب خیر نظر
بنکے صیاد شکار آپ ہوے چڑیا پر
۱۳۴

مدتون وصل مین اوس سینہ سے پایا ہی سرور
برسون فرقت مین کیا کوٹ کی چھاتی کو بھور
گات کو کوی مین بھر بھر کے دبوچا ہی ضرور
آج خمیازۂ حسرت سی ہین دل مین ناسور

بے کرے دل کیے اوس سینہ کو چھاتی سی لگاے
شوق کی فرط سے مشتاق کی چھاتی پھٹ جاے
۱۳۵

بدھیان پھولون کی کیا دیتی ہین سینہ پہ بہار
بلبل دل کی نظر مین گل نکزار ہے خار
رشتۂ جان کی لیے ہوگیا دلکش زنار
سینہ نارنج ہے یا سیب ہے بھی ہی کہ انار

دل ہی یوسف کی طرح ایک خریدار کئی
ہے انار ایک مگر اوسکے ہین بیمار کئی
۱۳۶

رشک نرمی سے سوا میدہ کا آٹا گیلا
زنگ قاقم کا مکدر ہے قمر کا پھیکا
جان دے مر مر کے اگر دیکھیے مرمر وہ صفا
قلزم نور شکم ناف ہے گرداب بلا

بحر خوبی ہے صنم صاف شکم عین حباب
فرش ہوجاے پھری پیٹ کو پکڑی سیماب
۱۳۷

وہ ترا قد کی بہت دار نکیلی انگیا
کرتی جالی کی اور اوسپر وہ سنہری لچکا
چشمۂ خور مین ہے یا جال شعاعی پھیلا
گدگدی پیٹ کی لیتی ہی پھریرا پھڑکا

اونچی کرتی سے شکن صاف نظر آتی ہی
لین جو انگڑائی تو تصویر سی کھنچ جاتی ہی
۱۳۸

کمر کلک مین آئیگا نہین گر لچکا
بال باندھا لکھون مضمون کمر کا سیدھا
موشگافی سے پریشان ہو طبع شعرا
پھر نزاکت کا یہان نام نہ لیوے چیتا

گر نہ ہاتھ آئے کہ ہو وصف کمر کو اغماض
خالی اک سند کی جا چھوڑ کھون صاف بیاض
۱۳۹

قافیہ تنگ ہو شاعر کا وہ مضمون ہو جھا
صنف گوہر عشرت ہین ہم دو یک جا

خمسہ بیان خوبان

غنچۂ باغ جنان ہے نہ لگی جسکو ہوا
دون وہ تشبیہ کہ سنکے حیا

چاک دامان صبا کا ہے یہ گلپرسایہ
عکس پا شیشہ مین ہے چشم پری کا اترا

۱۴۰

کوہکن لایا تھا جسکو وہ سمجوئی شیرین
سنگدل شوخ کی ہین کوہ سی وہ دونون سرین

زینت کرسی و ہم مسند عزت و تمکین
گود مین بیٹھین تو عشاق کو آئے تسکین

گدگدے نرم ملائم ہین صفا مین صندل
غیرت قاقم و سنجاب و سمور و مخمل

۱۴۱

ران کے وصف مین حیران ہون از سر تا پا
نسبت نقرہ و بلور نہین ہے زیبا

ران کا زانون مین ہے خواب خیال اب رعنا
ران کی یاد نے مچھلی کی طرح تڑپایا

سخت بیدار ہین تو رکھین گے ہم ران پہ ان
طاق خفتہ اگر ہین تو رہین گے ارمان

۱۴۲

یا تو ہر فخر سے سر رکھتی ہین سب خیل بتان
گلشن دہر مین کیا خوب ہے یہ سرو روان

نقش پا قبلہ نما ہے یہ ہے اپنا ایمان
ملتے ہین یا بت صنم آنکھون سے حور و غلمان

سجدہ گاہ ملکوت اوسکا ہوا یا انداز
ٹھوکرون مین ہے مسیحا کا سراپا اعجاز

۱۴۳

دیکھنا چاہیے لیلے کو بچشم مجنون
اوسکا سایہ ہے پری نیکر اوسی پر مفتون

معجز عیسی مریم کا ہے رفتار سی خون
جھوٹ ناسحر اور اٹھکھیلیون کی چال فسون

کیسی مستانہ قیامت کی چھبیلی ہے چال
کبک اور ہنس زخود رفتہ ہین آہو بامال

۱۴۴

ہے تہ اک کولی پہ اور ایک ہو بالای دہان
کب لچکتی ہوئی اوس چال سے ہو دل کو امان

سینہ اوبھرا ہوا گردن خم اور کچھ خندان
تکتی در دیدہ نگاہون سے چلے شرم کمان

پاؤن ٹھکرا کے جو پازیب کی جھنکار کرے
خفتہ بخت عدم کو ابھی بیدار کرے

۱۴۵
عاشق پردہ ہوا جب آئینۂ زانو کا
سر کو بل پھینک کے آئینہ سکندر آیا
آب آئینہ سے پانی ہو بہت سا جاتا
ڈوبتا چینی مین پانی بھی نہ یوسف کو ملتا

آئینہ دیوین سے یون نسبت زانو ہے عیان
آئینہ داری ہے جس طرح حضور کو ران

۱۴۶
شوخ شتاخ ہو وہ کافر بیدین عیار
رام اوس بت نے کیی زاہد و مومن دیندار
ہے قیام اوسکا قیامت تو بلا کی رفتار
ستم و جور و جفا سب کے نرالے اطوار

ڈھنگ ہین سارے نئے چھب نئی انداز نئے
طور تازہ ہین کرشمہ مین نئے ناز نئے

۱۴۷
ایسا معشوق اور اوسپر ہو وہ اپنا مفتون
کس زبان سے کہو اللہ کا مین شکر کرون
عیش ہی وصل ہی خلوت ہی وہ ہین اور مین ہون
اونکا مین بندۂ احسان ہون وہ میرے ممنون

الفاتون مین طبیعت کے ہی کچھ لطف عجیب
خوش نصیبی ہے کرے جسکو کہ اللہ نصیب

بنیاد مفارقت و بحث نالکہ وحال فراق و وصال

۱۴۸
میرے اور اوسکے جو آپسمین بڑھا یارانہ
اک زمانہ مین وہ گھر گھر کا ہوا افسانہ
مین اگر شمع تو دلسوزی سے وہ پروانہ
وہ جو لیلی تو مین مجنون کی طرح دیوانہ

آفت جان ہوئی میرے لیے اونکی شہرت
ایک عالم ہوا مشتاق جمال صورت

۱۴۹
نالکہ جو ہوا حال یہ سارا معلوم
دیکھا عشاق کا رہتا ہی سر راہ ہجوم
جیمین اتر آگئی سمجھی مرے جاگے مقسوم
آیا حرانہ کے دل مین یہ خیال مذموم

پڑ گئی گھر مین تو بس ہو گئی خانہ برباد
آج سے آمد و شد کیجیے موقوف اوستاد

۱۵۰
تھا ہر اک جمعہ کو گھر جانیکا اونکا دستور
سر کے حمام علی آتی تھین ہفتہ کو ضرور

ہفتہ بھر گذرا یہ آنیکا وہان کیا مذکور
دل مین حیران ہون کہ ایسا ہوا کیا مجھ کو قصور

آدمی جاتا ہی پر اوسسے ملاقات کہان
تانکہ پھولی ہوئی بیٹھی ہے وہ بات کہان

۱۵۱
گاہ یہ چال کہ درگاہ کو جاتی ہین وہ
اور کسی روز یہ کھڑاگ کہ گاتی ہین وہ
گہہ عمل گاہ یہ جل جاتے آتی ہین وہ
کبھی یہ فیل کہ موقع نہین پاتی ہین وہ

قصہ کوتاہ کہا صاف ہوا جب اصرار
وہ نہ آئین گی کہو اب نہ بلائین زنہار

۱۵۲
خانگی رکھہ لین نہین شوق سے کرلین شادی
کسیون کر نکرین گھر کی مگر بربادی
کھل گئی اونکی مجھے خوب بس اب اوستادی
ایک تنخواہ کی بیچے ہے یہ سب جلادی

زوج مجرے سے گئی شہر کا ملنا چھوٹا
کیا ملاقات کرے قہر خدا کا ٹوٹا

۱۵۳
دس بھلے آدمی آن آن کے پھر جاتی ہین
سب رئیس اور امرا شہر کے بلواتے ہین
کنچنین آ آکے برا کہتے ہین شر ملتے ہین
طعنہ سازندون کی دن آئی کسی بھاتی ہین

دین دنیا سے گئی مفت ہوا گھر برباد
کہدو سرکار سے لونڈی کو کرین اب آزاد

۱۵۴
مار بلبری کی ان چھو کر یون پر آمین
لٹو ہو جاتی ہین دیکھا جو کہین مرد حسین
اور جو خاطر کی تو مردار پھر آپے مین نہین
ملگیا دھگڑا جو عیاش تو اوسکی ہولین

پاس خدمت تو کہان خاک وہ کردین گھر کو
بیٹھتی لاکھہ پھرے تانکہ اپنے سر کو

۱۵۵
سیر باغ اونکو دکھا دیتے ہین کیسا عیار
کسیبان ایک ہون عیاش مگر سو مکار
زر سے زیور سے اطاعت سے وہ ہون یار نثار
بات جب کوئی نہین آئی بنے عاشق زار

مڑھ چڑھا لین کرین جی جان سے صدقے ہو جائین
الغرض لاکھہ جگت پیچ کرین گھر مین بٹھائین

۱۵۶
اور نکو یہ قید کہ گھر سے نہ نکلنے پائین — در کجا تا بہ زیچہ بھی نہ ہرگز آئین
گھر مین جو چاہین کرین لیک نہ باہر جائین — نام بھولے سے بھی میرا نہ زبان پر لائین

قفل ڈیوڑھی پہ سرِ شام سے پڑ جاتے ہین
غیر در آنے مگر شوق سے در آتے ہین

۱۵۷
نالۂ سخت وہ بد ذات کہ خالق نہ دکھائے — سیدھی گر ایک کہو اوس سے تو سو ٹیڑھی سنائے
لیکے سنکر ہو اگر پانو پڑ و سر ہو جائے — موت بھی تو نہین خرانٹ کو آتی ہی ہائے

ہین وہ مجبور ادھر اور ادھر مین حیران
وہ ہین مشکل مین گرفتار یہان ضیق مین جان

۱۵۸
طمع کر دیجیے تو کان نہین دھرتی ہے — اور سمجھائیے تو بات نہین کرتی ہے
فعل مختار نہ ہو جائین یہی ڈرتی ہے — نام میرا کہین آجائے تو بس مرتی ہے

کارگر ایک بھی زنہار نہ تدبیر ہوئی
مجھسے برگشتہ ہی آخر مری تقدیر ہوئی

۱۵۹
بچھڑا محبوب جو یک لخت مری پاس سے آہ — لٹ گیا کشور دل لشکر غم سے ناگاہ
دولت صبر و تحمل ہوئی فرقت مین تباہ — درد و غم بے دل ناشاد سے پیدا کی راہ

بہہ گیا خون جگر آنکھ سے دریا ہو کر
جان بھی تن سے ہوا ہو گئی شعلا ہو کر

۱۶۰
غمکدہ ہو گیا بے یار کے خلوت خانہ — مین ہون تنہائی ہے دلدار کا ہی فسانہ
عرض کی صبر نے رخصت کا ملے پروانہ — عقل بولی چلو آباد کرو ویرانہ

چھوڑ کر جان حزین ہو گئے غمخوار جدا
بخت برگشتہ ہوے جب سے ہوا یار جدا

۱۶۱
حال زار اپنا وہ پر غم تھا نصیب اعدا — یعنے دشمن کی بھی دشمن کو نہ دکھلائے خدا
او سیہ غم اونکا دوبالا کہ نہ دیکھا نہ سنا — اونکو غم میرا مجھے اونکا قلق صبح و مسا

ہون جب اک جان دو قالب تو نہون کیون مغموم

وہ مرے دید سے ہیں وصل سے اونکی محروم

۱۶۲
فرطِ غم سے نہیں رہتا ہی جو دلبر قابو
دل بھر آتا ہے تو روتی ہیں وہ آنکھ آنکھ انسو
ضبطِ گریہ سے دم آتا ہی نکل تا بہ گلو
غم ہے یوں دل میں نہاں غنچہ میں جیسے رنگ ہو بو

شمع و شبنم صفت رات کو ہی زار و نزار
دن کو ہیں ابر بہاری کی طرح اشک کے تار

۱۶۳
نقشِ خط لکھتا ہوں پڑھتا ہوں کبھی اعمال
اور بلاتا ہوں نجومی کبھی گاہے رمال
پیچ والوں کو کبھی زر سے کیا مالا مال
تا ہو پیدا کسی صورت سے کوئی شکل وصال

منتیں مانیں بہت چلے بھی کھینچے اکثر
التجائیں بھی کیں مردانِ خدا سے جاکر

۱۶۴
وہ پریشانی کہ اللہ نہ دشمن کو دکھائی
وہ مصیبت کہ خدا اوس سے عدو کو بھی بچائے
اختیار اپنا جو دل پر ہو تو سب کچھ بن آئے
دل ہی پہلو میں نہو اوسکو کوئی کیا سمجھائے

جان قالب میں کہاں جان جہاں جب سے نہیں
آسمان ٹوٹ پڑا تنگ ہوا صحن زمیں

۱۶۵
آخر کار محبت نے دکھایا ہے اثر
عالم یاس تھا اور آگیا تھا دم لب پر
غیب سے آکے یہ اک شخص نے دی مجکو خبر
فعل مختار عدالت میں ہوئیں وہ جاکر

لیجے اتنے میں وہی خیر سے لائیں تشریف
دوڑ کر چھاتی سے لیٹا کے بہت کی توصیف

۱۶۶
روئی دل کھول کے خوب اور بلا گردان بھی
کچھ خجل نائکہ کے جبر سے اور نالان بھی
فعل مختاری یہ بھولی ہوئی کچھ نازان بھی
عذر کچھ شکر گلے پیار کبھی احسان بھی

شکر خالق کیا اوپر سے تصدق اوترا
آکے زہرہ نے کیا چرخ برین سے مجرا

۱۶۷
پھر وہی جشن وہی لطف وہی عیش مدام
براحت جان کا آنا تھا کہ آیا آرام
خلوت آٹھوں پہر اور بند در خاص و عام
نہ ملاقات نہ دربار نہ پیغام و سلام

شکر صد شکر کہ پھر آئی گلستان مین بہار
دیدۂ غیر مین پھر رشک سے چبھنے لگے خار

۱۶۸
کھاتے پیتے تھے بہم رہتے تھے ہر دم یکجا
سوتے تا صبح تو مل بیٹھتے تھے تا بہ مسا
ساتھ ہی جاتے تھے اکثر بہ سیر دریا
تو قسم کی ہو جو گلگشت گلستان تنہا

ساتھ حمام کو سرما مین گئے شام و سحر
یکدلی سے ہوی الفت مین ہم شیر و شکر

۱۶۹
چاندنی چوک شب ماہ ہوا کھانے مین
دلکو برسات کے جھولے مین بھی بھلانے مین
عیش سے جاڑا کٹا گرمیان جشن خانے مین
شکل جزار ہی تصویر کے کھنچوانے مین

فرط سے چاہ کے اک جان دو قالب گویا
دونون مطلوب تھے اور دونون ہی طالب گویا

بنیاد شر و شکوہ

۱۷۰
رشک ہوتا تھا مجھے دیکھ کے عیارون کو
طیش آتا تھا اونہین دیکھ کے دلدارون کو
جوڑ کیہ چھوڑ دیے سو جبھی یہ غرض یارونکو
جمع اک جا کہین کھتا ہی فلک پیارون کو

آخر کار زوال آتے جو ہو جاے کمال
ہے ہمیشہ یہی نیرنگی گردون کا حال

۱۷۱
الغرض اوسکو در اندازونے بھڑکا بھڑکا
کچہ تو چمکہ دیے کچہ طمع دی کچہ دم دھاگا
ایک عیار سے در پردہ ملاقات کرا
ناقص العقل تو مشہور ہے یہ قوم سدا

رنگ بدلا نظر آیا مجھے آخر اوسکا
ہونے سرگوشی لگی غیر سے کھلم کھلا

۱۷۲
دوسرے تیسرے حیلہ سے کبھی گھر جانا
اور کبھی باغیون کو باغ مین بھی بلوانا
کر لیا غیر سے کافر نے غرض یارانا
مجھسے کیہ چھپنا کچہ بھاگنا کچہ کترانا

تب سے حیلہ سے ہر اک بات مکرنا اوسکا

چالیہ مکر سے کرنے لگی چھپ جالیہ پن

۱۷۳
اختیار اوسنی کیے جبکہ یہ فعل اور کرتوت
پھر تو مین نے بھی بہر طور کرا اک کا ثبوت
اگیا طیش چڑھا غصہ کا سر جب بھوت
ضبط کی تاب کسی صبر کہان کسکا سکوت

دل سے تنگ آکے کہا صاف کرو جو جا ہو
منہ نہین دیکھون گا راد ھا کو اب یاد کرو

۱۷۴
نالہ و آہ پریشانی و اندوہ و بکا
صدمہ و رنج و قلق درد و ملال و ایذا
غصہ و حسرت و افسوس سہین مطلب کیا
کیون عبث کھوئین دل دولت و دین ننگ و حیا

کیون کسی کافر ہرجائی سے دلکو اوجھائین
نام عیاش سہوا اور رنج سہین کو فت اوٹھائین

۱۷۵
ننگ و ناموس و حیا غیرت و عز و اکرام
دین و ایمان دل و جان راحت و عیش و آرام
مال و جاہ و حشم و دولت و دین اسلام
سب کو برباد کرین اور پھرا وسلئے بدنام

نقد جان دیکے کبھی ہم نہ خریدین جھگڑا
جاہ کا رکھتی ہے یوسف کے زلیخا سودا

۱۷۶
یا دوہ روز رہین یا بھول گئے ہو فرماؤ
یاد الفت کی کنوکمر کی باتین نہ بناؤ
پردہ رہنے دو زبان دیکھو نہ اب کھلواؤ
دور ہوجاؤ چلو آج سے بس منہ نہ دکھاؤ

یہ مصیبت مجھے تقدیر سے پیش آنی تھی
آدمیت تجھے سکھلا کے رغبانی تھی

۱۷۷
یہ تو فرماؤ پریزاد بنا یا کسنے
چھپ ادا ناز و کرشمہ یہ سکھایا کسنے
سبق عشوہ و انداز پڑھایا کسنے
طرز دلداری عشاق بتایا کسنے

میری چاہت سے ہوا نام ترا طشت از بام
مجھسے تھی گرمی بازار تری اے خود کام

۱۷۸
بے تمیزی کا ترے شاہد و مواقف ہی جہان
بات کا بھی نہ سلیقہ تھا تجھے اے نادان
چال بھو بچال تھی پر چھیل چھبیلا تھی کہان
اب یہ اترائی کہ سارے وہ بھلائی احسان

ہان مگر صدقہ مین رعنا کی یہ رعنائی تھی
خوش نصیبی تری واللہ یہان لائی تھی

۱۷۹

کیا تم ایسے تھے لکھا مین نے سراپا جیسا
شعرا کاہ کو چاہین تو بنا دین طوبیٰ
تم گریبان مین منہ ڈالکے دیکھو تو ذرا
تمھارے سحر بیانے سے تمھارا شہرا

جی مین آتا ہے تری صاف حقیقت کہدون
پھر یہ کہتا ہون کہ کیا واسطہ لعنت بھیجون

۱۸۰

تو ہمارا ہے بہت روز سے دیکھا بھالا
ہم سلامت ہین تو تجھ ایسی ہون لاکھون پیدا
تو تو کیا مال ہے کیا چیز ہے اور کون بلا
گر پری ہمسے اور مسے چھوڑ دین اوسکا سایا

آئینہ لیکے ذرا دیکھ تو اپنی صورت
اسپہ اترائی ہے اللہ ری تیری قدرت

سراپا ہجو یہ معشوقہ

۱۸۱

شکل بھونڈی سی ہے گھامڑ ہے بھدا لیکن نقشا
تار اور مدار سے ہے یا جعد کہ سر مین سودا
تنگ پیشانی ہے اور بھیڑ کا جیسے دیدا
ناک چیٹی ہے اور اوسے کانگڑہ جا بنوا

رنگ رو پھیکا ہے چہرہ پہ ذرا نور نہین
داغ چیچک کے ہین یہ خانۂ زنبور نہین

۱۸۲

ہے دہانہ جو دریدہ تو زبان سخت دراز
کچھ بناوٹ ہے نہ اندازہ نہ عشوہ نہ ناز
چھوٹی گردن ہے گلا بونگا بہت بدآواز
طبع اقدس ہو نہ کیون گندہ بغل سے ناساز

ناتراشیدہ ہے تو کندۂ تو دو ہاتہ ہین چوب
پنجۂ انگشت بنا جیسے پریشان جاروب

۱۸۳

سینہ بد قطع سپاٹ اور بہت نازیبا
گول محور نہین اور بند ہے ڈھیلا اوسکا
فاختہ اڑ گئی دم کیسے کہان ہے چیڑیا
گرتی پیڑو سے ہے لٹکی ہوئی ڈھلم ڈھیلا

پیٹ ہے پیٹھ کے مانند سپاٹ اور کرخت

ناف اوبھری ہوئی گھونگھی سے زیادہ ہے سخت

۱۹۴
کوسے کہیر ٹھی سے سیاٹ اور بہت تاہموار — اور پستی کا سُر ینون کے کرون کیا اظہار
ذکر کرنے سے ہے اک چیز کے اب نفرت و عار — بن مین اتر در کر ہو جس شکل سے بانی کا غار

زن مریدون کے لیے راہ زن ہے جا ہے نہان
جان کے لالے ہین اور مال کا مفقود نشان

۱۹۵
ران پر گوشت نہین اور نہ اوسپر پھیلی — ساق پر بال ہین اور سخت ہے مکڑی جیسی
پنجہ غنی کی طرح کج ہے کڑی ہے ایڑی — اونگلیان پاون کی بد وضع ہین ٹیڑھی سیدھی

پا مین چکر ہے تو مانند فلک کج رفتار
نام پہ مارے ہے ہر جائی کے پیزار ہزار

۱۹۶
خاک صورت پہ ادا کا بھی نہین نام کو نام — ہے سراپا وہ مخنث کی طرح بد اندام
رنڈی پن سے ہے خود کام کو کچھ لوچ نہ کام — نام ہے جا بیکا آوارہ ہے اطلس از بام

ایک پر بند نہین لاکھ سے انکار نہین
تجسی بد کار جہان مین کوئی مرد ار نہین

بیزاری و ترک از معشوقہ

۱۹۷
تند خو عربدہ جو کافر و بیدین مکار — بے حیا دیدہ دلیر مشتاع نہ کچھ ننگ نہ عار
خود غرض بسکہ ہے خود مطلب و خود بین خود دار — نغو ہین قول قسم جھوٹہ ہے باطل اقرار

ضد ہے نفرت ہے مرا ناک مین ہے تجسی ذم
ترک الفت مجھے منظور ہے لے تجھے قسم

۱۹۸
تو معاذ اللہ خدا ہو تو مین بندہ بنون — تو پیمبر بھی اگر ہو تو مین سامر سمجھون
تو حجر قبر آن ہو تو اک حرف نہین اوسکا پڑھون — تو ہو کعبہ تو مین اوس سمت کو سجدہ نکرون

تو جو فرد و کس ہے تو ضد سے بنون مین ناری
تو اگر دین ہو تو مین ترک کرون دینداری

۱۸۹
بت بنید ارجو تو ہو تو بنون خواب عدم
تو جو شاذی ہو تو ہو جاؤن معاً صورت غم
بت شکن شکل خلیل اللہ ہون اگر تو ہو صنم
نام کو نام نہ ہون تو ہو جو اسم اعظم

خواب مین آئے پری بنکے تو کروٹ بھی نہ لون
اور بنجائے تو جنت مین نہ پھر کر دیکھون

۱۹۰
آب حیوان بھی جو تو ہو تو عطش ہو جاؤن
تو مسیحا ہو تو جینے کی تمنا نہ کرون
تو فرشتہ ہو تو مین دم کو چرا ہی جاؤن
تو ہو محشر تو کبھی خواب عدم سے نہ اٹھون

جیتے جی نام بھی بھولے سے نہ مین لون تیرا
سر رو فصد لون گر سر مین ہو تیرا سودا

۱۹۱
تو ہو گر صبح وطن شام غریبان مین ہون
تو ہما ہو تو ترے سایہ سے بچکر نکلون
لے جو بھگوان کا اوتار تو درشن نکرون
تو پیمبر ہو تو اعجاز کو جادو سمجھون

دختر رز ہو اگر تو تو نہ تاکون حاشا
تو جو ساقی ہو تو ہو صوفی کا مشرب میرا

۱۹۲
دے چکا لے تری یارانہ کو اب استعفا
لکھ دیا مین نے محلکہ کہ نہ لون نام ترا
کوچہ کیسا نہ چلون شہر کا تیرے رستا
بھول کر بھی نکرون رخ تری جانب صلا

تو جو مرجائے تو روون نہ تری میت پر
میرا دم نکلے بھی تو مین چھاتی پہ رکھلون پتھر

۱۹۳
چاہیے تو جہان جانتا ہی خبر ہے ساری
ہون اوس اداسی سے واقف کہ ہی جیسر واری
جن فریبون کے لیے کرتی ہے آہ وزاری
گھات سب تاڑ گیا بل بے تری عیاری

دل مین کچھ اور منافق کے ہی ظاہر کچھ اور
ڈھنگ بدلے ہوے ساری ہین ترا سب طور

۱۹۴
عشق و ناز یہ بیجا ہین بس اترا و نہین
بیحیا دیدہ کو سکاری سے شرماؤ نہین
بغلین جھانکو نہین چھیڑو نہین گھبراؤ نہین
دیکھ لی شرم بناوٹ مجھے دکھلاؤ نہین

رنگ فق خشک ہین لب منہ پہ ہوائی چھوٹی

۱۹۵
تیرا اوستاد ترا پیر بھی تو ہی جھوٹی
فکر و اوہام و خیالات سے تھے سارے خام
تھی کوئی خواب پریشان کہ منعاف اجلام
کسکا عاشق ہون سراپا سچ کہیے کیا کام
کسکے محبوب ہو بتلاو ذرا اپنا نام
بشریت سے ہوا سہو خطا کیجے معاف
جو لکھا مین نے نزاکت مین تھا لاف و گذاف

۱۹۶
تحریر سے تو نے جو در پردہ کیا یارانا
ہمنے بھی تاڑ لیا جانچ لیا پہچانا
عذر و انکار و قسم ہیچ ہے اب شرمانا
اپنی اوقات پہ آخر تھا سب تجھے آجانا
تو نے احسان فراموش کیا ترک وفا
پھٹ گیا تجھسے دل اب نام نہ لونگا ترا

۱۹۷
مشکلین جھیلین سہین روز یہ ناز بجا
شہر در شہر ہون بدنام تو گھر گھر رسوا
اپنے بچہائین ہنسین غیر نصیب اعدا
لعنت اس چاہ پہ تف زیست پہ لاحول ولا
طوق رسوائی ہے آفت ہے مصیبت یاری
ایسے بیرحم سے دشمن کو بچائے باری

۱۹۸
عشق بازی کا جہان مین جو یہی ہے انجام
حضرت عشق کو تسلیم ہے اور تمکو سلام
جیتے جی نام نہ لون میرا جو عنا ہے نام
آج سے تجھسے مجھے ہے نہ تمہین مجھسے کام
با تو آن چشم نہ مردان علیخان دارد
قول مردان نہ شنیدی صنما جان دارد

۱۹۹
میری پاپوش کے صدقہ سے مرو یا کہ جیو
چال دکھلاؤ ہوا کھاؤ چلو رستہ لو
بار آیا مین ملاقات سے پیچھا چھوڑو
ہے جو کچھ شرم تو بس جا کے کہین ڈوب مرو
برملا کہتے ہین چوری نہین پر یاری ہے
سندھ آزاد تمہین فعل کی مختاری ہے

۲۰۰
دل لگی دل کی ہے بھلائی کو یا آفت جان
ہی مثل ٹوٹ پڑی سونا بھٹے جس سے کان
کیا سنا تمنے نہین کہتے ہین جی ہی تو جان
جائیے آپ کو حضرت ہے علی کی ہے امان

شوق سے کھول کے دل جو نہین کرنا ہے کرو
تمکو واللہ ہوس دل کی نہ باقی رکھو

۲۰۱
پہ ذلیل ایسا کرون تمکو کہ بس کھو یاد
نام کیا بلکہ نشان کردون تمہارا برباد
خیال مین بھی ہو نہ خرم نہ کبھی خواب مین شاد
تم ہو علامہ تو ہون ایک ہی مین بھی استاد

چین اک دم بھی جلاپے مین نہ پاؤ واللہ
رو و قسمت کو کہ اٹھہ پہر نالہ و آہ

۲۰۲
فرش ہو جاے تو پر سوؤن نہ اک رات کبھی
لاکھ اترا ے مگر مین نکرون بات کبھی
جان جاتی رہے پر ہو نہ ملاقات کبھی
خواب مین تیرا خیال آ یا نہ بد ذات کبھی

بلکہ جس بزم مین تو جاے نہ جاؤن واللہ
بھولکر جاؤن بھی تو منہ نہ لگاؤن واللہ

۲۰۳
تیری ہمشکل کو بھی تجسے مین سمجھون بدتر
تیرے ہمنام کا بھی نام نہ آے لب پر
جلد پیش آئین گے کردار کی تیری کیفر
تجسے پھر جاے خدائی جو پھری اپنی نظر

جسکا دم بھرتی ہے تو ہو وہی تجسے بیزار
آج سے دم مین ترے آئی نہ کوئی زنہار

۲۰۴
آپ اس حسن جوانی پہ عبث ہین مغرور
صاف ہو جائیگا دو روز مین جوبن کافور
آدمی زاد ہین کچھ آپ نہین خلد کی حور
ماہ رو چار ہی دن چاند کا رہتا ہے نور

طائر رنگ پری سنکے کریگا پرواز
خاک مین آپ کا ملجائیگا سب نخوت وناز

۲۰۵
بلی کی لی زلف سے آئینگی نہ پھر اسکو تاب
صاف دیکھائیگا حسن رخ پر نور جواب
خندہ ہی روز کی ہے گوہر دندان مین آب
ڈھل گیا سینہ تو یاد آئین گے ایام شباب

گرمی سوزاک سے عورت کا بگڑتا ہے مزاج
کسبی دکھلائی سے ہو جاتی ہے آنکھون مین حقیر

۲۰۶
زن مریدی کرے مردان علیخان توبہ
آئینہ رو کا سکندر سے بنے حیران توبہ

بندہ کافر بید ین ہو مسلمان توبہ | سایہ پرور دیپری زاد ہو انسان توبہ

صحبت اغوت ابلیس کی اور مجکو چاہ
توبہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ

۲۰۷
دور رکھہ دل سے گمان اسکا کہ مین عیاش ہون | زن مرید اور نوکر کوئی ہوگا جہان مین اوباش
پاکبازی سے تجرد مین رہا ہون رہتا ہون | بشریت سے ہو اگر طبع کو کچھ بھی پرخاش

تو زمانہ مین حسین ایک سے ہی اک بہتر
گو ہو لکھنؤ آباد رہے امر مسلم

۲۰۸
ضبط الفت کو کرون پہلے تو حتی المقدور | بلکہ مین نام تلک دل سے کرون عشق کا دور
اور اگر دل سے مین ایسا ہی ہون اپنے مجبور | دل لگانا ہی پڑے ماہ جبینون سے ضرور

تو کسی اور پریرو سے ملاقات کرون
عیش سے دن کو تو عشرت سے بسر رات کرون

۲۰۹
زعم باطل ہے تجھے مجھسا نہوگا دلبر | تو ہے کیا خام خدا اور پری سے بڑھکر
قدردان اور وفادار ہو بندہ پرور | نور کا پتلا ہو پریون کی جلین اوس سے پر

بزم عالم مین کرون آفت جان وہ پیدا
دم اولٹ جاے اگر دیکھہ لے تو بھی کھڑا

۲۱۰
رونمائی پہ جو تو اپنا لگا دے جوبن | سایہ تک دیکھنے پائی نہین یہ ہو قد غن
تو لگاوٹ کرے وہ دیسی ہو تیری دشمن | آتش رشک سے جلجاے ترا سب تن مین

بندہ خلوتکدہ اوس حور سے آباد کرے
ترا اسی رشک مین ہی نالہ و فریاد کرے

۲۱۱
عشق بازی سے ہی مشہور مرا ملک مین نام | جابجا سے مجھے آتی ہین حسینون کی پیام
سب وفاداری سے واقف ہین مرے دل آرام | کلمہ پڑھتے ہین سو مین مرا اور بت ہین نام

عشق بازی سے مرے فخر ہے دلدارون کو
ناز چاہت پہ ہے سر طرح طرحدارون کو

۲۱۳
تو خبردار رہو ہوشیار رہو ہو آگاہ
تجھسے اب نیچ نظر کرتے ہین انا للہ
پہیدا ہوس شوخ سے اب کرتے ہین غیبت کی راہ
جس پہ نیزاد پر اک عمر سے پڑتی ہے نگاہ
اس سے کیا کام پہ نیزاد ہے یا انسان ہے
لیک غارتگر ایمان ہے بلائے جان ہے

سراپا سے بہاریہ لاثانی معشوقہ ثانی

۲۱۴
گلبدن غیرت گلزار ہے یا رشک ارم
ہے وہ گلرو سبب رونق باغ عالم
سایہ جس پہ حریت فردوس کا ہے ابر و کرم
اوسکا کرتا ہون سراپای بہاریہ رقم
باغ باغ اہل جہان دیکھہ کے اوسکو ہو جائین
پھولکر گل کی روش جامۂ تن مین نہ سمائین

۲۱۴
نکہت سنبل پیچان سے معطر ہو شام
لطف سیب ذقن عرصے شیرین ہو کام
نارپستان سے ہو بہاری دل کو آرام
گلرخ و گلرو و گلبدن و گل اندام
وہ سراپا سے بہاریہ جانا نہ ہو
باغ رضوان کی فضا سبزۂ بیگانہ ہو

۲۱۵
طبل طبع رسا کہتی ہے اب آئی بہار
لکھہ لے گلرو کے سراپا کو بخط گلزار
سرزمین سخن تازہ ہے پر گل بیخار
شوق گلرو کے سراپا کا گلے کا ہے ہار
یہ وہ گلزار ہے گلچین کا جہان نام نہین
باغ فردوس مین صیاد کا کچھ کام نہین

۲۱۶
آب جو حوض و خیابان روش و تختۂ گل
سرو شمشاد و گل و لالہ و نرگس سنبل
طوطی و قمری و طاؤس و تذرو و بلبل
نکہت و باد نسیم اور صبا تک بالکل
چیدہ چیدہ چنون گلزار جہان سے مضمون
دیکھون سنگھون پھرون دل کھولکے گلگشت کرون

۲۱۷
پھر بھی آجائے جو مضمون سراپا مین کمی
ساتھہ رضوان کے مین گلگشت کرون جنت کی

اب بھی قدرت ہو تو پھر عرض ہے کیون بیکاری
فکر ہی لاکھ مجھے تو نے یہ نعمت بخشی

تیری درگاہ تلک لائی ہے مجکو حیرت
آج دکھلا دے مجھے ساری فضائے جنت

۲۱۸

پھر کہا غیب سے مجھپر در باغ رحمت
آستانہ پہ فدا جسکے ہون آنکھون جنت

طوبی و سدرہ کو ہو شاخ منجر پر حیرت
ہو کہین عرش سے دیوار کو اوسکے رفعت

طائر سدرہ سے کچہ بڑہ کے ہون مرغان ہزار
ہون ہما بلبلین عنقا سے ہون طوطی طیار

۲۱۹

تھا یہی دھیان کہ اتنے مین ہوا اک القا
بولا ملہم کہ نکر فکر و تامل رعنا

فیض روح القدس اللہ نے مجکو دیا
واہوے تجھپہ ازل اور ابد تک کی فضا

پھر نظارت کے سوا بس نظر آیا نہ کچہ اور
تب لکھا شاخ قلم سے یہ سراپا فی الفور

۲۲۰

شاخ طوبی ہو قلم کلک ہو اوسسے طیار
گلبدن کا لکھون تب وصف بخط گلزار

اور سیاہی ہو سویدائے گل لالہ ہزار
لاؤن شنگرف کی جا سرخی رنگ گلنار

گل کے اوراق بھی گلچین سے خریدون رعنا
باغ مین نقد زر گل کا کہین ہے توڑا

۲۲۱

قامت سرو روان ہے کہ ہی سرو آزاد
یا قد غیرت گلزار ہے نخل شمشاد

اوسکی خوبی پہ یہ تشبیہ ہوئی ہے ایجاد
شجر نور ہے وہ نام خدا نیک نہاد

شاخ گل مین ہی وہ قامت کہ ہی سدرا کی شاخ
راست پوچھو تو قد راست ہی طوبی کی شاخ

۲۲۲

نہ تو کچہ تاڑ سا لمبا ہے نہ مانند چنار
پستہ قد بھی نہین وہ سرو سہی رنگ بہار

قد وہ بوٹہ سا ہے یا کوئی ہی شاخ گلنار
شاخ گل دیکھکے کھاتی ہے بہت ٹھوکر ہی طاؤس

شجر گل جسے کہتے ہین وہ ہی گلدستہ ہے
ثمری و فاختہ کی اوسکے لیے کوکو ہے

۲۲۳

تار سنبل ہی نہین مجمد سی کم اک سر مو
بید مجنون کی ہین شاخین کہ نہم کے گیسو

عشق پیچا ہے کہین کا کل پیچان ہر سو
رگ گل زلف کو باندھا تو یہ مہکی خوشبو

باغبان ہو گیا بدمست تو گلچین مدہوش
ہو گئے مرغ ہوا رہ گیا صیاد خموش

۲۲۴

تانگ ہی ٹھنڈی شرگ گلشن خوبی کی عیان
روش تختۂ گلزار ہے یا کاہ کشان

تاک کہ ہین خوشۂ انگور ہے مو ناف کہان
باندھون یا اوسکو مین گلدستۂ گلزار جنان

پٹیان ہین جو خیابان تو جبین صحن چمن
چہرہ گلزار ہے اور وہ ہین سواد گلشن

۲۲۵

بھوہین بیت ابرو فردوس ہین شراب نما
خواب مین غنچہ ہے بیداری مین گل دیدہ وا

نکہت گل ہی نظر نرگس شہلا دیدا
ہے نہان صورت بوئے گل اون آنکھون مین حیا

رکھا عشاق کو دیدار کا خواہان برسون
ہجر مین آنکھون سے برسا دی سانون بھادون

۲۲۶

پھلواری صورج مکھی ہر روز ہی گرد رخ یار
ہے جو قد شاخ صنوبر تو گل تر رخسار

رخ گلرنگ ہے مثل گل تر باغ و بہار
مائل اوس گل پہ رہا کرتی ہین مرغ گلزار

ان گلون ہی ہے نکیون ہار گلے کی حسرت
رکھے ان پھولون کی بدمست ہمیشہ نکہت

۲۲۷

یہ وہ ہی باغ نہین نام کو جسمین باغ مین خار
بے نشان یان ہی خزان اور سمین ہمیشہ ہی بہار

بہر گلگشت جو وہ دوش صبا پر ہے سوار
طائر رنگ چمن اوڑنے پہ اب ہی طیار

باغ جنت کی فضا سبزہ بیگانہ ہے
باغ عالم مین اسی گل کا اب افسانہ ہے

۲۲۸

گل شبو ہی کہ کرک کہون اوس بینی کو
طائر حسن کا ہے یا وہ نشیمن یارو

بالیقین کوثر و تسنیم کا پل ہے دیکھو
دو تون منحر کی پھڑک سبز عیسی سمجھو

قوت نامہ مین اور نہین کوئی قصور

۲۲۹
لیک خود بینی سے اک بوئے وفا ہے کافور

۲۳۰
غنچۂ باغ ہے ایدل دہن رشکِ چمن
سوتیا دانت تو گویا ہے زبان برگِ سمن
نیلکھری پھول کی لب سرو ہے قد سیب ذقن
زعفران زار بنا خندۂ گل سے گلشن
عرقِ چہرۂ گلرو تو بعینہٖ ہے گلاب
اور جوبن جو ٹپکتا ہے تو ہے رنگِ شباب

۲۳۱
گلِ تر چہرہ گلو شاخ گل اور قد طوبیٰ
وہ نہیں پھول کہ بو سونگھ لے اور پھینک دیا
ہے خوش آواز کی گلبانگ دلاویز ندا
طائرِ حسن کا پھندا ہے کہ سنبلا ڈورا
کیا وہ گل پہنے بہارِ گلِ گلشن کے ہار
غنچہ ہائے دلِ عشاق ہیں گردن کے ہار

۲۳۲
ہے عیاں شانہ محبوب سے اک شانِ خدا
قد ہے طوبیٰ لہم و حسن مآب اوس گل کا
ہے وہ گلدستۂ رنگین کہ وہ رنگین پنجا
رنگ لائی ہے کہ خون ہو گئی لب پر حنا
اوڑ کلیاں شاخِ گلِ تر سے سوا ہیں نازک
تو سنِ حسن پری کے لیے جیسے چابک

۲۳۳
سیب ہیں یا بھی ہیں اوسکی ذقنِ سیمیں کے
یا لگے نخل تمنا ہیں یہ دو پھل جڑواں
ہے دوپٹہ کہ ثمر ریز ہے وہ گل کا دامان
طوطیِ حسن یہ کہتا ہے عیاں راچہ بیان
آشکارا ہے عجب حسن جوانی کا ظہور
مدہ سے معمور ہے جوبن سے ہے سینہ پرنور

۲۳۴
طائرِ حسن ہیں شہباز ہے شاید چڑیا
حسن کے دام میں یا آکے پھنسا ہے عنقا
لوٹ جاں کی یہ محرم ہیں کہ ہے جال بچھا
مرغِ حسن ایک ہیں پر دو ہیں نشیمن اک ہما
تل کا زاغ اسکے ہی سایہ سے بسا ہوتا ہے
مرغِ دل اسکے ہی صدقہ میں رہا ہوتا ہے

۲۳۵
پھول کی سیج سی ہے جسم اور شفاف
صحنِ گلشن ہے اگر پیٹ تو گلبن ہے ناف
نور کا عرصۂ شکم ہے تو وہ نوادہ ناف
حدقۂ دیدۂ نرگس بھی نہیں کہنا لاف

ہے کلی چور کلی مین تہ دامن پنہان
گلبدن کا ہے ابھی یک حیاسی دامان

۲۳۵

بلبل دل ہے اسی غنچہ گل پر شیدا
پا سے پامال ہوئی گلشن ہستی کی فضا

پا یجامہ مین ہین کلیان کہ ہی تختہ گل کا
مرد مو آنکھہ سے سہلاتی ہے نرگس کف پا

پھول کے رنگ سے پھولا نہ سمائے دل زار
کوئی گلدستہ سے صبا آئی تو ہو باغ و بہار

عذر معشوقہ اول و ترک محض

۲۳۶

سبز باغ ایک دکھائی کہ ہو غلمان شیدا
صاف دکھلادے وہ سرسون کو ہتیلی پہ جما

حور ہو ساتہ گل اندام کا بنکر سایا
باغ فردوس کا رضوان کو تماشائے فضا

پھول والون کی ہے گو سیر سے اوس گل کو کام
عیش باغ اور سراک جمعہ ہے اور گل اندام

۲۳۷

کر چکا جبکہ مین گلدستہ کے سراپا کو تمام
جب مقام اونکا بتایا تو کہا آخر نام

پوچھا گھبرا کے تحیر سے کہان کون مقام
نام سنتے ہی کلیجہ کو لیا اوسنے تھام

صورت خار بھی غیرت گل کی تعریف
بس عرق آگیا اور دل مین ہوئی سخت خفیف

۲۳۸

پھر تو سو عذر کیے اور ہزارون انکار
مین نے جب ایک نہ مانی تو وہ ہو زار و نزار

التجائین بھی کین اور قسمین بھی لین اوسنے ہزار
روکے خفت سے ہوئی مرنے پہ آخر طیار

جان پر کھیلنے کو کھیل ہی جانا مین نے
منتین لاکھہ کین پر ایک نہ مانا مین نے

۲۳۹

الغرض پالکی منگوائی کیا اوسکو سوار
کہدیا صاف کہ جل بھن کی ہو ناری فی النار

آکے پھر ناکہ پیش آئی بعذر و اصرار
تھی کیگی کی یہ سزا اب نہین ہمسر و کار

بند ڈیوڑھی ہوئی نا آئے نہ کوئی اصلا

۲۴۰
دل کو تسکین ہوئی چھاتی کا تیھرا وترا ۔

۲۴۱
خط جو آتے تھے تو انگیٹھی مین جلا دیتا تھا
اور پیغام کو باتون مین اڑا دیتا تھا
التجا سنکے نہ دل مین کبھی جا دیتا تھا
ہمنشین کہتے تھے پر صاف جتا دیتا تھا

نام آیا تو زبان صاف قلم کر دونگا
طرح گر صلح کی ڈالی تو ستم کر دونگا

۲۴۱
کر دیا مین نے دل و دیدہ سبھی اوسکو مرد و د
ہو گئی نامہ و پیغام کے در سب مسدود
نام مردار پہ نے فاتحہ نے دم نہ درود
مجکو آج اوسکا برابر تھا عدم اور وجود

دل کو قدغن کہ خیال اوسکا نہ آنے پائے
آنکھ کو حکم نہ وہ خواب مین منہ دکھلائے

۱۳ ملاقات محبوبۂ ثانی لاثانی

۲۴۲
دل لگی کی تھی جو اک عمر سے مجکو عادت
خالی خالی مجھے بے یار نہ بھائی صحبت
اوسپہ یاران طریقت نے دلائی رغبت
آیا جی مین بھی اوسے دیکھیے رشک دولت

شام سے مین نے دیا حکم کہ ہو طیاری
جاے لانے کو گل اندام کے گھر اسواری

۲۴۳
نامہ بر پہونچا کہ تشریف ادھر لائین آپ
روشن باد بہاری چمن آئین آپ
میرے بلوانے سے زنہار نہ اترائین آپ
پیار سے بیٹھے پہلو مین نہ شرمائین آپ

رنگ بے ساختہ پن نے یہ عجب دکھلایا
لطف برسون کی ملاقات کا اول پایا

۲۴۴
چھا گیا نور کی تصویر سے گھر بھر مین نور
شان شاہانہ تھی اور ٹھاٹھ کا کیا ہو مذکور
زور پر جوش جوانی کا وہ چشم مخمور
بانکپن مین باتون مین ناز و ادا مین سرور

فرط شوق اور تبسم سے دیوانہ ہوا
محو نظارۂ حسن رخ جانانہ ہوا ۔

۲۴۵
بات کا وضع کا انداز کا کچھ اور ہی ڈھنگ
شرم ناموس کی اور پاس حیا نام کا ننگ
نظر شائستہ طبیعت میں مزا دل میں امنگ
خوب ہی جذب محبت نے دکھائے نیرنگ

پیش خدمت ہیں پری اور جلو میں غلمان
حور دنیا میں ملی قدرت حق کے قربان

۲۴۶
تھے کبھی دور کے گاہ و سی پیام اور سلام
راز در پردہ سے واقف تھے خواص اور نہ عوام
نہ ملاقات تھی نے آمد و شد اور نہ کلام
انس تھا اور نسی سمجھو تھی وہ مے مروں سے رام

عقدہ دل کھلے جب عقد کا آیا مذکور
میرا کہنا اور نہیں اونکا ہوا مجکو منظور

۲۴۷
ہیں چہ خوش نغمہ مزامیر زن بازاری
اونکی خلقت میں ہے زور و طمع و مکاری
یان تصنع نہ بنا رث ہے نہ طاہر داری
یوں نہیں رنیا نہیں تمکو بھی یہ شیوہ واری

شرط توبہ پہ غرض عقد کا اقرار ہوا
پڑھ کے توبہ کی دعا جلد میں طیار ہوا

۲۴۸
دوسری شاطہ کہا آپنے جب بسم اللہ
قاضی بلوائے گئے شہر کے قصہ کوتاہ
حوصلے دونوں کے سب نکلے ہوا دھوم سے بیاہ
دی دعا سب نے مع الخیر مبارک ہو بیاہ

اللہ اللہ شب فرقت کی عوض تخت کی رات
بل یہ نقد یہ کہاں دور کجا وہ بد ذات

۲۴۹
کس زبان سے کروں اللہ کا اب شکر کرم
جنیں سے عمر بسر ہوتی ہے ناز و نعم
نہ وہ اب رنج رقیبوں کا نہ اغیار کا غم
عیش سے آج مبدل ہوئی سب رنج و الم

چاہ تھی قید فرنگ اس سے نجات آج ہوئی
قید بابل سے چھٹے عرش پہ معراج ہوئی

۲۵۰
مال کا ڈر نہیں اولاد کی اب یاس نہیں
وصل ہے آٹھ پہر ہجر کا غم پاس نہیں
بیوفائی کی کہیں نام کو بو باس نہیں
رسم عشاق میں سے اب تو التماس نہیں

روز روشن ہوا ہنستی تھی جب اپنے یہ دولہا دلہن

۲۵۱ ناجی اسپر ہین فدا شیفتہ او نیز ناری

دل کو تسکین خدا داد ہی اور لطف مدام
دل مین آسودہ دلی رات کو عیش و آرام
آبرو اپنی ہے اپنون مین تو غیرون مین نام
خلقِ صبح نہ وہ دیدہ براہِ سرِ شام

زن مریدی سے ہی اب دل کو نہایت نفرت
عشقبازی پہ اور اوسپہ ہی بہر دو لعنت

۱۴ خط بحال پریمال معشوقۂ اول

۲۵۲ جمع خاطر ہی مری دل مین ہی اک استغنا
صورتِ حرف غلط محو ہوا وہ شیوا
لیک تھا اوسکو جو ور پردہ تعشق پہلا
لفظ الفت نہوا غمزدہ دل زد نسکا

رنگ وان لالی غرض کاوری چاہت آخر
گل کھلا وان جو کھلا آتا ہی وہ پیش نظر

۲۵۳ اتفاقاً جو ہوا خوری کو اک دن نکلا
دور سے آتا سرِ راہ ملا ہرکارا
خط دیا لیکے اوسے جیب کے اندر رکھا
آکے گھر شمع منگا کر جو گیا اوسکو دکھا

نام کاتب نہین پر بوے وفا پیدا ہے
درد آمیز کچہ احوال ہے کچہ شکوا ہے

۲۵۴ تھا یہ تحریر عجب آپ کی بدلی ہی نظر
پھر گیا آپ کا دل اور طبیعت مین ہی شر
تھے وہ سب جوڑ نہین میرے دشمنون کو خبر
مین خطاوار سہی پھر بھی تو آخر ہون بشر

سو خطا بندہ کی اللہ بھی کرتا ہے معاف
تم ہی سچے سہی ہو جانے دو ہو جاؤ صاف

۲۵۵ اور اگر جی مین کسی اور کی الفت ٹھانی
یا مراد ڈھونڈ لیا ہی کوئی دشمن جانی
آنکھ کے پھیرتے ہی دیدہ کا ڈھلا ہو پانی
پھر بھی ایسی تو قیامت نتھی نہ محشر ڈھانی

آپ کے حق مین مصیبت کوئی سمجھی ہوگی
دل دکھانے کی سزا کیا کہی ہوگی

۲۵۶ بیقلم نامہ و پیغام کیے سب حضور — پہلے کچھ آپ سے ثابت تو کیا ہوتا قصور
دل مین باقی ہے جگہ تو نہین اب بھی کدورت — اور جو در اصل وہی بات ہے جو ہے مشہور
تو مبارک ہو صفائی کا بہانا کیا تھا
راز جب کھل گیا پھر اوسکا چھپانا کیا تھا

۲۵۷ محکو واللہ نہ معلوم تھا اوسدم زنہار — سمجھی دو دن مین نکل جائیگا غصہ کا بخار
چاہ مین فتنہ مگر ہے شکر رنجی یار — اب کھلا بھید کہ وان اور ہی کچھ ہین اسرار
باعث رنج نہ تھا اور تو کچھ بھی زنہار
خیر سمجھا دل ناخواستہ عذر بسیار

۲۵۸ موت کا ایک مہا جائیگا مجسے نہ ملال — خاک مین کی ہے جوانی مری اوسنے پامال
گو وہ ہون پردہ نشین عقد سہی اندر جال — پر رہے دل مین حضور آپ کے یہ خیال
عشق صادق مرا کچھ رنگ نیا لائیگا
دیکھنا صبر قیامت ہی کبھی ڈھائیگا

۲۵۹ اب نہ جینے کی تمنا نہ غم مرگ بھلا — حسرت و رنج و قلق سب کو دیا دلسے بھلا
عیش سب کر لیے باقی نہین ارمان ذرا — آپ کی چاہ کا انجام بھی بس دیکھ لیا
عیش اب اوکو نئی تمکو مبارک ہو چاہ
مجھسے تم زیست ہی مین چھوٹ گئے انا للہ

۲۶۰ بد دعا کیا تمہین دون اور شکایت کیسی — گو ملاقات ہو آج مگر تھی تو کبھی
ترک ملنا ہو پر الفت تو نہین دل سے گئی — سنگدل مرد سے دشمن کو بچا ناری
خاک مین موت کی آمین جوانی ملجائے
جسنے کیا یاد ہے اس بندی کو وہ جین بنائے

۲۶۱ بیکسی جن دیدون سہی ہرگز نہ نگاہ — پیار جسمین سے کیا ہو اوسے وہ منہ نہ لگائین
تو ہین وہ ہاتھ کہ جن ہاتھون سے ہوئین بلائین — ہاتھ جیاتی پہ جو رکھی تو وہ پتھر ہو جائین
کام دل سے وہ مری طرح سے ناکام رہے

۲۶۲ رات کو عیش نہ دن کو کبھی آرام رہے

عمر بھر ہو عوض عیش نصیب اپنے یہ کوا ہم
اور عذابون سے دم نزع نکل جائے دم
اوسکی میت پہ کرے بیکسی آکر ماتم
تجکو یارب قسم دامن پاک مریم

دن کو تابوت چمکتا ہوا نکلے باری
گور مین جمعہ سے تا حشر نہ سوئی باری

۲۶۳

مردوے خاک مین ملجای ترا اترانا
پھر میسر ہو کیا نہ تجھے کلپانا
نوج ہو تجھپہ کسی پر ہو تو ہی دیوانا
شمعرو تجکو جلائین جو ہو تو پروانا

جس طرح مجکو زلیخائی نے تیرے کھویا
ہو کسی یوسف مہری کا تجھے بھی سودا

۱۵ تقریر قاصد بحال پریشانی معشوقہ اولے

۲۶۴ الغرض خط تھا کہ افسانۂ غم یار طرار
نامہ برنے کیا پھر مجھسے زبانی اظہار
کرکے سوگند کہا روتی ہین وہ زار و نزار
صبر اک لحظہ نہ اونکو ہے نہ کچھ شب کو قرار

نالہ و آہ وہ دن رات کیا کرتی ہین
نام سرکار کا لے لیکے جیا کرتی ہین

۲۶۵

خواب و خور ترک ہے پینا کہان کسکا کھانا
کیسی تعلیم کجا رقص کہان کا گانا
وہ ہین اور گھر ہے نہ آنا نہ کہین جانا
بے اثر ایک ہے ہے لاکھ تلک سمجھانا

بھر کے ہر دم وہ دم سرد بہت روتی ہین
جیسی ہزار ہین اب جان تلک کھوتی ہین

۲۶۶

کروٹین لیکے شب غم کو سحر کرتی ہین
چاہ کو نام و ننگ آپ کا لے دھرتی ہین
نفس سرد ہے یا آپ کا دم بھرتی ہین
چونک اٹھتی ہین کبھی خواب مین گر گرتی ہین

آپ کے ذکر سے کچھ راحت دیرینہ آتی ہے
یا یکایک خیال مین حضرت کے جھپک جاتی ہے

۲۶۶
زندہ در گور ہین وہ قبر کے مانند ہی گھر
دن قیامت کی طرح کٹتا ہے گھڑیان گنکر
شام کو رہتی ہے ہر روز نظر جانب در
پوچھتی ہین کبھی کچھ آنے کی ہی اونکی خبر

ایک دن بھر کی مصیبت تو گذر جاتی ہے
رات کیا آتی ہے اک سر پہ بلا آتی ہے

۲۶۸
پان سے ذوق نہ کچھ عطر سے اب غیرت ہی
مانگ چوٹی ہے نہ کنگھی ہے نہ وہ زینت ہے
درد ہے دل مین تپ غم کی بہت شدت ہی
آپ کا نام ہی اور آہ ہے اور رقت ہے

رات کا شغل جو پوچھو تو شمار اختر
دیکھیے دن کا جو احوال تو ہر دم ششدر

۲۶۹
درد کی چیخ جو کمبخت کوئی گاتا ہے
حد سے تب ولولۂ شوق گذر جاتا ہے
ہوکے بیتاب طبیعت مین جو کچھ آتا ہے
گھر مین اک دم کا ٹھہرنا نہین پھر بھاتا ہے

پا پیادہ در دولت پہ چلی آتی ہین
رو کو تو سر کو وہ دیوار سے ٹکراتی ہین

۲۷۰
بول اوٹھا دھوکے سے جو کوئی کہ آتی ہین حضور
حکم طیاری کا دیتی ہین وہین غیرت حور
فرش رہ آپ ہی ہو جاتی ہین با فرق سرور
دیر ہوتی ہے تو کہتی ہین کہ ہین کتنی دور

یاس ہو جاتی ہی جسوقت تو گھبراتی ہین
ہوکے مضطر کبھی روتی کبھی ٹکراتی ہین

۲۷۱
خوش ہوئی گر کبھی وہ ماہ وشون کی سرتاج
پوچھ بیٹھا کوئی اب آپکا کیا ہی مزاج
تو یہ فرمائی ہین مدت مین ہوئی ہی معراج
خواب مین رات مرے پاس وہ آئے تھے آج

پیار کر کے کبھی چھاتی سے لگا لیتے تھے
اور کبھی شوق سے پہلو مین بٹھا لیتے تھے

۲۷۲
اور کبھی سامنے رکھکر تصویر
آپ ہی آپ کیا کرتی ہین یہ رون تقریر
کبھی چھاتی سے لگا اور کبھی ہو دلگیر
پوچھتی ہین کہ ہوئی کون سی مجھسے تقصیر

پیار چھپ چھپ کر کبھی اوسکو کیا کرتی ہین

۲۷۳ اپنے بوسے کبھی آپ اوسکو دیا کرتی ہین

جان کا دھیان نہ اصلا تعلق رسوائی
وحشت دل نے بنایا ہی اونہین سودائی
صدر نہیان تک متجاوز ہوئی بے پروائی
کوئی سمجھا ہی نہین خاک وہان شنوائی

گو کونین خوب جھکاتی ہی اونہین آپ کی چاہ
۲۷۴ حسن یوسف ہو زلیخائی ہین لیکن واللہ

وہ جوانی یہ ستم ہای وہ صورت یہ غم
اور یہ افتاد وہ پروردگیے ناز و نعم
اور سپہ یہ قطع نظر آپ کے اللہ ری ستم
خیر سے آپ ہین سب راز سے آگہی محرم

برملا کہتی ہین کچھ کھاکے مین مرجاؤن گی
۲۷۵ اس مصیبت کا مزا حشر مین دکھلاؤن گی

ہالۂ سبزی کا رہان آپ کا دامن ہوگا
حال اس قہر کا ایک ایک کہونگی بخدا
عالم الغیب یہ روشن ہی جو مجھپر گذرا
اس جلاپا کا چکھاؤن گی مزا روز جزا

وہ جہنم مین جلے دل مرا ٹھنڈا ہووے
تو بھی محشر مین ذرا اپنے دنون کو روووے

واپسی قاصد و جوانمرگی معشوقہ مع مرثیہ حالیہ

۲۷۶ رحم کھاکر یہ کہا مین نے نہ لے دل کا عذاب
کچھ ہوا خوف خدا کچھ قلق روز حساب
چاہا لکھہ بھیجون مین خط مین اونہین کیسے کا جواب
نامہ بر سے کہون تو دور کیا دل سے حجاب

اسنے مین آئی کہارن کہ چلین حاجد حضور
۲۷۷ مین گیا گھر مین وہان ہوگیا کافر کافور

شدنی تھی کوئی اوٹرا وسے نہ بن آئی بات
قہر برپا وہان کیا کرتا ہی جاکر بدذات
کہدیا بات نہ کی نام کو مجسے مہینات
گرم صحبت ہین وہ اب غیر سے اکثر دنیات

قطع امید کرو اوسسے ملاقات کہان
وہ ہین یا بند وہ دن ہی نہین وہ رات کہان

۲۷۸
نازنین جان پہ ستمگر ہی غضب ہی ڈھایا
سر کو دیوار سے دے مارا کبھی ٹکرایا
صبر مطلق نہ ہوا سب نے بہت سمجھایا
کہ دے بچہ سو رہی اور صبح کو ٹھنڈا پایا
دفعتہ شور و فغاں ہائے قیامت آئی
دولت حسن لٹی مر گئی ہے ہے بائی

۲۷۹
شہر کی اہل نشاط آئین کی نشیون و حسین
نوحہ کرتی تھی کوئی کوئی بکا کوئی بین
گرد سب ہالہ صفت ہوش اونکو ماہین
راستے بند تھی مخلوق عذا تھی بیچین
نوجوانی پہ کوئی کرتا تھا آہ و زاری
کوئی بیہوش کہین غش کہین حالت طاری

۲۸۰
محکبو اس قہر سے زنہار نہ تھی آگاہی
شب کو سویا تو مگر رات مصیبت سے کٹی
نہ سہی رسم مگر راہ ہے دل سے دلکی
خود بخود دل مین دم صبح عجب حیرت تھی
اوٹھ کے افسردہ مسہری سے دریچہ وا کر
جی کہ بہلانے کو بیٹھا مین سر راہ آکر

۲۸۱
دور سے دیکھا نظر آتی ہے اک طرفہ برات
جانا نوشاہ کی تھی آج عروسی کی رات
دھوم ہے شور ہے انبوہ ہے اور مخلوقات
بیچ مین ڈولہ عروسانہ ہے لیکن بیہات
کچھ نہ اونکی سواری ہے نہ تھا یہ معلوم
نا مراد آہ جوان مرگ سدھاری مسموم

۲۸۲
آیا ناگاہ نظر کان مین ماتم کا غل
شور ہے شمع سر شام ہوئی حسن کی گل
دیکھتا ہون کوئی نالان ہے بر نگ بلبل
چاک دامن ہین گل اندام بہت صورت گل
پا برہنہ ہین سب اور بال کھلے خاک بسر
دھوکا جس ڈولہ پہ تھا آیا وہ تابوت نظر

۲۸۳
جوڑ قوال بھی کچھ بین سی گاتے ہین عجیب
پیٹتا ہے کوئی کہتا ہے کوئی ہائے حبیب
کوئی کہتا ہے ہلی خاک مین الفت سے نصیب
الغرض آیا جنازہ مرے گھر کے قریب
مین نے پوچھا یہ گئے کون جہان سے ناکام

۲۸۴
دم ہوا ہو گیا بس سنتے ہی محبوب کا نام

۲۸۵
رکھ کے تابوت کہا جاؤ کہ یہ ماتھی تھی
نامراد آہ یہ فرقت زدہ بیچاری تھی
اس جوانمرگ کو کچھ عشق کی بیماری تھی
زندگی بار جدائی سے اسی بھاری تھی
جان پر کھیل گئی جاہ نے مارا ہے آہ
کھا موئی طبیش میں کچھ رات کو پانی تھا

۲۸۵
کہہ موئی تھی مری میت سے نہ وہ شرمائیں
خیر تقدیر کا لکھا تھا نہ کچھ پچھتائیں
نہ پڑھیں فاتحہ نے پھول مری اوٹھوائیں
ہاں مگر آخری دیدار تو دکھلا جائیں
قبر میں چین نہیں آئیگا زنہار سمجھے
پھر تو محشر ہی میں دکھلائیں گے دیدار سمجھے

۲۸۶
کی وصیت تھی نہ ہو دین و حزیں میرے بعد
عشق صادق ہے تو آئیگا یقین میرے بعد
ہوں نہ پیش آنے سے کچھ چین یہ چین میرے بعد
جذبۂ عشق کا آئے گا یقین میرے بعد
کہنا میت پہ بہت دل نہ کڑھائیں واری
حق میں میت کے یہ اچھی نہیں آہ و زاری

۲۸۷
سنتے ہی جی میں اوٹھا ولولۂ دیرینہ
صبر کب ضبط کجا کوٹ لیا سر سینہ
جی میں رہتا نہیں زنہار موئے پر کینہ
جوش الفت سے دل زار تھا صاف آئینہ
چاک کر ڈالی قبا ماتمی پہنی پوشاک
سر کو دیوار سے ٹکرایا ملی منہ پہ خاک

۲۸۸
آیا بیتابی سے تابوت تک افغان خیزاں
ٹکڑے دل پر زخم جگر شق سے کلیجہ بریاں
سیر جینے سے دم اوکھڑ اہوا اور لب پہ فغاں
آسمان ٹوٹا زمیں پھٹ گئی تاریک جہاں
آکے بالیں پہ دوشالہ سے جو کھولا مکھڑا
چشم بر راہ ابھی دیدۂ حسرت تھے وا

۲۸۹
ٹکٹکی باندھ چرم لین دل بھر کے پٹ کر دیا
عذر تقصیر کیے سخت پشیمان ہوا
بین سب نے کیے محشر ہوا کہرام مچا
دم تکبیر تھا یہ شور قیامت برپا

در نماز م خم ابرو سے تو در یاد آیا
حال لیتے رفعت کہ محراب میں اوکا آیا

۲۹۰
بال بکھرے وہ ابھی یاد ہین اور زلف دراز
نور چہرہ پہ برستا ہوا اور نرگس باز
ہنستی پیشانی وہ پر زور نگون پیرہن
نام میت تھا مگر زندہ کے جیسے انداز

صورت اتبک مری آنکھون مین پھرا کرتی تھی
رات دن جان حزین رنج سہا کرتی تھی

۲۹۱
وہ جوان مرگ جو دنیا سے سدھاری ناکام
زندہ درگور ہوا زیست ہوئی مجکو حرام
جان مین غم دل مین ندامت ہی تو سر مین سودا
نہ خور و خواب نہ تسکین نہ قرار و آرام

دھیان مین رویا تو کچھ آنکھ سی لگ جاتی ہی
صورت آکر کبھی رویا مین وہ دکھلاتی ہے

LIBRARY

سید رشک محبوبۂ ثانی وانتقال از عالم فانی

۲۹۲
عشق صادق نے کیا کام تمام آخر کار
کھو گئے تاب و توان ہوش و خرد صبر و قرار
خود بدولت نے جو دیکھی یہ مری حالت زار
رشک الفت سے جلا پے پہ بہت کھایا خار

یعنے در پردہ کیا ضبط جو دل مین غم و درد
رنگ ہوتا گیا گلرنگ کا اندوہ سے زرد

۲۹۳
لاکھ سمجھایا کیا اُنس کا اونسے اظہار
عرض کی جو گیا دنیا سے پھر اوس نے کیا کار
اب وہ کل ہی نہین جسکے لیے ہم گوندھین یہ ہار
تم سلامت رہو ہی زیست کا اب تمہیدار

رشک سے دل نہ کڑھایا کرو بد ہے انجام
تم گئین جی سے تو بس کام ہی اپنا بھی تمام

۲۹۴
لالہ پیرایہ مین کی اونکو نصیحت بسیار
اور تالیف بھی کی پر ہوا خاک اثر
اور بڑھتا گیا آخر قلق و درد جگر
حال زار اونکا ہوا طول مرض سے ابتر

نور کا تڑکا تھا جب دم وہ گئین جی سے گئے

ن مجھے صبح محشر

یج ہوا لخت بہ
سینہ پر صدمہ ہوا اور الم پر یہ الم
فوان لاکھہ قلق ایک جزیرہ
رہ گرا کوہ الم چرخ ستم

وہ اگر جان تمنا لو
دل وجان کھو گئے فرہاد

۲۹۶

خلوت خاص نظر آتی ہے ہر دم سن سان
خالی خالی
الان

گھر عزا خانہ ہے گھر بھر ہی ادھر حرف فغان
در و دیوار پہ چھایا

جاؤن مردانہ مین تو مجکو وہ یاد آتی ہی
اور زنانہ مین یہ آنکھون تلے پھر جاتی ہی

۲۹۷

قید تنہائی مین ہر لو سکی ہی گھر مجکو قفس
دن قیامت ہر دم صورت ہے اور ایک

خلق اعدا کو دکھائی نہ یہ تنگی نفس
جان سے تن تنگ تھا اور جان کی تن مجکو

کبھی یہ قصد کہ مر جاسیے قصہ ہو تمام
گاہ یہ عزم کہ مانم مین گذار و ایام

۲۹۸

الغرض دیکھہ کے احباب یہ حالت زار
عرض کی آپ کو ہے نسبہ قضا پر دردگار

مرضئ حق سے کسیکو نہین چارہ زنہار
خیر ہونا تھا شدنی اور ہے بشر ہی ناچار

جی بہل جائیگا ہے دل کا لگانا بہتر
یا پئے سیر کسی ملک کا بہتر ہے سفر

۲۹۹

سیر کا دل کو پسند آیا غرض منصوبا
جلد سامان سفر کرکے سیاحت کو اوٹھا

کبھی دہلی کبھی کشمیر کبھی کلکتا
لکھنؤ مالوا گجرات بنارس چنبا

تبکہ پنجاب دکن مالوہ تا کوہستان
دیکھا جن پھر کے غرض خوب طرح ہندستان

۳۰۰

دیکھا بنگالہ کی بالون کا زمانہ مشتاق
مایل حسن بنارس ہین جہان کے عشاق

لکھنؤ کا وہ غضب حسن کہ ہے دور و خاق
حسن کشمیر ہے مشہور میان آفاق

آنکھ پنجاب کی کشمیر کی سکین کیا ماند
نقشہ رجواڑہ کا صحیح تحایا ہے

رفتہ رفتہ سہولی وحشت جو طبیعت سے دور
ہم بھی رنج و قلق ہو گئے آخر کا
نظر آجائے کسی شہر میں جب غ
جی یہی چاہے دل اس سے ہی لگا لیجے مرور

یاد آجائے جو ناکامہ وہ اندوہ و محن
لاکھ سنگ طبیعت وہیں اور جا معاً
۱۸

سنہ آتہ
سریب سحر حسن

دل
ہی پہ دشوار نباہ
عیش آغاز میں انجام کو ہی نالہ و آہ
دل
رہتا ہے تا بو دانم
صبر و ہوش و خرد اس عشق میں دیکھے ہیں تباہ

و عشق کے حرفوں سے ہے جب ننگ عیان
ننگ ہیں مشہور عیان راجہ بیان

LIBRARY
HYDERABAD

شکل جو مست ہو نیچا سی کبھی پردہ کھلائے
آنکھ کا نیر و ھاد اشک ہیں حیرت چھائے
طائر رنگ رخ عاشق ۔ بے پر اڑ جائے
آنکھ پر بخت جگر پارہ دل منہ پر آئے

موت آجائے طبیعت نہ مگر شوخ پہ آئے
جی نہ مانے بھی تو کچھ کھا کے بلا سے مر جائے

خوبرو گر نظر آئیں تو اوہیں مجھ جواب
اور اگر بات کریں دی نہ حسینوں کو جواب
جائے سو آتو پھر کوچہ جاناں کی شتاب
عشق انگیز کبھی پاس نہ رکھی اسباب

ہو مرقع جو حسینوں کا تو کر دی فی النار
عاشقانہ پڑھے بھول کے شعر و اشعار

کوئی خود کام جو ہے تو اوسی مجھ نور
پاس آبیٹھے تو اوس جا سے ہو فوراً کافور
نار ناری ہے وہ کافر ہے جو مجھ اوسی نور
آئے بھینڈی میں حسینوں کی نہ حتی المقدور
مرد عاشق ہو تو ہے موت بس اوسکو لعنت